تذکرۂ خواجگانِ تونسویؒ

جلد اوّل

تالیف:
پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی

چشتیہ اکادمی فیصل آباد۔ پاکستان

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ عالیہ چشتیہ

تذکرۂ خواجگانِ تونسوی رح

جلد اوّل

حضرت پیر پٹھان

خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمت اللہ علیہ

اور اُن کے سجّادگان

تالیف

پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی

چشتیہ اکیڈمی
فیصل آباد - پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق چشتیہ اکادمی فیصل آباد محفوظ ہیں

128269

باراول ———— ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

ناشر ———— چشتیہ اکادمی فیصل آباد۔ پاکستان

سالِ اشاعت ———— سنہ ۱۴۰۶ھ ، سنہ ۱۹۸۵ء

ضخامت ———— ۱۸x۲۳/۸ — ۳۰۴ صفحات

طباعت ———— پیکیجنگ پریس سانده روڈ لاہور

کتابت ———— حاجی محمدؐ صدیق مرکزِ کتابت کچہری بازار فیصل آباد

تعداد ———— دو ہزار

قیمت ———— ساٹھ روپے

بسعی واہتمام
میاں ہارون احمد چشتی
مینیجر مکتبہ الفوائد

تقسیم کار

مکتبہ الفوائد، فرحت منزل جنیوٹ بازار
فیصل آباد - پاکستان
(ٹیلی فون: ۲۸۸۵۵)

Marfat.com

تذکرۂ خواجگانِ تونسوی رحمۃ اللہ علیہم

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

Marfat.com

Marfat.com

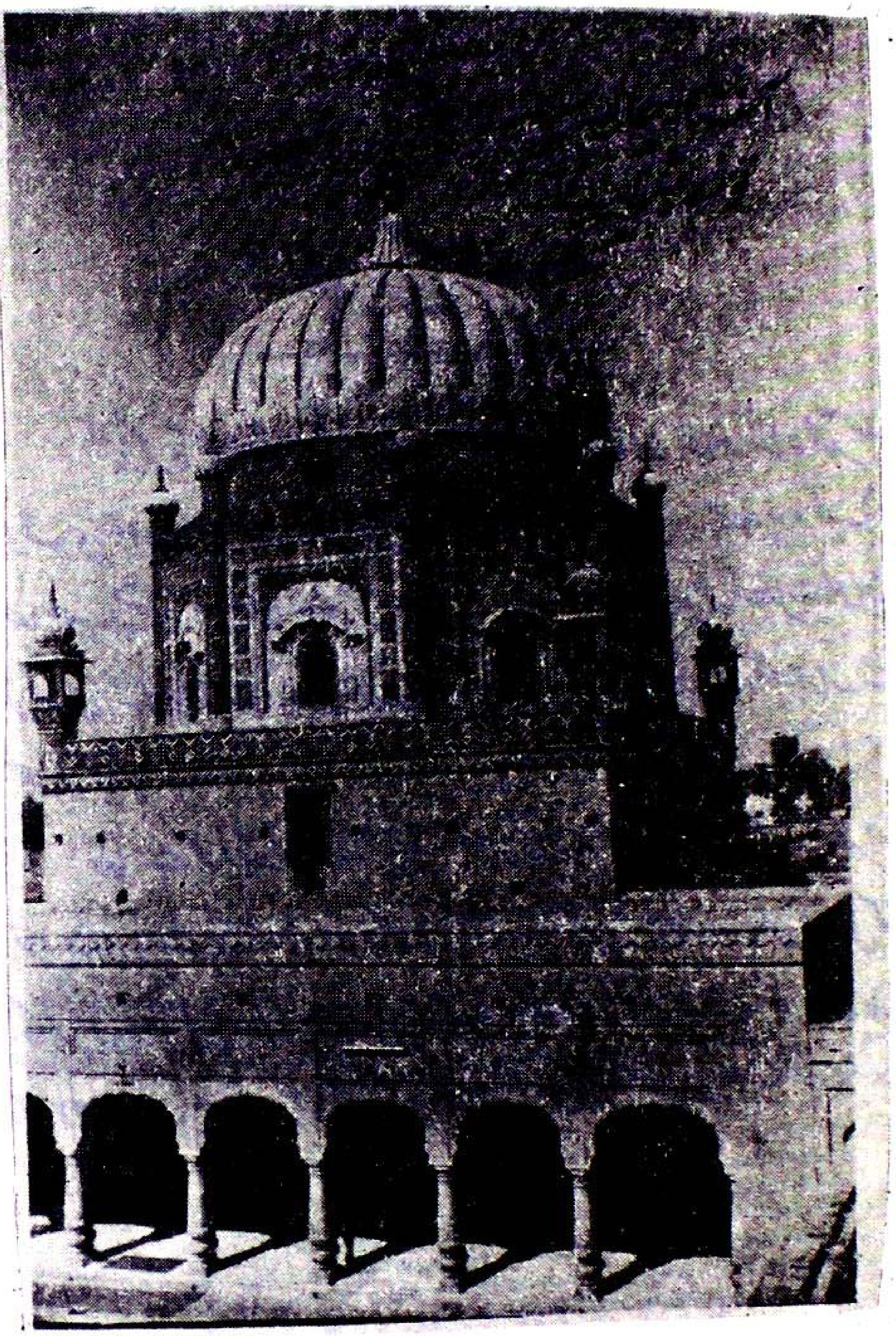

بسوئے مُلکِ سنگھڑ رو اگر دُنیا و دیں خواہی
غلامِ شاہِ تونسہ شو اگر حق الیقیں خواہی

Marfat.com

۷۸۶

۷۹۶

دعائیہ

"تذکرہ خواجگانِ تونسوی" حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح اور ان کے سجادگان کا مختصر تذکرہ ہے۔ جسے پروفیسر افتخار احمد صاحب چشتی سلیمانی نے تالیف کیا ہے۔ اس کتاب میں حضرات خواجگان تونسوی رح کے حالاتِ زندگی اور ان کی تعلیمات کو نہایت عمدگی و اختصار سے تحریر کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات خواجگان چشت رح اہلِ سلسلہ کو اس کتاب کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز خداوند کریم جناب چشتی صاحب کو اس کارِ خیر کا اجر دونوں جہانوں میں عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

دعاگو

خواجہ عطا اللہ صاحب

سجادہ نشین

آستانۂ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف

مورخہ:

۲۰ اگست ۱۹۸۵ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی
خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

Marfat.com

اِنتساب

مخدومی و مرشدی خواجۂ دلنواز

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

اگر سیاہ دِلم داغ لالہ زارِ توام
وگر کشادہ جبینم، گُلِ بہارِ توام

Marfat.com

فہرست مضامین

حصہ اوّل

ابتدائیہ

حمد و سلام و نعت ۱

پہلا باب — عرضِ مرتب ۶

دوسرا باب — تعارف سلسلہ ۱۶

تیسرا باب — شجرہ ہائے طریقت ۲۶

سلسلہ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ عربی ۲۷

سلسلہ عالیہ چشتیہ سلیمانیہ منظوم ۲۹

سلسلہ چشتیہ نظامیہ ۳۰

سلسلہ چشتیہ قادریہ ۳۲

سلسلہ چشتیہ نقشبندیہ ۳۴

سلسلہ چشتیہ سہروردیہ ۳۶

فیوضِ سلاسل ۳۸

Marfat.com

حصّہ دوم

اکابرینِ سلسلہ

پہلا باب	سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مولانا فخر الدّین دہلوی رح تک	۱۴
دوسرا باب	حضرت خواجہ نور محمّد مہاروی رح	۵۷
	حضرت خواجہ نور الصمد شہید رح	٦٧
	حضرت مولانا نور محمّد نارو والہ رح	۸۱
	حضرت قاضی محمّد عاقل رح	۸۲
	حضرت حافظ محمّد جمال ملتانی رح	۸۵
	سجّادگانِ مہاروی	۸۷

حصّہ سوم

فیضانِ سلیمانی

	سلسلۂ سجّادگی	۹۱
پہلا باب	حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسوی رح	۹۲
دوسرا باب	حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رح	۱۱۸
تیسرا باب	حضرت خواجہ حافظ محمّد موسیٰ تونسوی رح	۱۳۷
چوتھا باب	حضرت خواجہ محمّد حامد تونسوی رح	۱۵۵
پانچواں باب	خواجہ حافظ غلام سدید الدّین تونسوی رح	۱٦۹

Marfat.com

چھٹا باب	حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسویؒ	۱۸۵
ساتواں باب	جناب عطاء اللہ صاحب تونسوی	۲۰۸
	زمانۂ سجادگی	۲۱۳

حصّہ چہارم

مقالات

پہلا باب	تذکرہ نویسی میں جدید رجحان از پروفیسر محمدؐ اسحاق قریشی	۲۱۶
دوسرا باب	حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب تونسوی نور اللہ مرقدہ از جناب حافظ لدھیانوی	۲۲۳
تیسرا باب	تاثرات	۲۴۲
	نذرانۂ عقیدت بحضور خواجۂ دلنوازؒ از خواجہ محمدؐ قمر الدین سیالویؒ	۲۴۳
	ملفوظات خواجۂ دلنوازؒ از چوہدری غلام رسول	۲۴۴
	خواجۂ دلنوازؒ کی دو مجالس از پروفیسر عبد المجید چشتی	۲۵۱

Marfat.com

حصّہ پنجم

منظومات

پہلا باب	مناقب	۲۵۵
دوسرا باب	اظہارِ حقیقت	۲۷۶
تیسرا باب	مرشدِ ملّت خواجہؒ دلنوازؒ کا سفرِ آخرت	۲۷۷

اختتامیہ

تعارفِ مرتّب	۲۷۹
چشتیہ اکادمی	۲۸۱

Marfat.com

حصہ اوّل

ابتدائیہ

Marfat.com

Marfat.com

کلام

حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

حمد

ہر ذرّہ میں ہے جلوہ نما جس کا جمال
اور ممکن ہی نہیں جس ہستیِ اکمل کو زوال
ہر رنگ میں ہر شان میں جو یکتا ہے
اے قیس میں کس چیز سے دوں اس کی مثال

نعت

طالب مَیں ترا ہوں مرا مطلوب ہے تُو
خُوب ہے تو تُو تری قسم خوب ہے تُو
صورت تری اجمل تری سیرت اکمل
ہر شان میں اللہ کا محبوب ہے تُو

Marfat.com

Marfat.com

حمدِ باری تعالیٰ

(از جناب حافظ لدھیانوی)

ملائک آسمانوں پر اسی کی حمد گاتے ہیں
اسی کی شانِ وحدت کے حسیں نغمے سناتے ہیں

فلک کے نیلگوں پردے پہ تاروں کو بکھیرا ہے
اسی کی گود میں مہتاب کا سورج کا ڈیرا ہے

اسی نے گاڑ رکھا ہے پہاڑوں کو زمینوں پر
سمندر میں اسی کا لطف ہے بہتے سفینوں پر

پہاڑوں کی بلندی پر علَم ہیں اسکی شوکت کے
زمیں کے چپّے چپّے پر نشاں ہیں اسکی قدرت کے

پرندوں کو اڑاتا ہے فضائے آسمانی میں
اسی کی حمد کا نغمہ ہے موجوں کی روانی میں

سمندر کی تہوں کو موتیوں سے جگمگاتا ہے
فضا میں بادلوں کے خوشنما آنچل اڑاتا ہے

اسی کے خوانِ نعمت سے زمانہ رزق پاتا ہے
وہی روزی رساں ہے جو بھی اس دنیا میں آتا ہے

ہر اک شے کی زباں پر قدرتِ حق کے ترانے ہیں
نظر جس سمت اٹھتی ہے عجب منظر سہانے ہیں

قلم کو اس نے حمد و نعت کا اعجاز بخشا ہے
دلوں کو اپنے نغموں کا نرالا ساز بخشا ہے

مرے افکار میں حافظ اسی کی لطف فرمائی
کسی کو فقر بخشا ہے کسی کو شانِ دارائی

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

از جناب قمر الدین انجم

شعور خام سہی، فکر نارسا ہی سہی
تری ثنا، تری توصیف میرا مذہب ہے
جو تیری حمد سے غافل ہے آدمی ہی نہیں
جو تیری حمد سے غافل نہیں، مہذب ہے

ہر ایک لفظ کا مفہوم ہے بہت محدود
میں تیری حمد کروں بھی تو کر نہیں سکتا
میں صرف خاک، تری ذات پاک، نور ہی نور
اندھیرا نور کے آگے ٹھہر نہیں سکتا

مجھے نہ دیکھ کریمی پر رکھ نظر اپنی
گناہ گار ہوں اے میرے پالنے والے
گرا ہوں میں تو محمدؐ کا نام ہے لب پر
سنبھال دونوں جہاں کے سنبھالنے والے

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

Marfat.com

سلام
بحضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلّم

(از جناب حافظ لدھیانوی)

سلام اس پر کہ جو قلب حزیں کا مدّعا ٹھہرا
سلام اس پر کہ جو خستہ دلوں کا آسرا ٹھہرا
سلام اس پر کہ جس پر بیکسی کو ناز ہے کیا کیا
سلام اس پر کہ جس کی ہر ادا اعجاز ہے کیا کیا
سلام اس پر کہ جس سے غمزدہ تسکین پاتے ہیں
زمانے کے ستائے دامن رحمت میں آتے ہیں
سلام اس پر کہ دل کی دھڑکنوں میں جس کا نغمہ ہے
کہ جو شفقت مجسّم ہے کہ جو رحمت سراپا ہے
سلام اس پر کہ جس کا عطر سے بہتر پسینہ ہے
سلام اس پر منوّر معرفت سے جس کا سینہ ہے
سلام اس ذاتِ اقدس پر جو ہے شہکارِ فطرت کا
سلام اس پر کہ مومن پر ہے جو احسان قدرت کا
سلام اس پر کہ جو سب سے مکرّم ہے گرامی ہے
سلام اس پر متاعِ شوق جس کا نامِ نامی ہے

Marfat.com

سلام اس پر کہ جس کا شہر گہوارا ہے رحمت کا
نگاہِ شوق کی تابندگی ہے گنبدِ خضرا

سلام اس پر کہ جس کے نور سے آباد عالم ہے
وہ جس کے پیکرِ رحمت کے صدقے شاد عالم ہے

سلام اس پر کہ جس کی یاد ہے ایماں کا سرمایا
سلام اس پر کہ جس کی مثل دنیا میں نہیں آیا

سلام اس پر کہ جس کا ہر عمل ہر قول احسن ہے
سلام اس پر کہ جس سے دین کا شاداب گلشن ہے

سلام اس پر مکمل جس پہ نعمت ہو گئی دیں کی
وہ جس کی ذات تفسیرِ مبیں ہے شرع و آئیں کی

سلام اس پر اخوت کا دیا درسِ حسیں جس نے
سلام اس پر دیا سرمایۂ صدق و یقیں جس نے

سلام اس پر کہ جس سے عدل کی میزان قائم ہے
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے ایمان قائم ہے

سلام اس پر تنِ مردہ کو جس نے زندگی بخشی
جہالت کی اندھیری شب کو جس نے روشنی بخشی

سلام اس پر ازل کا نور جس کی ذاتِ اطہر ہے
سلام اس پر ابد تک کے لئے جو حق کا مظہر ہے

سلام اس پر کہ جو شمسِ ہدایت بن کے آیا ہے
شبِ ظلمات میں جو صبحِ نو کا نور لایا ہے

سلام اس پر کہ جس کے نور سے عالم ہے نورانی
فقیری کو سکھائے جس نے اندازِ جہانبانی

Marfat.com

سلام اس پر دلوں کو دردمندی جس نے بخشی ہے
جو تھے پامال ان کو سربلندی جس نے بخشی ہے
سلام اس پر نہتوں کو کیا ہے حکمراں جس نے
جہانبانی کے رازوں کو کیا ان پر عیاں جس نے
سلام اس پر دیا منشور جس نے امنِ عالم کا
دیا ہے درس جس نے سرکشوں کو لطفِ باہم کا
ہے اس کی ذات میری مدحت و توصیف سے بالا
کہ مداحِ رسولِ ہاشمی ہے ربّی الاعلیٰ

نعت شریف

(از قمرالدین انجم)

یادِ رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم میں جو آنکھ نم نہیں
جلووں کی بارگاہ میں اس کا بھرم نہیں
پڑھنے لگیں درود اگر دل کی دھڑکنیں
اس سے بڑا تو کوئی خدا کا کرم نہیں
سرمایۂ حیات ہے یہ ذکرِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
ٹوٹا یہ سلسلہ تو سمجھ لو کہ ہم نہیں
دوری حضورؐ کی ہے عدم، قرب ہے وجود
کچھ اور اعتبارِ وجود و عدم نہیں
انجمؔ جسے نصیب ہؤا عشقِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
وہ محترم نہیں تو کوئی محترم نہیں

Marfat.com

پہلا باب

عرضِ مرتّب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم
نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریمؐ ہ

تونسہ شریف اور خواجگانِ تونسویؒ کا تذکرہ اپنے بزرگوں سے بارہا سُنا تھا۔ میرے والدِ گرامی حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ نے ۱۳۲۳ھ میں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے دستِ مبارک پر شرفِ بیعت حاصل کیا اور پھر اُن ہی کے حکم کے مطابق حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمّد فخری فریدی سلیمی دہلویؒ کی خدمت میں تیس برس رہ کر سلوک و معرفت کی جملہ منازل طے کرنے کے بعد خلافت حاصل کی۔ حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمّد دہلویؒ حضرت ثانی شاہ اللہ بخش تونسویؒ سجادہ نشینِ اوّل آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔ حضرت شیخ سلیم چشتیؒ اور حضرت بابا فریدالدّین گنج شکرؒ کے واسطے سے فاروقی النّسل تھے۔ اور والدہ کی نسبت سے محبّ النّبی حضرت مولانا فخرالدّین دہلویؒ کے پوتے حضرت میاں غلام نصیرالدّین عُرف میاں کالے صاحبؒ کے نواسے تھے۔

راقم الحروف کو ۱۳۵۵ھ میں حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمّد دہلویؒ سے شرفِ بیعت حاصل ہوا۔ اور چند ماہ دہلی شریف میں آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضری کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ ازاں بعد ملازمت میں مصروف ہوا۔ مگر رابطہ بدستور قائم رہا۔ قیامِ پاکستان کے بعد تین بار دہلی شریف کی حاضری کا شرف بھی نصیب ہوا۔ مرشدی حضرت صاحب قبلہ دہلویؒ کا وصال ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ اور حضرت والد صاحب قبلہؒ کا وصال ۷ صفر ۱۳۷۱ھ کو ہوا۔ میں ۱۳۷۳ھ

Marfat.com

میں اسلامیات کا پروفیسر ہو گیا۔ دہلی شریف سے خط و کتابت کا سلسلہ تو جاری رہا مگر مشاغلِ دنیا نے یکسوئی سے یہ مقدس رابطہ مضبوط کرنے کا موقعہ نہ دیا۔

سرکاری ملازمت سے ۱۳۹۵ھ میں ریٹائر ہوا۔ ریٹائرمنٹ سے تقریباً ایک سال قبل میرے بخت نے یاوری کی۔ میرا نصیبہ جاگا اور مجھے جناب صاحبزادہ فرید احمد فریدی دہلویؒ (فرزند دلبند حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد دہلویؒ) کی وساطت سے مخدومی حضرت خواجگان محمد تونسویؒ، سجادہ نشینِ خامس آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف، کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ آپ سیال شریف (آستانہ مبارکہ حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالویؒ خلیفۂ اعظم شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ) تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں نے قدم بوسی کی۔ آپ نے بکمالِ نوازش حجرۂ مبارکہ میں بلا کر کلاہِ چار ترکی پہنائی اور خلافت و اجازت عطا فرمائی اور پھر جب آپ ماہِ صفر ۱۳۹۷ھ میں کاشانۂ سلیمانی، جامعہ چشتیہ، فیصل آباد میں تشریف لائے تو تحریری خلافت و اجازت اور دیگر نعمت ہائے باطنیہ سے نوازا۔

سراسر من ہمہ عیبم بدیدی و خریدی تو
زہے کالائے پُرعیب و زہے لطفِ خریدارے

آپ نے بکمالِ نوازش تونسہ شریف کے کتب خانہ سے میرے لئے "مناقب المحبوبین" کا ذاتی نسخہ ارسال فرمایا اور اس کا اُردو ترجمہ کرنے کا حکم فرمایا۔ بعدازاں آپ نے بہت سے دیگر قلمی اور مطبوعہ ملفوظات بھی عطا فرمائے۔ ضروری ہدایات بھی دیں اور خواب میں قلم کا تبرک عطا فرما کر مجھے مشائخ چشت اور خواجگان تونسوی کے حالات و ملفوظات کو اُردو میں منتقل کرنے کا فریضہ سونپا۔ الحمد للہ کہ اُس وقت سے شب و روز اسی کام میں مشغول ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ تا دمِ واپسیں اسی کارِ خیر میں مصروف رہوں۔ آمین۔

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ملفوظات کو ہر دور میں قلمبند کیا گیا اور

Marfat.com

ہر زمانہ میں انہیں مقبولیت حاصل رہی۔ اور تشنگانِ معرفت و سلوک ان سے سیراب ہوتے رہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوگا کہ جب حضرت خواجہ حسن سنجری رحؒ نے اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ نظام الدّین اولیا محبوبِ الٰہیؒ کے ملفوظات فوائد الفواد کے نام سے ترتیب دئے تو جناب امیر خسروؒ نے فرمایا "اے کاش میری تمام تصنیفات خواجہ حسنؒ سے نامزد ہو جائیں اور ان کے بدلے کتاب فوائد الفواد کا حسنِ قبول مجھے عطا ہو جائے۔"

میں نے بھی اس سلسلۂ محبّت میں شامل ہونے کے لئے بانیٔ سلسلہ سلیمانیہ حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسویؒ کے حالات و کمالات کے بارے میں ایک رسالہ ترتیب دیا اور اس کا نام شہبازِ طریقت رکھا۔ سنہ ۱۳۹۵ھ میں یہ رسالہ سالانہ عُرس مبارک کے موقعہ پر مخدومی خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمّد تونسویؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بہت پسند فرمایا اور حکم دیا کہ دیگر حضراتِ تونسویؒ کے حالات پر بھی ایسے ہی رسائل مرتّب کئے جائیں۔

حضراتِ خواجگانِ تونسویؒ کے حالات میں مزید رسائل ترتیب دینے سے قبل میں نے قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمّد مہارویؒ کے حالات پر مختصر سا رسالہ ترتیب دیا۔ اور ذوالحجہ سنہ ۱۳۹۷ھ میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے سالانہ عُرس مُبارک پر حضرت خواجہ دلنوازؒ کی وساطت سے قبلہ ام و نورِ چشم قبلۂ عالمؒ حضرت میاں نور جہانیاں صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین درگاہِ معلّٰی چشتیاں شریف کی خدمتِ عالیہ میں پیش کیا۔

حضرت قبلۂ عالمؒ وہ عظیم رُوحانی شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت بابا فرید الدّین گنج شکرؒ کے بعد اس ملک میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کو فروغ عطا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں آج جہاں جہاں بھی چراغ چشتیاں کی روشنائی ہے وہ سب حضرت بابا فرید الدّین گنج شکرؒ اور ان کے بعد حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمّد مہارویؒ کے طفیل ہے۔

حضرت قبلۂ عالمؒ نے کم و بیش پچاس افراد کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمایا جن میں سے حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسوی۔ حضرت مولانا نور محمّد صاحب

Marfat.com

نارووالہؒ، حضرت قاضی محمدؒ عاقلؒ اور حافظ محمدؒ جمال ملتانیؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان حضرات کی مساعیٔ جمیلہ سے چشتیہ سلسلہ کی بہت ترقی و توسیع ہوئی۔

منقول ہے کہ "ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالمؒ اپنے پیر بھائی اور محرمِ راز نواب غازی الدّین خاںؒ کے ڈیرہ پہ قیام پذیر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے طعامِ معرفت سے بھری ہوئی ایک دیگ حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم تک پہنچی تھی، انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو عطا کی اور اُن سے آگے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ تک پہنچی۔ پھر حضرت مولانا صاحبؒ نے اس فقیر کو عنایت کی۔ میں نے اس دیگ میں سے بہت خرچ کیا۔ تمام جہان کو عطا کیا مگر دیگ میں ذرا کمی واقع نہ ہوئی۔ اُسی طرح پُر رکھی ہوئی ہے"۔ نواب صاحبؒ نے عرض کیا کہ یا حضرت آں جناب کے بعد آپ کے مریدوں میں سے اس دیگ کا کون حق دار ہوگا۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کا حکم ملا ہے کہ اس دیگ کا وارث محمدؒ سلیمان روہیلہ ہے۔ اور اس طرح چشتیہ سلسلہ کی نعمتِ خاص سلسلہ بہ سلسلہ حضرت قبلۂ عالمؒ سے حضرت خواجہ محمدؒ سلیمان تونسویؒ تک پہنچی۔

حصولِ خلافت کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمدؒ سلیمان تونسویؒ نے ضلع ڈیرہ غازی خاں پنجاب کے دور دراز گوشہ کے ایک غیر معروف گاؤں تونسہ شریف میں ایک عظیم الشّان خانقاہ قائم کی۔ جہاں سے پنجاب، بلوچستان، افغانستان، ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک کے لاکھوں انسانوں نے تعلیم پائی اور سلوک کی منزلیں طے کیں۔ آپ کے خلفاء ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئے اور جگہ جگہ رشد و ہدائیت کے چراغ روشن ہوئے۔

حضرت خواجہ شاہ محمدؒ سلیمان تونسویؒ کے خلفائے کاملین بے شمار تھے۔ پھر ان کاملین سے ایسے حضرات کو خلافت پہنچی جنہوں نے ملک کے طول و عرض میں شریعت و طریقت کے چراغ روشن کئے۔ کلاچی شریف، مکھڈ شریف۔ سیال شریف، جلالپور شریف، گولڑہ شریف، مردلہ شریف اور تونسوی و سیالوی سلسلہ کی دیگر روحانی خانقاہوں نے ملک و ملّت اور دینِ متین کی وہ خدمات سرانجام

Marfat.com

دیں جو تاریخ برّصغیر میں جلی حروف میں لکھی جانے کے قابل ہیں۔ آپ کے خلفاء اور آپ کے خلفاء کے خلفاء ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئے۔ اور رشد و ہدایت کے وہ چراغ روشن کئے کہ پاکستان کا گوشہ گوشہ اُن سے منوّر ہو گیا۔

آپ کے خلفاء کے علاوہ آپ کے سجّادہ نشینانِ عالی مقام بھی مسلمانوں کی روحانی اِصلاح و تربیت کے کام میں سرگرمِ عمل رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انیسویں اور بیسویں صدی میں چشتیہ سلیمانیہ سلسلہ کی روز افزوں ترقی ان ہی حضراتِ تونسوی کی سعیٔ جمیلہ سے ہوئی، جو اب تک قائم ہے۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے سجّادہ نشینِ عالی مقام کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرتِ خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ
۲۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ
۳۔ حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ
۴۔ حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسویؒ
۵۔ خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ
۶۔ خواجہ عطاء اللہ صاحب تونسوی دامت برکاتہٗ (موجودہ سجادہ نشین)

رسالۂ قبلہ عالم اور شہبازِ طریقت کی ترتیب کے بعد میں نے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے سجادگانِ عالی مقام کے حالات پر رسائل ترتیب دینے کا کام شروع کیا۔ الحمد للہ کہ تمام سجادگان کے حالات پر درج ذیل رسائل شائع کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱۔ آفتابِ چشتیاں (مختصر حالات حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ) سنہ ۱۳۹۷ھ
۲۔ حامیٔ چشتیاں (مختصر حالات حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ) سنہ ۱۳۹۸ھ
۳۔ عطائے موسویؒ (مختصر حالات حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ) سنہ ۱۴۰۰ھ
۴۔ خواجۂ دلنوازؒ (مختصر حالات حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ) سنہ ۱۴۰۰ھ

Marfat.com

۵۔ ماہتابِ تونسوی (مختصر حالات حضرت حافظ خواجہ غلام سدید الدّین تونسویؒ) ۱۴۰۱ھ

ان رسائل کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کُتب و اصحاب سے استفادہ کیا گیا تھا۔

۱۔ مناقب المحبوبین مؤلفہ حاجی نجم الدّینؒ

۲۔ تاریخِ مشائخِ چشت ۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب

۳۔ عصائے موسویؒ حافظ نور محمّد صاحبؒ

۴۔ دیدارِ موسیٰؒ خلیفہ رحیم بخش صاحب سلیمانی

۵۔ مسوّدات مولوی محمّد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ

۶۔ دیدار حضرت محمّد حامد تونسویؒ خلیفہ رحیم بخش صاحب سلیمانی

۷۔ دیدار حضرت خواجہ حافظ سدید الدّینؒ خلیفہ رحیم بخش صاحب سلیمانی

۸۔ فارسی تصنیف در حالات حضرت حافظ سدید الدّین تونسویؒ

از حاجی عبدالستار افغانی اور اسی کتاب کا اُردو ترجمہ از

مولوی فقیر محمود سدیدی صاحب خطیب جامع مسجد آستانہ

عالیہ سلیمانیہ

۹۔ جن اصحاب نے "خواجۂ دلنواز" کی ترتیب میں قلمی معاونت کی اور حالات و کوائف تحریر فرمائے اور ملفوظات میں راہ نمائی فرمائی، ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ خلیفہ رحیم بخش صاحب سلیمانی تونسہ شریف

۲۔ چودھری افتخار افضل صاحب کراچی

۳۔ جناب عبدالغنی (غنی بھائی) صاحب حیدرآباد

۴۔ محمّد انور بابر صاحب لکی مروت

۵۔ شاہ محمّد پہلوان صاحب درّہ پیزو

میں ان حضرات کا دلی طور پر شکر گذار ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات کے تعاون کے بغیر میں یہ کتاب ترتیب نہ دے سکتا تھا۔

Marfat.com

احباب طریقت نے ان رسائل کو بہت پسند فرمایا، خاندان تونسوی کے اکابر نے میری ہمت بندھائی۔ یہ میرے لئے ایک ایسا اعزاز ہے، جس پر میں خالق کائنات کے حضور سراپا سپاس ہوں۔ ان رسائل کی تعارفی افادیت کے پیش نظر بعض اہلِ علم نے مشورہ دیا کہ ان منتشر اوراق کو ایک مربوط کتاب میں ضم کر دینا چاہیئے اور مزید یہ کہ اس میں خاندان تونسوی کے تفصیلی حالات اور سلسلۂ چشتیہ سلیمانیہ کے متوسلین کے سوانح بھی شامل ہونے چاہئیں تاکہ یہ ایک مستقل کتاب بن جائے۔

اِن آراء کی روشنی میں میں نے فیصلہ کیا کہ 'خواجگانِ تونسوی' کا مربوط اور مفصل تذکرہ تالیف کروں۔ الحمد للہ بزرگوں کی دعاؤں اور احباب کے تعاون سے یہ فریضہ انجام دینے کے قابل ہوا۔ اصحاب طریقت کی نیک خواہشات کا ثمر ہے کہ "تذکرۂ خواجگانِ تونسوی" کی پہلی جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

"تذکرۂ خواجگانِ تونسوی" تین جلدوں پر مشتمل ہوگا۔ پہلی جلد جو زیر مطالعہ ہے، کے پانچ حصّے ہیں۔

۔ حصّہ اول میں حمد و نعت، عرض مرتّب، تعارفِ سلسلہ اور شجرہ ہائے طریقت درج کئے گئے ہیں۔

۔۔۔ حصّہ دوم میں حضورِ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لے کر حضرت مولانا فخر الدین دہلوی تک کے مختصر سوانح اور حضرت خواجہ نور محمّد مہاروی کا قدرے تفصیلی تذکرہ ہے۔

۔۔۔ حصّہ سوم میں بانیٔ آستانۂ عالیہ سلیمانیہ حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسوی اور آپ کے سجّادگانِ عالی مقام کے حالات ہیں۔

۔۔۔ حصّہ چہارم میں خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمّد تونسوی کے بارے میں چند احباب کے مقالات و تأثرات درج کئے گئے ہیں۔

۔۔۔ حصّہ پنجم حضرت قبلۂ عالم اور حضراتِ خواجگانِ تونسوی کی بارگاہ میں

Marfat.com

منظوم نذرانۂ عقیدت پر مشتمل ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ "تذکرۂ خواجگانِ تونسویؒ" کی دوسری اور تیسری جلد بھی جلد ہی زیورِ طبع سے آراستہ ہوگی۔ دوسری جلد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے خلفاء کے حالات، تعلیمات اور خدمات پر مشتمل ہوگی۔ جبکہ تیسری جلد میں حضرت خواجہ پیر پٹھانؒ کے خاندان کے مشائخ و اکابرین کا تذکرہ ہوگا۔

دوسری اور تیسری جلد کی ترتیب و تسوید جاری ہے۔ قارئین، اہلِ علم اور اکابر سلسلہ سے ملتجی ہوں کہ وہ میری معاونت فرمائیں تاکہ زیرِ ترتیب مواد میں قابلِ ذکر اضافہ ہو سکے۔

زیرِ نظر جلد میں مَیں نے کوشش کی ہے کہ تمام مندرجات مستند اور قابلِ اعتماد ہوں تاکہ صادقین کے حالات میں صداقت کی کارفرمائی رہے۔ لیکن اس احتیاط کے باوجود اگر کہیں کوئی سُقم رہ گیا ہو تو اس کی نشاندہی کی جائے تاکہ نقشِ ثانی میں اسے دُور کیا جا سکے۔

مَیں اپنے ان تمام بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں کا شکر گذار ہوں، جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں میری معاونت و راہ نمائی فرمائی اور اپنے مشوروں اور دُعاؤں سے نوازا۔ خاص طور پر اُن حضرات کا جنہوں نے مقالات و منظومات ارسال فرمائیں۔ جناب حافظ لدھیانوی صاحب، پروفیسر محمد اسحاق قریشی صاحب اور پروفیسر عبدالمجید چشتی صاحب اس لحاظ سے میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ تدوین کے جملہ مراحل میں ان کا عملی تعاون مجھے اوّل سے آخر تک حاصل رہا۔

آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے موجودہ سجادہ نشین جناب خواجہ عطاء اللہ صاحب تونسوی دامت برکاتہ کا میں دلی طور پر شکر گذار ہوں کہ انہوں نے دُعائیہ کلمات سے نوازا۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے آباؤ اجداد اور مشائخِ عُظّام کے درجات و مقامات عطا کرے۔ آمین۔

Marfat.com

آخر میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس حقیر خدمت کو شرفِ قبولیت بخشیں اور بطفیل حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و حضراتِ خواجگانِ کرامؒ اسے میرے لئے فلاحِ دارین کا موجب بنائیں۔ آمین ثم آمین

خادم الفقراء

افتخار احمد چشتی سلیمانی

کاشانۂ چشتیہ
فرحت منزل چنیوٹ بازار
فیصل آباد۔ پاکستان
۷ صفر ۱۴۰۶ھ

Marfat.com

دوسرا باب

تعارفِ سلسلہ

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں را روشنائی

Marfat.com

اولیاء اللہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(قرآن - ۳ - ۱۰۴)

ترجمہ: "تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔"

اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نبی ہیں نہ شہید۔ لیکن قیامت میں اُن کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ سے محبت ہے اور جن کو اللہ پیار کرتا ہے وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔" (مُسند)

اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے نام سے یاد فرمایا۔ اور جن کے بارے میں ارشادِ ربّانی ہے:

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝"

(قرآن: ۱۰ - ۶۲)

ترجمہ: "سنو! جو اللہ کے دوست ہیں، ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

اس جماعت کو تاریخ اسلام میں اولیاء اللہ، مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صالحین، مُتّقین، اخیار، ابرار اور اہل محبّت کا یہی گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا انعام یافتہ ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرامؓ

Marfat.com

کے بعد مسندِ رُشد و ہدایت پر فائز ہوئے اور تعلیمِ کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفوس کا مقدّس فریضہ انجام دیا۔

سلاسل

اولیاء اللہ کے چار مشہور سلاسل ہیں چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ۔ ان میں سے سلسلہ نقشبندیہ خلیفہ اوّل سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے جاری ہوا۔ بقیہ رُوحانی سلاسل یعنی چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ خلیفۂ چہارم سیّدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ سے جاری ہوئے۔ ان چاروں سلاسل کے مشائخ نے تبلیغِ اسلام میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ مگر سب سے زیادہ اثر و نفوذ سلسلۂ چشتیہ کو حاصل ہوا۔

چشتیہ بہشتیہ

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحؒ سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحؒ کو الہامِ غیبی سے معلوم ہوا کہ سلسلۂ چشتیہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا وجودِ مسعود اس اہلِ سلسلہ کے لئے نجات کا موجب ہوگا۔ اس شخص کی علامت یہ ہوگی کہ ایک وقت اس پر ایک خاص قسم کی استغراقی حالت طاری ہوگی اور اس حالت کی نشان دہی بھی کردی۔ چنانچہ حضرت عثمان ہارونی رحؒ مدّت تک تلاش میں رہے مگر ان کے مریدوں اور دوستوں میں وہ صورت نظر نہ آئی۔ انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رحؒ کو وصیّت فرمائی کہ اگر ان کے مریدوں اور دوستوں میں ایسی صورت و علامت نظر آئے تو اُن سے تمام اہلِ سلسلہ کے حسنِ خاتمہ کے لئے دُعائے خیر کرائیں۔ حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رحؒ نے اپنی زندگی میں وہ صورت نہ دیکھی تو انہوں نے حضرت خواجہ بختیار کاکی رحؒ کو وصیّت کی۔ یہاں تک کہ سلسلہ بہ سلسلہ یہ وصیّت حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ محبوبِ الٰہی رحؒ تک پہنچی۔ وہ بھی اُس صورت کی تلاش میں تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ نصیر الدّین چراغ دہلوی رحؒ کو حوض کے کنارے بیٹھے دیکھا۔ ان کے دونوں پاؤں پانی میں تھے، استغراق کا عالم تھا اور وہی علامات ان پر وارد تھیں جن کی نشان دہی

Marfat.com

کی گئی تھی۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے جونہی وہی علامات دیکھیں، چراغِ دہلیؒ کی طرف اتنی جلدی بھاگے کہ دوسرے کنارے سے کپڑوں سمیت حوض میں داخل ہو گئے۔ اور خواجہ نصیر الدینؒ کے پاؤں پکڑ لئے۔ جب وہ قدرے ہوش میں آئے اور اپنے شیخ کو اپنے پاؤں پکڑے ہوئے دیکھا تو پاؤں کھینچنے چاہے۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ کام از خود نہیں کیا۔ بلکہ ہمیں حضرات خواجگانِ چشتؒ سے یہ وصیت پہنچی ہے۔ میں نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ سلسلہ چشتیہ میں سب داخل ہونے والوں (از اوّل تا آخر) کے لئے حُسنِ خاتمہ، نجاتِ اُخروی اور رضائے خداوندی کی دُعا نہ کریں۔ پس انہوں نے دُعا کی۔ اس سلسلہ کو سلسلۂ چشتیہ بہشتیہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔

سلسلہ چشتیہ

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ (وصال ۳۲۹ھ) پہلے بزرگ ہیں جن کے اسم مبارک کے ساتھ چشتی کا لاحقہ شامل ہوا۔ خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ اپنے پیر و مُرشد حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ (وصال ۲۹۸ھ) کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پُوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کیا۔ ابو اسحاق شامیؒ۔ فرمایا۔ "آج سے لوگ تجھ سے ہدایت پائیں گے۔ اور ہر وہ شخص جو تیرے سلسلۂ ارادت میں داخل ہو گا اس کو قیامت تک چشتی کہہ کر پکاریں گے۔" اس کے بعد حضرت خواجہ دینوریؒ نے ان کو تبلیغ دین، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفوس کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے چشت روانہ کر دیا، جہاں انہوں نے اس عظیم الشّان سلسلہ کی بنیاد ڈالی اور شب و روز ریاضت و محنت سے چشت کو ایک عالمی روحانی مرکز بنا کر چشت شریف بنا دیا۔

چشت شریف افغانستان میں ہرات کے قریب واقع ہے۔ وہاں سے یہ نعمت چشتیاں شریف پہنچی۔ کس طرح پہنچی یہ ایک طویل داستان ہے۔ چشتیاں شریف

Marfat.com

سے یہ نعمت حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ تک پہنچی اور اُن سے خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ تک آئی۔ جنہوں نے اسے برّصغیر پاکستان و ہند کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔ حضرت خواجۂ بزرگؒ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادِ گرامی کے مطابق ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے لاہور آکر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزارِ مبارک پر چلّہ کشی کی اور پھر اجمیر شریف کو مرکز بنا کر تبلیغ و اشاعت کا ایسا نظام قائم کیا جو تاریخِ اسلام کا سنہری باب ہے۔ صاحب سیر الاولیاء نے اُن کو "نائب الرسول فی الہند" لکھا ہے اور واقعی آپ اس لقب کے حقدار ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ کے بے شمار خلفاء تھے، جن میں سے دو خلفاء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی دہلویؒ اور حضرت شیخ خواجہ حمید الدّین صوفی سوالی ناگوریؒ۔ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ نے دہلی شریف کو مرکز بنا کر رشد و ہدایت کا جو سلسلہ جاری کیا، اس کے بارے میں صاحب تاریخِ مشائخ چشت لکھتے ہیں:

"قطب صاحبؒ کا دہلی میں قیام کر لینا چشتیہ سلسلہ کے حق میں بہت مفید ثابت ہوا۔ دہلی اب اسلامی ہند کا قلب و جگر بن چکی تھی۔ وہ تمام عناصر جو آئندہ صدی میں مسلمانوں کی دینی اور ثقافتی زندگی پر اثر انداز ہونے والے تھے، یہاں موجود تھے، ان ہی میں سے چشتیہ سلسلہ کی تحریک کو کامیاب بنانے کا سامان فراہم کرنا تھا۔ قطب صاحبؒ نے دارالسلطنت کے مہلک اثرات سے اپنا دامن بچا لیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہاں کے حالات سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور تصوّف کے خیالات ہر طبقہ کے کانوں تک پہنچا دیئے۔"

حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کے خلفاء میں حضرت بابا فرید الدّین گنج شکرؒ کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ انہوں نے پاک پتن شریف (پاکستان) کو مرکز بنا کر رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ صاحب تاریخِ مشائخ چشت لکھتے ہیں کہ

Marfat.com

"حقیقت یہ ہے کہ بابا فریدؒ نے اپنی روحانی عظمت، کردار کی بلندی، اور دردمندئ خلق سے چشتیہ سلسلہ کی شہرت کو چار چاند لگا دئے، ان کے زمانہ میں سلسلہ کے اثرات کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ اس سلسلہ کے نظام اصلاح و تربیت نے ایک مستقل شکل اختیار کر لی اور مریدین کا ایک ایسا طبقہ تیار ہو گیا جس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں چشتیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم کر دیں"

حضرت بابا فرید الدّین گنج شکرؒ کے خلفاء میں سے دو خلفاء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ پہلے حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوبِ الٰہی دہلویؒ، اور دوسرے حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ نے دہلی کو مرکز بنا کر اس سلسلہ کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔ برنی تاریخِ فیروز شاہی میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"خداوند تعالیٰ نے شیخ نظام الدّینؒ کو پچھلی صدیوں میں شیخ جنیدؒ اور شیخ بایزیدؒ کے مثل پیدا کیا تھا۔"

صاحب تاریخِ مشائخ چشت مزید لکھتے ہیں:۔

"بابا فرید گنج شکرؒ نے ان کے لئے دُعا کی تھی کہ تو ایک ایسا درخت ہو جس کے سایہ میں ایک خلق کثیر آسائش و راحت سے رہے۔ تقریباً پچاس سال انسانی دلوں نے اس طرح ان کی خانقاہ میں راحت و سکون حاصل کیا جیسے کوئی تھکا ہارا مسافر تمازتِ آفتاب سے خستہ جان ٹھنڈے اور سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر فرحت و اطمینان کا سانس لیتا ہے۔"

امیر خسروؒ اُن کی شان میں یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں ؎

بر درِ اُو ہر کہ ارادت نمُود — زندۂ جاوید شُد ار مُردہ بُود

دانائے راز حضرت علامہ اقبالؒ نے جب ان کے مزارِ مبارک پر حاضری دی تو اِن اشعار میں خراجِ عقیدت پیش کیا:

Marfat.com

التجائے مسافر

(بدرگاہِ حضرت محبوبِ الٰہیؒ دہلی)

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری، فیضِ عام ہے تیرا

ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم
نظامِ مہر کی صورت نظام ہے تیرا

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دِل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

نہاں ہے تیری محبّت میں رنگِ محبوبی
بڑی ہے شان، بڑا احترام ہے تیرا

اگر سیاہ دِلم، داغِ لالہ زارِ تو اَم
وگر کشادہ جبینم، گُلِ بہارِ تو اَم

(بانگِ درا۔ علامہ اقبالؒ)

128269

Marfat.com

صاحب گلزارِ ابرار آپ کے اور آپ کے دور کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"اُن ایّام میں زمینِ ہند کو عجیب زمانہ حاصل تھا کیونکہ آپ کی بارگاہ خلافت سے وقتاً فوقتاً جو نئے نئے خلیفہ روانہ ہوتے تھے اُن کی فیض پاشی سے ہند کا ہر مکان اور ہر قطعۂ زمین ہدایت آباد تھا۔ ایک روایت ہے کہ آپ نے بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے مرتبے اور بڑی کراماتوں والے سات سو خلفاء ایسے روانہ کئے کہ ہر شخص کے سینے سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع کرتا ہے۔"

حضرت خواجہ نظام الدّین محبوب الٰہیؒ کے بعد یہ نعمت سلسلہ بہ سلسلہ محبّ النّبی حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ تک پہنچی۔ حضرت مولانا فخر الدّینؒ اورنگ آباد سے ہجرت کر کے مستقل طور پر دہلی میں مقیم ہو گئے اور یہاں ایک ایسے دینی مدرسہ اور روحانی خانقاہ کی داغ بیل ڈالی کہ دہلی ایک بار پھر مرکز رشد و ہدایت بن گیا۔ انہوں نے چشتیہ سلسلہ کو نئی زندگی بخشی اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اپنے خلفاء بھیج کر ہر جگہ درس و تدریس اور رشد و ہدایت کے مراکز قائم کرا دئے۔ حضرت مولانا صاحبؒ کو بجا طور پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ کا مجدّد کہا جاتا ہے۔

صاحبِ مناقبِ فخریہ لکھتے ہیں:

"آپ نہایت صادق القول بزرگ تھے۔ اظہارِ مشیخت و بزرگی سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ کوئی آپ کی تعریف کرتا تو ناپسند فرماتے۔ کوئی مرید اگر ہاتھ باندھ کر یا گردن جھکا کر ادب کا اظہار کرتا تو ناخوش ہو جاتے۔ آپ کی صحبت بابرکت جادو کا اثر رکھتی تھی جو آپ کے پاس آجاتا یا زیارت سے مشرف ہو جاتا متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ مخالف آئے اور عاشق بن کر گئے۔ جرائم پیشہ اور گناہ گار حاضر ہوئے اور ولی و متقی بن کر نکلے۔ بعض قتل کے ارادے سے آتے اور خود آپ کی نگاہِ ناز کے شہید ہو گئے۔ گردن کش ایذا پہنچانے کے لئے آئے اور

Marfat.com

حلقہ بگوش ہو کر واپس لوٹے۔"

محب النبی حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کے خلفاء میں سے خواجہ نور محمد مہارویؒ، شاہ نیاز احمد بریلویؒ اور مولانا ضیاء الدین جے پوریؒ کے نام خاص طور پہ قابل ذکر ہیں۔ منقول ہے کہ جب حضرت مولانا صاحبؒ نے خواجہ نور محمد مہارویؒ کو خلافت عطا کی تو فرمایا:

"مکھن پنجابی لے گیا چھاچھ پیو سنسار"

مولانا ضیاء الدین جے پوریؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ:

"ہم جیسے مریدوں نے سخت محنت و مجاہدہ سے نعمت حاصل کی مگر حضرت مولانا صاحبؒ نے اپنی نعمت خاص خواجہ نور محمد مہارویؒ کو خود عطا فرمائی اور وہی حضرت مولانا صاحبؒ کے قائم مقام ہیں۔"

حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے اس ملک میں جو آج پاکستان ہے، چشتیہ سلسلہ کو مقام عروج تک پہنچا دیا۔ تونسہ شریف، ملتان، احمد پور، چاچڑاں، کوٹ مٹھن، مکھڈ، سیال، جلال پور اور گولڑہ و دیگر مقامات کی خانقاہوں کے چراغ ان ہی کے ذریعے روشن ہوئے۔ صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ

"پنجاب، سندھ، بہاولپور، سرحد، بلوچستان اور افغانستان میں ہر جگہ ان کے خلفاء نے خانقاہیں قائم کیں اور حالت یہ ہو گئی کہ دوسرے تمام سلسلوں کی رونق چشتیہ سلسلہ کے سامنے اس طرح گم ہو گئی جیسے آفتاب کے سامنے ستاروں اور چراغوں کا نور گم ہو جاتا ہے۔"

قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے بے شمار خلفاء تھے، جن میں سے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ، حضرت مولانا نور محمد نارووالہؒ، حضرت قاضی محمد عاقلؒ اور حضرت حافظ محمد جمال ملتانیؒ خاص طور پہ قابل ذکر ہیں۔ منقول ہے کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ نے جب خواجہ نور محمد مہارویؒ کو خلافت عطا کی تو ساتھ ہی ایک وصیت بھی کی۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

"مغرب کے پہاڑوں سے ایک شہباز آئے گا اسے جس طرح بھی ہو سکے اپنے دام میں لانا۔ وہ ہماری اور تمہاری نعمت کا وارث ہو گا۔ اور اپنے زمانہ میں مملکتِ ولایت کا سلیمان ہو گا"

تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خاں، پنجاب، پاکستان) ایک غیر معروف گاؤں تھا مگر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے قیام کے بعد ایک ایسا مرکز رشد و ہدایت بن گیا، جس کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی آپ نے تونسہ شریف میں مسجد، مدرسہ، مہمان خانہ اور لنگر خانہ تعمیر کر کے ایک ایسی خانقاہ کی بنیاد ڈالی جو بہت جلد علوم ظاہری اور باطنی کا ایک عالمی مرکز بن گئی۔ صاحبِ تاریخِ مشائخِ چشت ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"پنجاب میں حضرت شاہ فخر الدین صاحبؒ کا فیض اور چشتیہ سلسلہ کا نام شاہ نور محمد مہارویؒ کے ذریعہ پہنچا اور شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوئی"۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے بائیس برس کی عمر میں خلافت حاصل کی اور چوراسی سال کی عمر میں ۱۲۶۷ھ میں ان کا وصال ہوا۔ اسی طرح تقریباً ساٹھ سال کی مدتِ خلافت میں انہوں نے چشتیہ سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں اہم ترین کردار ادا کیا۔ اُن کے خلفاء بے شمار تھے جن میں خلیفہ محمد باراں کلاچویؒ، مولوی محمد علی خیر آبادیؒ، میاں کلے صاحب دہلویؒ، مولوی سرفراز چشتی فریدیؒ، حاجی نجم الدین فتح پوریؒ، مولوی محمد علی مکھڈیؒ اور خواجہ شاہ شمس الدین سیالویؒ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان خلفاء میں سے تبلیغِ اسلام اور توسیع سلسلہ کا سب سے زیادہ کام سیال شریف میں ہوا۔

آئندہ صفحات میں ہم حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ اور اُن کے سجادہ نشینوں کے مختصر حالات پیش کر رہے ہیں، جس سے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی مُلکی و ملّی اور دینی خدمات کا اندازہ ہو سکے گا۔

Marfat.com

تیسرا باب

شجرہ ہائے طریقت

Marfat.com

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ رحمۃ اللہ علیہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلِیًّا فِیْ دَرَجَاتِہٖ
حَسَنًا فِیْ صِفَاتِہٖ، وَاحِدًا فِیْ تَجَلِّیَاتِہٖ، اَبَا الْفَضْلِ فِیْ اِفَادَتِہٖ
اِبْرَاهِیْمَ فِیْ تَسْلِیْمِہٖ، سَدِیْدَ الدِّیْنِ فِیْ مَحَبَّتِہٖ، اَمِیْنَ الدِّیْنِ
فِیْ شَرِیْعَتِہٖ عُلُوَّ الدِّیْنِ فِیْ مَعَارِجِہٖ، اَبَا اِسْحٰقَ فِیْ
حَقِیْقَتِہٖ، قُدْوَةَ الدِّیْنِ فِیْ رِسَالَتِہٖ، نَاصِرَ الدِّیْنِ فِیْ
وِلَایَتِہٖ، اَبَا یُوْسُفَ فِیْ وَجَاهَتِہٖ، مَوْدُوْدًا فِیْ خُلُقِہٖ،
شَرِیْفًا فِیْ نَسَبِہٖ، مُقْتَدِیْ اَهْلِ الْعِرْفَانِ فِیْ مَعْرِفَتِہٖ
مُعِیْنَ الدِّیْنِ فِیْ حَدِّ ذَاتِہٖ، قُطْبُ الدِّیْنِ فِیْ اَحْکَامِہٖ،
فَرِیْدَ الدِّیْنِ فِیْ اَنْوَارِہٖ، نِظَامَ الدِّیْنِ فِیْ اَسْرَارِہٖ
نَصِیْرَ الدِّیْنِ فِیْ اَبْرَارِہٖ، کَمَالَ الدِّیْنِ فِیْ تَعْظِیْمِہٖ
سِرَاجَ الدِّیْنِ فِیْ اَصْنَائِتِہٖ، عِلْمَ الدِّیْنِ فِیْ هِدَایَتِہٖ
مَحْمُوْدًا فِیْ اَخْلَاقِہٖ، جَمَالَ الدِّیْنِ فِیْ حَسَنَاتِہٖ، حَسَنًا

Marfat.com

فِیْ خَلْقِہٖ وَ خُلُقِہٖ، مُحَمَّدًا فِیْ اَحْوَالِہٖ، یَحْیٰی فِیْ اِحْیَائِہِ الْقُلُوْبَ، کَلِیْمَ اللّٰہِ فِی الْقُلُوْبِ، نِظَامَ الدِّیْنِ فِیْ سِلْسِلَتِہٖ، مُحَمَّدَ فَخْرَ الدِّیْنِ فِیْ خُلُقِہٖ وَحُبِّہٖ، نُوْرَ مُحَمَّدٍ فِیْ اَنْوَارِہٖ، مُحَمَّدَ سُلَیْمَانَ فِیْ سَلْطَنَتِہٖ، اَللّٰہ بَخش فِیْ کَرَمِہٖ، مُحَمَّدَ مُوْسٰی فِیْ مُنَاجَاتِہٖ، حَامِدًا فِیْ مَحَامِدِہٖ، غُلَامَ سَدِیْدِ الدِّیْنِ فِیْ حِمَایَۃِ دِیْنِہٖ، خَانَ مُحَمَّدٍ فِیْ زُہْدِہٖ، عطاء اللّٰہ فِیْ عَطَائِہٖ،

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ

مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ،

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

Marfat.com

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ

(منظوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

یارب از بہرِ نبیؐ و شاہِ مرداںؓ و حسنؓ — خواجہ عبد الواحدؒ و خواجہ فضیلؒ ذوالمنن

ابنِ ادہمؒ شہ سدید الدّینؒ امین الدّینؒ علوؒ — خواجہ ابو اسحاق شامیؒ واقفِ سرّ و علن

قدوۃ الدینؒ بو محمدؒ ناصر الدّینؒ قطبِ دیںؒ — شہ شریفؒ و خواجہ عثمانؒ و معین الدّینؒ حسنؒ

قُطبؒ و مسعودؒ و نظام الدّینؒ و محمودؒ و کمالؒ — شہ سراجؒ و علمِ دیںؒ شہ راجنؒ و جمنؒ حسنؒ

شہ محمدؒ شیخ یحییٰؒ شہ کلیمؒ و شہ نظامؒ — فخرِ دیںؒ نور محمدؒ شہ سلیمانِؒ زمن

شاہ اللہ بخشؒ و شہ موسیٰؒ و شیخ حامدؒ سدیدؒ — خواجہ خانِ محمدؒ پیرِ من مولائے من

ہر غلامِ شہ عطا را دین و دُنیا کُن عطا

لُطف فرما در دو عالم دُور کُن رنج و محن

Marfat.com

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ

۱۔ سیّد الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ مدینۃ العلوم والمطالب امیر المومنین حضرت خواجہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہ
۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبد الواحد ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔ شیخ المشائخ سر سلسلۂ چشتیاں حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال ابن فرسنافہ چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو محمد ابن ابو احمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔ شیخ المشائخ مقتدائے اہلِ عرفان حضرت خواجہ عثمان ہرونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔ شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی اجودھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔ شیخ المشائخ محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین چشتی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

۲۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ نصیر الدّین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ کمال الدّین علّامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ سراج الدّین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ علم الدّین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمود راجن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ جمال الدّین جمن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ حسن محمّد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمّد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۹۔ شیخ المشائخ قطب المدینہ حضرت خواجہ شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۰۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدّین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲۔ شیخ المشائخ محبُّ النّبی حضرت خواجہ مولانا فخر الدّین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۳۔ شیخ المشائخ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمّد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۴۔ شیخ المشائخ شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۵۔ شیخ المشائخ حضرتِ ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ محمّد موسیٰ تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۷۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمّد حامد تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۹۔ شیخ المشائخ خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمّد تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۰۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عطا اللہ صاحب مدظلہ العالی

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ قادریہ

۱۔ سیّد الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم

۲۔ مدینۃ العلوم والمطالب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ

۳۔ سیّدنا شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۴۔ سیّدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۵۔ سیّدنا حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۶۔ سیّدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۷۔ سیّدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۸۔ سیّدنا حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن سرّی سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ الاعظم شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوبکر محمد شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالواحد مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر علی مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۷۔ شیخ المشائخ قطب ربّانی غوث صمدانی محبوب سبحانی خواجۂ خواجگان حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقادر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ عمار بن یاسر بدلیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ رضی الدین لالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

Marfat.com

۲۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ مجد الدّین بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد جوزقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ نور الدّین کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمود مزدقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ سیّد علی ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ اسحاق ختلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ سیّد محمدؐ نوربخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ سیّد محمدؐ علی نوربخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمدؐ غیاث نوربخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲۔ شیخ المشائخ شیخ الاتقیاء حضرت شیخ حسن محمدؐ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمدؐ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۴۔ شیخ المشائخ قطب المدینہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدّین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۷۔ شیخ المشائخ محبّ النّبی حضرت شیخ مولانا فخر الدّین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۸۔ شیخ المشائخ قبلۂ عالم حضرت شیخ خواجہ نور محمدؐ مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۹۔ شیخ المشائخ شہباز طریقت حضرت شیخ خواجہ شاہ محمدؐ سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ حافظ محمدؐ موسیٰ تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ محمدؐ حامد تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ حافظ سدید الدّین تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۴۔ شیخ المشائخ خواجۂ دلنواز حضرت شیخ خواجہ خان محمدؐ تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ عطا اللہ صاحب تونسوی مدظلہ العالی

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ نقشبندیہ

۱۔ سیدالکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ مدینۃ الصدق والتحقیق امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ علی فارمیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمود فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ علی رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ باباسماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔ شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد قاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

۲۱- شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگی احمد امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲- شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد کلاں دہمبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳- شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمد ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴- شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمدؒ امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۵- شیخ المشائخ حضرت امیر محترم اللہ لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶- شیخ المشائخ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [ل]

۲۷- شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸- شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدّین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹- شیخ المشائخ محبّ النبی حضرت شیخ مولانا فخر الدّین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰- شیخ المشائخ قبلۂ عالم حضرت شیخ خواجہ نور محمدؒ مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱- شیخ المشائخ شہباز طریقت حضرت شیخ خواجہ شاہ محمدؒ سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲- شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۳- شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰ تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۴- شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ محمدؒ حامد تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۵- شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ حافظ سدید الدّین تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۶- شیخ المشائخ خواجۂ دلنواز حضرت شیخ خواجہ خان محمدؒ تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۷- شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ عطا اللہ صاحب تونسوی مدظلہ العالی

[ل] یہاں سلسلہ میں حضرت یحییٰ مدنیؒ کا اسم گرامی بھی ہے مگر زیادہ معتبر روایات یہ ہیں کہ نقشبندی فیض حضرت امیر محترم لاہوریؒ سے براہِ راست حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کو ملا۔ (مرتب)

Marfat.com

سلسلۂ چشتیہ سہروردیہ

۱۔ سیّد الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم
۲۔ مدینۃ العلوم والمطالب امیر المؤمنین حضرت خواجہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہ
۳۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ حاتم اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸۔ شیخ المشائخ حضرت ابو تراب نخشبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو محمد جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو عبداللہ خفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو عباس نہاوندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ اخی سراج زنجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶۔ شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان حضرت شیخ شہاب الدّین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاء الحق والدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ صدر الدین عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ رکن الدّین ابوالفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۔ شیخ المشائخ مخدومِ جہانیاں حضرت شیخ سیّد جلال الدّین جہاں گشت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

۲۱۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ صدر الدّین راجو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۲۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ قاضی علم الدّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ قادن الملّت والدّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمود راجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ جمال الدّین جمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ حسن محمدؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمدؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۸۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۰۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدّین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۱۔ شیخ المشائخ محب النبیؐ حضرت شیخ مولانا فخر الدّین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲۔ شیخ المشائخ قبلہ عالم حضرت شیخ خواجہ نور محمدؒ مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۳۔ شیخ المشائخ شہباز طریقت حضرت شیخ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۴۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۵۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰ تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۶۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ محمدؒ حامد تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۷۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ حافظ سدید الدّین تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۸۔ شیخ المشائخ خواجۂ دلنواز حضرت شیخ خواجہ خان محمدؒ تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۹۔ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ عطا اللہ صاحب تونسوی مدظلہ العالی

Marfat.com

فیوضِ سلاسل

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے مشائخ کرام کو اپنے سلسلہ کے علاوہ دیگر تین سلاسل عالیہ قادریہ، نقشبندیہ و سہروردیہ کا فیض بھی حاصل ہے۔ اسی نسبت سے ہمارے مشائخ چاروں سلسلوں کی اجازت بھی رکھتے تھے، چاروں سلسلوں میں بیعت بھی کرتے تھے اور چاروں سلسلوں میں خلافت بھی دیتے تھے۔ دوسرے سلاسل کا فیض جن مشائخ سے پہنچا، اُن کے اسمائے گرامی تحریر کیے جارہے ہیں۔ مخدومی و مرشدی خواجہ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ "حضرت امیر محترم لاہوری سے شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی نے نقشبندی سلسلہ کا فیض لیا تھا، لہٰذا اپنی تصنیف میں اس کا ذکر کرو۔"

تینوں سلاسل کا فیض جن جن بزرگ سے ہمارے سلسلہ میں پہنچا اس کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ سلسلہ قادریہ کا فیض حضرت شیخ محمد غیاث نور بخش قادری سے ہمارے سلسلہ میں شیخ الاتقیا حضرت شیخ حسن محمد کو پہنچا۔

۲۔ سلسلہ نقشبندیہ کا فیض حضرت شیخ امیر محترم لاہوری سے ہمارے سلسلہ میں حضرت خواجہ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کو پہنچا۔

ملفوظات میں ہے کہ خلافت خواجگانِ نقشبندیہ حضرت شیخ محترم اللہ المتوکل علی اللہ لاہوری سے حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کو پہنچی۔ حضرت امیر محترم لاہوری کا مزار مبارک لاہور میں ہے۔ حضرت امیر محترم اللہ لاہوری کو خلافت حضرت خواجہ محمد امکنگی سے تھی اور ان کو حضرت خواجہ محمد ہاشم سے تھی، جن کا وصال ۵ ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ میں ہوا اور مزار مبارک شہر دہبیر میں ہے اور خواجہ محمد ہاشم کو خلافت حضرت خواجہ محمد کلال دہبیری سے تھی۔ اور ان کو خلافت خواجہ احمد امکنگی سے تھی اور ان کو خلافت حضرت خواجہ محمد قاضی یا محمد زاہد وخشی سے اور وہ خواجہ عبید اللہ احرار کے اکمل خلفاء میں سے تھے۔

۳۔ سلسلہ سہروردیہ کا فیض حضرت شیخ قادن سے ہمارے سلسلہ میں حضرت خواجہ شیخ محمود راجن کو پہنچا۔

Marfat.com

حصّہ دوم

اکابرینِ سلسلہ

Marfat.com

Marfat.com

پہلا باب

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ

حضور نبئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے

مولانا فخر الدّین دہلوی ؒ تک

Marfat.com

(۱)

سیّد الکونین رسول الثقلین حضرت خواجہ محمّد ن المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمّدؐ اور احمدؐ کنیت ابوالقاسم اور ابوابراہیم اور لقب مصطفٰی اور مجتبٰی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ تھے اور والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب بن عبدِ مناف تھیں۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۵۲ھ قبل ہجرت کو دوشنبہ (پیرِ مبارک) کے دن صبح صادق کے وقت حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ پاک سے یہ کرّہ ارضی منوّر ہوا۔ آپ کا وصال بھی دوشنبہ کے دن ہی ۲ ربیع الاوّل یا ۹ یا ۱۲ ربیع الاوّل سا۱ھ کو ہوا۔ سنِ مبارک وصال کے وقت ترسیٹھ برس کے قریب تھا۔ حضور لامع النور مدینہ طیبہؐ میں مسجدِ نبوی کے ایک گوشہ میں گنبدِ خضرٰی میں آرام فرما ہیں۔

محمّد کا جہاں پر آستاں ہے
زمیں کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے

(۲)

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن، لقب مرتضٰی اور یدُ اللہ ہے۔ آپ کی ولادت ۱۳ رجب ۲۳ھ قبل ہجرت بروز جمعہ خانہ کعبہ میں ہوئی۔ بچوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے۔ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کے دروازہ ہیں"۔ سوائے سلسلہ نقشبندیہ کے دیگر تمام سلاسلِ تصوّف یعنی سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ آپ سے جاری ہوئے۔ آپ سر سلسلہ صوفیاء

Marfat.com

اور تصوف کے امام ہیں۔ ۲۱ رمضان ۴۰ھ شب دو شنبہ کو شہید ہوئے۔ آپ کا مزارِ مبارک نجفِ اشرف (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

(۳)

سرگروہِ صوفیا حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ

اسم مبارک حسن ہے اور کنیت ابوسعید۔ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ کی سہیلی یا خادمہ تھیں۔ منقول ہے کہ ایک روز آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف تھیں۔ آپ دودھ کے لئے رونے لگے تو اُم المومنین نے بہلانے کے لئے سینہ سے لگا لیا۔ جوشِ شفقت اور خدا کی قدرت کہ چند قطرے دودھ کے اُتر آئے اور وہ آپ نے نوش فرما لئے۔ ان کی یہ برکت ہوئی کہ علومِ ظاہری و باطنی میں کوئی آپ کا نظیر نہ تھا۔ حضرت علیؓ کی بیعت وارادت کے علاوہ آپ حضرت امام حسنؓ اور خواجہ کمیل بن زیادؓ کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوئے۔ ۴ محرم ۱۱۰ھ کو ۸۹ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک بصرہ (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

(۴)

حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زیدؒ

آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلیفہ اعظم تھے اور حضرت خواجہ کمیل بن زیادؒ سے بھی خرقۂ خلافت پایا تھا۔ مرید ہونے سے پہلے چالیس برس کامل مجاہدہ کیا تھا۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور تین لقمے سے زیادہ کبھی تناول نہیں فرماتے تھے۔ آپ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا وصال بروز جمعرات ۲۷ صفر ۱۷۷ھ کو ہوا۔ مزارِ مبارک بصرہ (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کا مادہ تاریخ وصال "اولیائے کامل" ہے۔

Marfat.com

۵

حضرت خواجہ فضیل ابنِ عیاض رح

آپ کا نام فضیل اور کنیت ابو الفیض ہے۔ آپ ابتدائی عمر میں قزاقی اور ڈاکہ زنی کرتے تھے۔ آخر توبہ کی۔ توبہ کے بعد امام اعظم رح کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا۔ پھر حضرت خواجہ عبدالواحد ابنِ زید رح کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادت و خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ پانچ سو رکعت نفل روزانہ پڑھتے اور قرآن مجید بھی روزانہ ختم کرتے تھے۔ آپ مکہ معظمہ میں تھے اور سورہ القارعہ سُن رہے تھے کہ ایک نعرہ مارا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کا وصال ۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ کو ہوا۔ آپ کا مادہ تاریخ وصال "اُو قطبِ جہاں بودہ" ہے۔ مزارِ مبارک مکہ معظمہ میں جنت المعلّٰی میں اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے مزارِ مبارک کے قریب ہے۔

۶

حضرت خواجہ سُلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رح

آپ کا نام ابراہیم، کنیت ابو اسحاق اور لقب امان الارض ہے۔ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت پر سلطنت چھوڑی۔ سب سے پہلے حضرت امام اعظم رح کی خدمت میں جا کر علم حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت فضیل بن عیاض رح کے مرید ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ کو تین پیرانِ عظّام سے خلافت ملی۔ ایک حضرت خضر علیہ السلام سے۔ دوسرے حضرت امام محمد باقر رض سے اور تیسرے حضرت فضیل ابنِ عیاض رح سے۔ حضرت جنید بغدادی رح آپ کو مفتاح العلوم کہا کرتے تھے۔ آپ کا یومِ وصال ۲۶ جمادی الاوّل ۲۶۲ھ ہے۔ مزارِ مبارک ملک شام میں ہے۔ آپ کا مادۂ تاریخ وصال "امامِ اصفیا بُودہ" ہے۔

Marfat.com

(۷)

حضرت خواجہ سدید الدّین حذیفہ مرعشیؒ

آپ کا نام سید بدر الدّین ہے ۔حذیفہ لقب ہے۔آپ کی ولادت قصبہ مرعش نواحِ دمشق میں ہوئی۔آپ علومِ ظاہری و باطنی کے فاضل اور صاحبِ وجد و سماع بھی تھے۔ سلطان ابراہیم بن ادہمؒ کے مرید ہوئے اور ان ہی سے خرقۂ خلافت پایا۔منقول ہے کہ حضرت امام شافعیؒ آپ کے مرید تھے۔شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ حضرت امام شافعی کو آپ سے خلافت بھی تھی۔آپ کا وصال ۲۵ شوال ۲۷۶ھ کو ہوا۔مزارِ مبارک بصرہ (عراق) میں ہے۔آپ کا مادۂ تاریخ وصال "قطبِ زماں بُودہ" ہے

(۸)

حضرت خواجہ امین الدّین ابوہبیرہ بصریؒ

آپ کا نام امین الدّین اور کُنیت ابوہبیرہ ہے۔آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔علماء و اولیاء وقت کے امام تھے اور حضرت خواجہ سدید الدّین مرعشیؒ کے خلیفۂ اعظم تھے۔اُمراء کے نذرانے قبول نہیں فرماتے تھے۔وجہ حلال سے قوت لایموت پر قانع تھے۔اقتباس الانوار میں ہے کہ عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔آپ ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۷ شوال ۲۸۷ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

(۹)

حضرت خواجہ ممشاد علوّ دینوریؒ

دینور میں پیدا ہوئے۔بغداد شریف میں پرورش پائی۔مادر زاد ولی تھے۔عمر بھر دن کو کچھ نہیں کھاتے تھے۔یہاں تک کہ بچپن میں ماں کا دودھ بھی رات کو ہی پیتے

Marfat.com

تھے۔ برسوں ریاضت اور مجاہدہ کیا۔ حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہؒ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ ابراہیم بن ادہمؒ اور حضرت شیخ معروف کرخیؒ سے بھی فیض پایا تھا۔ آپ کا وصال ۱۴ محرم ۲۹۹ھ کو ہوا۔ مزار مبارک بغداد شریف یا عکہ میں مرجع خلائق ہے۔

(۱۰)

سرِ سلسلۂ چشتیہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ

آپ ملکِ شام کے رہنے والے تھے۔ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ علومِ ظاہری و باطنی کے عالم اور صاحبِ وجد و سماع اور صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ آپ کو سرِ سلسلۂ چشتیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ نے انہیں بیعت کیا تھا۔ تو فرمایا تھا کہ آج کے بعد تمہارے مریدوں کو چشتی کہا جائے گا۔ آپ نے قصبہ چشت میں آ کر حضرت خواجہ ابو احمد چشتیؒ کو مرید کیا اور کچھ عرصہ چشت میں قیام فرما کر اس جگہ کی مخلوق کو ظاہری و باطنی فیوض سے نوازا۔ آپ کا وصال ۱۴ ربیع الآخر ۳۲۹ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک عکہ، ملکِ شام میں مرجعِ خلائق ہے۔

(۱۱)

حضرت خواجہ ابو احمد بن فرسنافہ الچشتیؒ

آپ کا نام آپ کی کنیت کی وجہ سے مشہور ہوا یعنی ابو احمد۔ آپ کا لقب قدوۃ الدین ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام سلطان فرسنافہ چشتیؒ تھا، جو ساداتِ حسنی سے تھے۔ آپ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ منقول ہے کہ آپ کی جبین مبارک اس قدر روشن تھی کہ رات کے وقت تاریک مکان میں قرآن مجید پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال پچانوے برس کی عمر میں یکم جمادی الآخر ۳۵۵ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک چشت شریف (نزد ہرات۔ افغانستان) میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

۱۲

حضرت خواجہ ابو محمدؒ ناصر الدین چشتیؒ

آپ کا نام آپ کی کنیت ابو محمدؒ سے مشہور ہوا۔ لقب ناصر الدینؒ اور ناصح الدین ہے۔ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ ابواحمد چشتیؒ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت دس محرّم کو شب عاشورہ میں ہوئی۔ آپ ستّر برس کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ مبارک کے مطابق سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ جہاد میں شرکت کے لئے گجرات تشریف لے گئے۔ آپ کا وصال یکم ربیع الآخر ۴۱۱ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک آپ کے والد بزرگوار حضرت ابواحمد ابدال چشتیؒ کے قریب ہی چشت شریف میں مرجع خلائق ہے۔

۱۳

حضرت خواجہ ناصر الدّین ابو یوسف چشتیؒ

آپ کا نام آپ کی کنیّت ابو یوسف سے مشہور ہوا۔ لقب ناصر الدّین ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام محمدؒ سمعانؒ تھا جو ساداتِ حسنی سے تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ کے حقیقی خواہرزادہ، اُن کے مُنہ بولے بیٹے اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کی مجلسِ سماع میں سوائے فقراء علماء فضلاء اور مشائخ کے دوسرے کو دخل نہ تھا۔ حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ اکثر شریکِ صحبت ہوتے تھے۔ آپ کا وصال ۲۶ ربیع الآخر ۴۵۹ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک بھی چشت شریف میں مرجعِ خلائق ہے۔

۱۴

حضرت خواجہ قطب الدّین مودود چشتیؒ

آپ کا اسم گرامی مودود ہے اور لقب قطب الدّین۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام خواجہ ابو یوسف چشتیؒ ہے۔ اپنے والدِ ماجد کے مرید تھے اور ان ہی کے سجادہ نشین،

Marfat.com

خلیفہ اور قائم مقام تھے۔ نفحات الانس میں ہے کہ آپ کو دو جگہ سے خلافت ملی۔ ایک اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ سے اور دوسری حضرت شیخ احمد جامؒ سے۔ چنانچہ آپ سے دو سلسلے جاری ہوئے۔ ایک ان کے والدِ گرامی کی جانب سے ہمارا سلسلہ چشتیہ اور دوسرا حضرت شیخ احمد جامؒ کی جانب سے، جسے سلسلہ چشتیہ مودودیہ کہتے ہیں۔ آپ کا وصال یکم رجب سنہ ۵۲۷ھ کو ہوا۔ مزار شریف چشت شریف میں مرجع خلائق ہے۔ منقول ہے کہ بیت المقدس سے لے کر چشت تک آپ کے دس ہزار خلفاء تھے۔ آپ کے خلفاء میں ایک آپ کے فرزند حضرت خواجہ ابو احمد چشتیؒ تھے، جو اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد پر بیٹھے اور دوسرے حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ تھے جن سے ہمارا سلسلہ چشتیہ آگے چلا۔

(۱۵)

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ

آپ کا اسم مبارک شریف ہے مگر حاجی کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ قصبہ زندنہ (نزد بخارا) کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ قطب الدین مودودؒ چشتیؒ کے خلیفۂ اعظم و اکمل تھے۔ منقول ہے کہ آپ نے چالیس برس صحرا میں گمنامی میں گزارے اور درختوں کے پتّوں پر بسر کی۔ جب فاقہ ہوتا تو آپ سو نوافل شکرانہ کے ادا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ اور ساگ کے تین لقموں اور نمک سے افطار کرتے۔ آپ کا وصال ۱۳ رجب سنہ ۶۱۲ھ کو ہوا۔ مزار مبارک شہر بخارا میں محلّہ زندنہ میں مرجعِ خلائق ہے۔

(۱۶)

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ

آپ کا اسم مبارک عثمان اور کنیت ابوالنور ہے۔ آپ علومِ ظاہری و باطنی کے

Marfat.com

عالم اور صاحب وجد و سماع تھے۔ آپ حافظِ قرآن پاک بھی تھے۔ دن رات میں دو بار قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ خرقہ خلافت حضرت حاجی شریف زندنیؒ سے پایا تھا مگر حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کی صحبت سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ آپ کا ایک ارشاد زرّیں ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں عزیز ہے جو دریا کی سی سخاوت، آفتاب کی سی شفقت اور زمین کی سی تواضع رکھتا ہو۔ آخری عمر میں مکہ معظمہ میں معتکف ہو گئے تھے۔ آپ کا وصال ۵ شوال ۶۱۷ھ کو ہوا۔ مزار مبارک مکہ معظمہ میں کعبہ شریف اور جنّت معلّی کے درمیان ہے۔

(۱۷)

خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ

آپ کا نامِ مبارک معین الدینؒ ہے اور لقب خواجہ بزرگ، خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز اور نائب الرسول فی الہند ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام سیّد حسنؒ اور لقب غیاث الدّین تھا۔ آپ اپنے والدِ گرامی کی نسبت سے حسینی سیّد ہیں۔ علوم ظاہری چھوٹی عمر میں حاصل کر لئے اور تلاشِ حق میں گھر سے نکلے۔ قصبہ ہارون میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ بہت سیر و سیاحت کی اور متعدد بزرگوں سے فیض پایا۔ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کے مطابق ہندوستان تشریف لائے۔ اجمیر شریف کو مرکز بنا کر اس ملک کو نورِ اسلام سے منوّر فرمایا۔ آپ کا وصال ۶ رجب ۶۳۳ھ کو ہوا۔ منقول ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی پیشانی مبارک پر لکھا ہوا تھا:۔ "حبیب اللہ مات فی حب اللہ"۔ مزار مبارک اجمیر شریف (ہندوستان) میں مرجع خلائق ہے۔

(۱۸)

حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ

آپ کے والدِ گرامی کا نام کمال الدّین احمدؒ تھا جو ساداتِ حسینی سے تھے اور قصبہ

Marfat.com

اوش (ماورالنہر) کے رہنے والے تھے۔ چھوٹی عمر میں کسب علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں بغداد شریف پہنچے۔ وہاں امام ابواللیث سمرقندیؒ کی مسجد میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا حضرت خواجۂ غریب نوازؒ نے آپ کو قطبیتِ دہلی پر مامور فرمایا۔ آپ کا وصال ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ کو حالتِ وجد میں اس شعر پر ہوا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　　　ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

(۱۹)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ

آپ کا اسم گرامی مسعودؒ اور لقب فرید الدینؒ اور گنج شکر ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام شیخ جمال الدین سلیمانؒ تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب سترہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے ملتان میں بیعت کی۔ آپ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے خلیفہ اعظم اور قائم مقام تھے۔ اجودھن آپ کی نسبت سے پاکپتن شریف بنا۔ آپ نے بہت سیر و سیاحت کی اور عبادت میں بھی آپ کی مثال نہیں۔ آپ یقیناً سلطان الزاہدین ہیں۔ آپ کا وصال ۵ محرم ۶۶۴ھ کو ہوا۔ مزار مبارک پاکپتن شریف میں مرجعِ خلائق ہے۔

(۲۰)

حضرتِ خواجہ نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہی

آپ کا نام نظام الدین محمدؒ اور لقب سلطان المشائخ، اولیاء اور محبوبِ الٰہی تھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید احمدؒ تھا جو سادات حسینی میں سے تھے۔ آپ بدایوں میں پیدا ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ بیس برس کی عمر میں پاکپتن شریف

Marfat.com

حاضر ہو کر حضرت بابا فرید الدّین گنج شکر سے بیعت ہوئے۔ خلافت حاصل کی اور مُرشد کے حکم کے مطابق دہلی تشریف لائے اور غیاث پور کو مرکز بنا کر بیٹھ گئے۔ جہاں ساری عمر رُشد و ہدایت میں گزاری غیاث پور کو اب بستی نظام الدین کہتے ہیں۔ آپ کا وصال ۱۷ اربیع الثانی ۷۲۵ھ کو ہوا۔ مزار مبارک دہلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔

(۲۱)

حضرت خواجہ نصیر الدّین محمود چراغ دہلویؒ

آپ کا نام مبارک محمودؒ ہے۔ عُرف نصیر الدّین اور لقب چراغ دہلی۔ آپ قصبہ اودھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام شیخ یحییٰ اودھیؒ تھا جو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضؓ کی اولاد سے تھے۔ منقول ہے کہ ایک دن شیخ عبداللہ یافعیؒ نے مکّہ معظمہ میں اپنی مجلس میں فرمایا کہ حضرت نظام الدین دہلویؒ کا وصال ہوگیا ہے اور اب اُن کی جگہ اُن کے خلیفہ شیخ نصیر الدینؒ چراغ دہلی ہیں۔ پچّیس برس کی عمر میں ریاضت و مجاہدہ اختیار کیا اور چالیس برس کی عمر میں حضرت خواجہ نظام الدّین محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوگئے۔ اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ اُن کے خلیفہ اعظم اور قائم مقام تھے۔ آپ کا وصال ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو ہوا۔ مزار مبارک دہلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔

(۲۲)

حضرت خواجہ کمال الدّین علّامہ

آپ حضرت خواجہ نصیر الدّین محمود چراغ دہلویؒ کے خلیفہ و خواہرزادہ تھے۔ آپ علمِ تفسیر، حدیث اور فقہ میں عالمِ کامل تھے۔ اس وجہ سے علّامہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام عبدالرحمٰنؒ تھا۔ جو حضرت چراغ دہلویؒ کے حقیقی چچا کے بیٹے

Marfat.com

تھے اور جن کا سلسلہ نسب امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا تھا۔ مدت تک احمد آباد، گجرات اور دکن میں تلقین و ارشاد فرماتے رہے۔ بعد ازاں دہلی تشریف لے آئے۔ یہیں ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ کو وصال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت خواجہ نصیر الدّین چراغ دہلویؒ کے مزار مبارک کے قریب مرجع خلائق ہے۔

(۲۳)

حضرت خواجہ شیخ سراج الدّینؒ

آپ حضرت شیخ کمال الدّین علّامہؒ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ اپنے والد گرامی کے مرید، خلیفہ اور قائم مقام تھے۔ حضرت خواجہ نصیر الدّین چراغ دہلویؒ سے بھی خلافت حاصل کی تھی، جن سے آپ چار سال کی عمر میں مرید ہو گئے تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ فکر سخن بھی فرماتے تھے۔ ایک دیوان بھی ہے۔ آپ کی ایک غزل کا مقطع ہے۔

بارِ دیگر ہم ہمیں گویم سراج
قبلہ من نیست الّا روئے دوست

آپ کا وصال ۲۱ جمادی الاوّل ۸۱۷ھ کو ہوا۔ مزار مبارک پیران پٹن گجرات میں مرجع خلائق ہے۔

(۲۴)

حضرت خواجہ شیخ علم الدّینؒ

آپ کو اپنے والد ماجد حضرت شیخ سراج الدّینؒ سے خلافت تھی اور حضرت سیّد محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ سے بھی۔ آپ ریاضت و عبادت میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ طلبہ و مریدین کو پہلے علوم شریعت کی تکمیل کراتے تھے۔ بعد میں طریقت و حقیقت کی طرف رجوع کراتے تھے۔ سب کو پابندیٔ صوم و صلوٰۃ اور کثرت درود پاک کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کا وصال ۲۶ صفر ۸۲۵ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار

Marfat.com

مبارک پیراں پٹن (گجرات ۔ بھارت) محلہ برکات پورہ میں آپ کے والدِ ماجدؒ کے قریب ہے۔

(۲۵)

حضرت خواجہ شیخ محمود راجنؒ

آپ اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ شیخ علم الدینؒ کے خلیفہ و قائم مقام تھے۔ حضرت شیخ قاذنؒ سے خرقہ سہروردیہ بھی پایا تھا۔ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ حضرت شیخ ابو الفتحؒ اور حضرت شیخ عزیز اللہؒ (خلیفہ مجاز حضرت محبوب الٰہیؒ) سے بھی خلافت حاصل کی تھی۔ جو شخص بھی تکمیل علوم ظاہری کے بعد حاضر خدمت ہوتا' آپ اس کی تربیت فرماتے اور بہت جلد منزلِ مقصود پر پہنچا کر خلافت و اجازت فرما دیتے۔ آپ کا وصال ۲۲ صفر ۹۰۰ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک آپ کے آباؤ اجداد کے مزارات کے قریب پیران پٹن (گجرات) میں مرجعِ خلائق ہے۔

(۲۶)

حضرت خواجہ شیخ جمال الدین جمنؒ

آپ کا نام جمال الدین تھا اور لقب جمنؒ۔ اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ شیخ محمود راجنؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ عالمِ علومِ ظاہری و باطنی اور صاحبِ وجد و سماع تھے۔ ایک دیوان بھی چھوڑا ہے۔ آپ کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپ کا یوم وصال ۲۰ ذی الحجہ ۹۴۰ھ ہے۔ گلزارِ ابرار میں لکھا ہے کہ درج ذیل مصرع سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے: ؎ شہیدِ خنجرِ تسلیم عمرِ جاوداں دارد
مزارِ مبارک احمد آباد گجرات میں مرجعِ خلائق ہے۔

(۲۷)

شیخ الاتقیا حضرت خواجہ شیخ حسن محمدؒ

آپ کا نامِ مبارک حسن محمدؒ کنیت ابو صالح اور لقب شیخ الاتقیا ہے۔ آپ احمد آباد

Marfat.com

(گجرات) میں پیدا ہوئے۔ والدِ گرامی کا نام شیخ احمد عرف میاں جیوؒ تھا۔ جن کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ کمال الدّین علّامہؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ اپنے چچا حضرت خواجہ شیخ جمال الدّین جمنؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ بارہ برس کی عمر میں مرید ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ آپ کو اپنے والدِ گرامیؒ سے بھی خلافت تھی۔ اور حضرت شیخ محمد غیاث نوربخش قادریؒ سے خاندانِ قادریہ کی خلافت بھی حاصل تھی۔ آپ عالمِ علومِ ظاہری و باطنی تھے اور صاحبِ تصنیف بھی۔ تفسیر محمدیؒ، تقسیم الاوراد، اور حاشیہ تفسیر بیضاوی کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔ آپ کا وصال ۲۸ ذیقعدہ ۹۸۲ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک احمد آباد (گجرات) میں آپ کے والدِ گرامی کے مزارِ مبارک کے قریب ہے۔

(۲۸)

حضرت خواجہ شیخ محمدؒ بن شیخ حسن محمدؒ

آپ کا نام مبارک شمس الدّینؒ ہے اور لقب محمدؒ۔ بعض نے لکھا ہے کہ آپ کا نام ہی محمدؒ تھا۔ آپ اپنے والدِ گرامی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کی جائے ولادت احمد آباد گجرات ہے۔ آپ عالمِ علوم ظاہری و باطنی تھے اور صاحبِ وجد و سماع بھی۔ آپ نے بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ جن میں سے تفسیر حسینی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ آپ کا وصال ۲۹ ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک احمد آباد گجرات میں آپ کے والدِ گرامیؒ کے مزارِ مبارک کے قریب ہے۔

(۲۹)

حضرت خواجہ شیخ یحییٰ مدنیؒ

آپ کا نام محی الدّینؒ، لقب یحییٰ مدنی اور کنیت ابو یوسف ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام شیخ محمودؒ ہے۔ جن کا سلسلۂ نسب شیخ کمال الدّین علّامہؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ ۲۰ رمضان المبارک ۱۰۰۱ھ کو بمقام احمد آباد گجرات پیدا ہوئے۔ آپ

Marfat.com

اپنے جدّ امجد حضرت شیخ محمدؒ کے خلیفہ و قائم مقام تھے۔ آپ نے حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر مدینہ طیبہ کی سکونت اختیار کی تھی۔ تقریباً چودہ سال وہاں رہے۔ وہیں ۲۸ صفر ۱۱۰۱ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزارِ مبارک مدینہ طیّبہ میں جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے مزارِ مبارک کے قریب ہے۔

(۳۰)

حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی

آپ کا نام مبارک کلیم اللہؒ ہے۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام حاجی نور اللہؒ ہے جن کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ کے خلیفہ اعظم تھے۔ خاندانِ نقشبندیہ میں حضرت امیر محترم اللہ لاہوریؒ کے دستِ مبارک سے خرقہ پہنا اور سید محمد کبرویؒ سے قادریہ خلافت بھی حاصل کی۔ مدینہ طیّبہ جا کر حضرت یحییٰ مدنیؒ سے بیعت کی حصولِ نعمت کے بعد مدینہ طیّبہ سے دہلی تشریف لائے اور ایک عالم کو فیض یاب کیا۔ آپ عالم علوم ظاہری و باطنی اور صاحب وجد و سماع تھے۔ صاحب تصنیف بھی تھے۔ عشرۂ کاملہ، کشکول اور مرقع کے علاوہ آپ کی اور بھی تیس کے قریب تصانیف ہیں۔ کشکول و مرقع اہل سلسلۂ چشتیہ کا دستور العمل ہیں۔ آپ کا وصال ۲۴ ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک دہلی شریف میں جامع مسجد اور شاہی قلعہ کے درمیان مرجع خلائق ہے۔

(۳۱)

حضرت خواجہ شیخ نظام الدّین اورنگ آبادیؒ

آپ کا نام مبارک نظام الدّینؒ ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچتا ہے۔ کاکوری متصل لکھنؤ (بھارت) میں ۱۰۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

بحالت طالب علمی دہلی آکر حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ سے بیعت ہوئے۔ بعد مجاہدۂ تامہ خرقۂ خلافت لے کر حسب الارشادِ مُرشد اورنگ آباد (دکن) جاکر سکونت اختیار کی۔ اور وہاں کی ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچایا۔ آپ کا وصال ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ کو ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک اورنگ آباد (دکن) میں مرجعِ عوام وخواص ہے۔

(۳۲)

محبُّ النّبی حضرت خواجہ مولانا فخر الدّین دہلویؒ

اورنگ آباد میں ۱۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ نامِ نامی فخر الدین ہے اور لقب مولانا صاحب اور محبُّ النّبی۔ آپ اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ نظام الدّین اورنگ آبادیؒ کے مرید، خلیفہ اور قائم مقام ہیں۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ نے آپ کے لئے اپنا لباس بھیجا اور فرمایا "یہ میرا بیٹا ہے۔ جو دہلی کو اپنے نورِ ہدایت سے منور کرے گا"۔ آپ عالمِ علومِ ظاہری و باطنی تھے۔ سولہ سال کی عمر میں تمام علوم حاصل کر لئے تھے۔ وصال سے قبل حضرت والدِ گرامیؒ نے اپنی نعمتِ باطنی اور خرقۂ خلافت آپ کو عطا کیا۔ آپ ۱۱۶۵ھ میں دہلی تشریف لے آئے۔ دہلی میں تشریف آوری کے چھ ماہ بعد حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے آپ سے بیعت کی اور یوں چشتیہ سلسلہ کی نعمت خاص پنجاب (پاکستان) میں منتقل ہوئی۔ آپ کا وصال ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو ہوا۔ مزار مبارک پرانی دہلی (مہرولی شریف) میں حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کی خانقاہ میں مسجد کے قریب مرجعِ خواص و عوام ہے۔

Marfat.com

دوسرا باب

قبلۂ عالم

حضرتِ خواجہ نورمحمدؐ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴ رمضان ۱۱۴۲ھ تا ۸ رجب ۱۲۲۹ھ

آپ اپنی تعلیمات میں اتباعِ شریعت کی خاص تلقین فرمایا کرتے تھے۔ شریعت کا خود بھی احترام کرتے تھے اور اپنے خلفاء و مریدین کو بھی اس کی خاص تاکید کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ظاہر و باطن کو شریعت کے مطابق آراستہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ عوام و خواص کو اس دن یعنی حساب کتاب کے دن سب سے پہلے شریعت کے بارے میں پُرسش ہوگی۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے: کہ

"جو عمل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت نہیں اُسے کیسے اختیار کیا جائے۔"

○

Marfat.com

الٰہی تا بہ ابد آستانِ یار رہے
یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

Marfat.com

پیدائش وخاندان

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کی ولادت باسعادت ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ (۲ راپریل ۱۷۳۰ء) کو موضع چوٹالہ میں ہوئی جو مہار شریف سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ہندال اور والدۂ محترمہ کا نام عاقل بی بی تھا۔ آپ کے والد گرامی پہلے موضع چوٹالہ میں رہتے تھے۔ پھر نقل مکانی کرکے مہار شریف میں آباد ہوئے۔ آپ کے تین بھائی ملک سلطان، ملک برہان اور ملک عبدل تھے۔ ایک ہمشیرہ تھیں جن کی شادی اسلام خان بن ساہو کا سے ہوئی تھی۔

(۱)

مادرزادولی

آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ محترمہ نے ایک خواب دیکھا کہ گویا ایک ایسا چراغ میرے گھر میں روشن ہوگیا ہے جس کی روشنی آسمان سے زمین تک ہر جگہ جلوہ فگن ہے اور تمام روئے زمین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ نیز تمام گھر ایک خاص قسم کی خوشبو سے معطر ہے۔ آپ نے یہ خواب ایک بزرگ شیخ احمد دودئی والا کو سُنایا۔ انہوں نے فرمایا "مبارک ہو کہ آپ کے گھر میں ایک ایسا چراغ روشن ہوگا کہ تمام جہان اس کے نُور سے منوّر ہو جائے گا۔

(۲)

اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی ہے۔ آپ کی پیدائش رمضان المبارک میں ہوئی۔ چنانچہ پیدائش کے بعد آپ کی والدۂ محترمہ نے دیکھا کہ آپ دن کے وقت دودھ نہیں پیتے صرف رات کو پیتے ہیں۔ آپ فکرمند ہوئیں۔ اتفاقاً اُن دنوں شیخ احمد مذکور پھر موضع چوٹالہ میں آئے۔ آپ کی دادی صاحبہ آپ کی والدہ کو اُن کے پاس لے گئیں اور دن کے وقت بچے کے دُودھ نہ پینے کا حال بتایا۔ آپ نے فرمایا غم نہ کرو کہ آپ کا بچہ غوث زمانہ ہے۔ یہ صرف احترام رمضان کی خاطر دن کو دُودھ نہیں پیتا، روزہ رکھتا ہے۔" پھر فرمایا۔" اس گھر کی قسمت کا کیا کہنا کہ جہاں ایسا قطب زمانہ پیدا ہو کہ جس کی ذات بابرکات سے تمام جہان کو فیض پہنچے گا اور دین رسُول پاک

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو تازگی حاصل ہوگی۔"

تاباں چو گشت مہر ز نورِ محمّدی　　پُر نور شُد سپہر ز نورِ محمّدی
پُر فرح گشت مادرِ گیتی ز مقدمش　　روشن نمود چہرہ ز نُورِ محمّدی

تعلیم و تربیّت

آپ نے پانچ یا چھ برس کی عمر میں اپنی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا۔ حافظ محمد مسعود مہار سے قرآنِ پاک پڑھا۔ اور حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ نے موضع بڈھیراں، موضع ببلانہ، ڈیرہ غازی خاں اور لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ پھر مزید تکمیل کی خاطر آپ دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔

دہلی پہنچ کر آپ نے نواب غازی الدّین خانؒ کے مدرسہ میں حافظ میاں برخوردار جیؒ سے تعلیم کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تو آپ بہت فکر مند ہوئے۔ ایک دن آپ کے ایک دوست حافظ محمد صالح نے بتایا کہ ایک بہت اچھے بزرگ عالم اور پیرزادہ دکن سے آئے ہیں جو تعلیم دیتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے حضرت مولانا فخرالدّین دہلویؒ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا۔ خلاصۃ الفوائد میں اس پہلی حاضری کا حال آپ کی اپنی زبانِ مُبارک سے یوں درج ہے:

حضرت مولانا صاحبؒ کی خدمت میں پہلی حاضری

"اگلے دن صبح ہم دونوں (آپ اور قلندر بخش) اُن کی خدمت میں گئے۔ جب حویلی کے نزدیک پہنچے تو خوشحال نام خادم نے بتایا کہ حضرت مولانا صاحبؒ خانم بازار تشریف لے گئے ہیں۔ ہم دونوں واپس آ گئے۔ دوسرے دن ظہر کے وقت میں تنہا گیا۔ جب حویلی کے دروازہ پر پہنچا تو ایک دربان بیٹھا تھا اور لوگ آ جا رہے تھے میں آگے گیا تو حویلی کے اندر ایک دروازہ تھا اور دروازہ کے سامنے ایک دالان تھا۔ اُس دالان میں حضرت مولانا فخرالدّینؒ ایک تخت پوش پر تشریف فرما تھے جس پر سفید چاندنی بچھی ہوئی تھی اور بڑا گاؤ تکیہ رکھا ہُوا تھا۔ اِدھر میری حالت یہ تھی کہ کپڑے میلے تھے اور سر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ میں نے اپنا حال دیکھا اور متفکّر ہُوا۔ اتنے میں حضرت مولانا صاحبؒ کی نظر مُبارک مجھ پر پڑی۔ بندہ کو آگے طلب کیا۔ جب میں نزدیک گیا تو آپ اُٹھے

Marfat.com

اور معانقہ کیا۔ پھر اپنے پاس ہی تخت پر بٹھا لیا اور پوچھا کہ کونسا وطن ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پاک پتن کے قریب۔ پاک پتن شریف کا نام سُن کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا۔ حضرت بابا صاحبؒ کی اولاد سے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پوچھا یہاں کیسے آئے ہو۔ عرض کیا کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ تعلیم دیتے ہیں۔ میں بھی امیدوار ہوں۔ پوچھا پہلے کہاں پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میاں برخوردار جیو کے پاس۔ فرمایا۔ ہمارا پڑھانا مدّت سے موقوف ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ابھی اُن ہی سے پڑھو۔ فارغ ہو کر یہاں تکرار کے لئے آجایا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ:

"عرصۂ مابین بسیار است و مسافت بعید۔ وقتِ ما دریں آمد و رفت ضائع خواہد شد۔"

ترجمہ:- آپ کے اور اُن کے مکان کے درمیان بہت فاصلہ ہے آمد و رفت میں وقت ضائع ہوگا۔

آپ نے مسکرا کر یہ شعر پڑھا ؎

ما برائے وصل کردن آمدیم　　نے برائے فصل کردن آمدیم

ترجمہ۔ ہم وصال کرانے کے لئے آئے ہیں جدائی ڈالنے کے لئے نہیں آئے۔

اور فرمایا۔ خیر میرے پاس ہی پڑھو۔ پھر بڑی نوازش فرما کر پڑھانا شروع کر دیا۔"

حضرت مولانا صاحبؒ کی خدمت میں رہ کر انہوں نے قطبی کا درس لینا شروع کیا۔ ابھی یہ کتاب مکمل نہیں پڑھی تھی کہ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا "تم اپنا وقت علمِ ظاہری میں ضائع نہ کرو۔ ضرورت کے مطابق اتنا علم کافی ہے۔ اب اُس علم میں مشغول ہو جاؤ جس کے تم لائق ہو۔" پس آپ نے تعمیلِ ارشاد کی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قطبی پر ہی اپنی تعلیم ختم کر دی۔ مگر مناقب المحبوبین میں تکملہ سیر الاولیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے مزید علوم بھی حاصل کیے یہاں تک کہ حدیث کی سند لی۔

بیعت حضرت مولانا صاحبؒ ۱۱۶۵ھ (= ۱۷۵۱ء) میں اورنگ آباد سے ہجرت کر کے دہلی میں مستقل قیام کے لیے تشریف لائے تھے۔ اُن کی تشریف آوری کے چھ ماہ بعد آپ اُن سے بیعت ہوئے۔ جب آپ نے بیعت کے لیے

Marfat.com

عرض کیا تو حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ پہلے استخارہ کرو اس کے بعد بیعت ہوگی۔ آپ نے استخارہ کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کسی نے کھانے کا طبق آپ کے ہاتھ میں دے دیا اور حضرت مولانا صاحبؒ کا جُبّہ آپ کی گردن میں ڈال دیا۔ حضرت مولانا صاحبؒ آگے آگے چل رہے ہیں اور آپ اُن کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں۔ صبح کو آپ نے رات کی حقیقت بیان کی۔ فرمایا اب چند دن کلمۂ استغفار پڑھو۔ اس سے فراغت ہوئی تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزارِ مبارک کے قریب لے جا کر بیعت فرمایا۔

پاکپتن شریف کا سفر

دہلی میں تشریف آوری کے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا صاحبؒ نے پاکپتن شریف کا سفر مبارک اختیار کیا آپ بھی حضرت مولانا صاحبؒ کے ساتھ تھے۔ میلوں کا یہ طویل سفر حضرت مولانا صاحبؒ نے پا پیادہ طے کیا۔ پاؤں میں چھالے پڑ جاتے تو آبلوں پر مہندی لگاتے۔ تھک جاتے تو کہیں شب باشی کر لیتے۔ ابھی مکمل آرام نہ کرتے کہ پھر روانہ ہو جاتے۔ دہلی سے پہلے پانی پت آئے اور حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ کی درگاہ شریف میں قیام کیا۔ پھر لاہور پہنچے اور وہاں آٹھ دن قیام کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر پاک پتن سے کچھ دُور ایک گاؤں میں ٹھہرے۔ پچھلے پہر جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت مولانا صاحبؒ کو نہ پایا۔ بہت تشویش ہوئی۔ تلاش کیا تو صرف نعلین مبارک پڑی ہوئی تھیں۔ آخر پتہ چلا کہ وہ اکیلے ہی ننگے پاؤں پاک پتن شریف روانہ ہو گئے ہیں اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے احترام میں جوتے اس جگہ اتار گئے ہیں۔ آپ بھی فوراً پاکپتن پہنچ گئے۔

حضرت مولانا صاحبؒ پاکپتن شریف پہنچے تو دیوان صاحب حضرت خواجہ محمد یُوسف صاحبؒ نے جو اس وقت سجادہ نشین تھے، بہت تواضع کی۔ حضرت مولانا صاحبؒ مزارِ مبارک کے قریب ایک حجرہ میں قیام پذیر ہو گئے اور آپ کو حکم دیا کہ مہار شریف جاؤ اور اپنی والدۂ محترمہ کے پاس قیام کرو۔ آپ مہار شریف تشریف لائے، والدۂ محترمہ کی قدم بوسی کی اور دیگر عزیز و اقربا سے ملے اور وہاں مسجدِ مہار میں شب و روز عبادت میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ پاک پتن شریف حضرت مولانا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے آپ کو بُرجِ نظامی میں عبادت میں مشغول رہنے کا

Marfat.com

حکم دیا۔ اس زمانہ میں جو شخص بھی مرید ہونے کے لئے آتا حضرت مولانا صاحبؒ اُس کو آپ کی خدمت میں بھیج دیتے اور فرماتے کہ ان کی بیعت ہماری بیعت ہے چنانچہ بہت سے لوگ اس سال آپ سے بیعت ہوئے۔ عُرس مبارک ختم ہونے کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ نے پاکپتن شریف میں مزید قیام کیا۔ آپ نے یہ عرصہ اپنے پیرو مُرشد کے حکم کے مطابق مہار شریف میں گذارا۔ جب واپس آئے تو اپنے اساتذہ، عزیز و اقربا اور برادران کا ایک قافلہ بھی حضرت مولانا صاحبؒ سے بیعت کے لئے آپ کے ساتھ آیا۔ خلاصۃ الفوائد میں ہے کہ حضرت مولانا صاحبؒ نے پاک پتن شریف میں دو مہینے گیارہ دن قیام کیا اور پھر واپس دہلی تشریف لے گئے۔ آپ بھی اپنے پیرو مُرشد کے ساتھ دہلی چلے گئے۔

خلافت

پاکپتن شریف سے واپسی کے بعد یہ دستور رہا کہ آپ چھ ماہ کے قریب دہلی رہتے تھے اور چھ ماہ مہار شریف۔ خزینۃ الاصفیا میں مرقوم ہے کہ ایک دن حضرت مولانا صاحبؒ نے آپ سے فرمایا "اے نور محمد مخلوق کو آپ سے کام پڑے گا۔" آپ نے عرض کیا کہ "میں ایک کمترین پنجابی ہوں کس طرح اس اعلےٰ مرتبہ کے لائق سمجھا گیا ہوں۔" حضرت مولانا صاحبؒ خاموش رہے۔ چند دنوں بعد خلافت عطا فرما کر مہار شریف میں قیام کا حکم دے دیا۔ منقول ہے کہ آپ کے مہار شریف چلے جانے کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

تن مٹکے من چھیر نا سُرت ملووُں ہار
مکھن لے گیا پنجابی، چھاچھ پیو سنسار

گُلشنِ ابرار میں ہے کہ جب حضرت مولانا صاحبؒ نے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرما کر مہار شریف کی طرف رخصت فرمایا تو پانچ وصیتیں فرمائیں[1]۔

۱۔ اگر میری وفات کی خبر ملے تو دہلی نہ آنا۔

۲۔ اُس ملک میں ہندوستانی لباس نہ پہننا۔

۳۔ اگر تمہیں کوئی شخص تکلیف پہنچائے تو درگزر کرنا اور اُس کے ساتھ بھلائی کرنا۔

۴۔ تمہارے پاس اُس علاقہ کے علماء سادات اور حضرت گنج شکرؒ کی اولاد رجوع کریں گے ان کی تعظیم و تکریم کرنا۔

---

[1] حدیقۃ الاخیار ترجمہ گلشن ابرار مصنفہ خواجہ امام بخش صاحبؒ ص ۲۱

Marfat.com

۵۔ ایک امیرِ ملک تمہارے دامن سے وابستہ ہوگا۔ اُس کی اور اُس کے مُلک کی نگہداشت کرنا۔

حضرت قبلۂ عالمؒ نے ان وصیّتوں کو دل وجان سے قبول کیا۔

مہار شریف میں قیام

مہار شریف میں قیام کے بعد آپ نے رشد و ہدایت کے کام کا آغاز کیا۔ جلد ہی چاروں اطراف سے مخلوقِ خدا آنے لگی۔ جن میں ہر طبقہ کے افراد تھے۔ علماء و فضلا بھی تھے۔ شاہ و امراء بھی اور درویش و مساکین بھی۔ ہر ایک یکساں فیضیاب ہوتا تھا۔ آپ کی صحبت عجیب تاثیر رکھتی تھی۔ جو اس خانقاہ میں پہنچ جاتا، اُس کی زندگی میں انقلاب آجاتا حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ فرماتے تھے کہ میرے پیر و مُرشد کے دستِ مُبارک میں عجب تاثیر تھی جو کوئی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا اُس کی زندگی بدل جاتی۔ آپ کا زیادہ وقت رشد و ہدایت میں گزرتا اور مجلس ہر وقت گرم رہتی۔

معمولات و خصائل

آپ شریعت کے سختی کے ساتھ پابند تھے سفر و حضر میں نماز با جماعت ادا فرماتے۔ تعدیلِ ارکان اور آداب نماز میں بہت غلو فرماتے حتیٰ کہ آپ سے مستحب بھی ترک نہ ہوتا۔ وضو میں زیادہ پانی صرف نہ فرماتے۔ عام طور پر کسی دوسرے شخص سے وضو نہ کرواتے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرتے۔ نمازِ تہجّد کی بہت تاکید فرماتے۔

آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ طعام میں ہرگز تکلّف نہ کرتے۔ جو کچھ بھی میسّر آتا کھا لیتے۔ لباس درویشانہ اور سادہ تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے میرے شیخ سے اس طرح فرمان ہوا تھا کہ لباس و غذا لطیف استعمال کرنا کیونکہ اس سے دل پر لطیف انوار وارد ہوتے ہیں۔ آپ ہمیشہ دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ مربّع ہو کر کم بیٹھتے تھے۔ جب آخرِ عمر ضعف آگیا تو تکیہ لگا کر بیٹھنے لگے۔ ہر کہ و مہ سے محبّت سے پیش آتے۔ تمام لوگوں کی عرض سُنتے۔ ہر سائل کو جواب دیتے۔ ہر ایک کی دلجوئی فرماتے۔ بیکسوں پر شفقت فرماتے۔ اقرباء سے حُسنِ سلوک کرتے۔ علماء کی بہت عزّت کرتے۔ آپ کے لنگر شریف سے ہر غریب و مسکین کو کھانا ملتا تھا۔ آپ کا فیض ہر امیر و فقیر کے لئے یکساں تھا۔ آپ کا کلام خالی از حکمت نہ ہوتا تھا۔ مطالعہ کُتب کا بہت شوق تھا۔ لوائح، نفحات الانس، فقرات، شرح لمعات۔ عشرۂ کاملہ اور فصوص الحکم

Marfat.com

اکثر مطالعہ میں رہتیں۔

مُرشد کی نظر میں:

(۱)

ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ وضو کرتے وقت بہت خوش تھے۔ آپ سے پُوچھا کہ تمہارے آبا و اجداد کیا کسب کرتے تھے۔ آپ نے عرض کیا کہ زراعت کرتے تھے۔ مویشی چراتے تھے اور ان کا دودھ دوہتے تھے۔ البتہ اب جو آپ حکم فرمائیں اس پر عمل کروں گا۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے قدرے سکوت کے بعد فرمایا: "اب میں تمہیں اپنا کسب سکھاؤں گا۔"

(۲)

ایک دفعہ کسی نے حضرت مولانا صاحبؒ سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں حضرت سیّد حسن رسول نماؒ ہر شخص سے پانچ سو روپیہ نذر لے کر اُسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس میں داخل کر دیتے تھے، یہ درست ہے یا نہیں۔ فرمایا درست ہے۔ مگر حق تعالیٰ نے ہمیں ایک مرید دیا ہے، جو خدا نما ہے اور بغیر نذر لیے خدا سے ملا دیتا ہے اور اس مرید سے مراد حضرت قبلۂ عالمؒ تھے۔

(۳)

مولوی دیدار بخش پاکپتنی خاندان چشتیہ صابریہ کے ایک مشہور بزرگ میاں صابر بخش صاحبؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال کے ایّام قریب آئے تو میں اور دیگر مشائخ جمع ہو کر حضرت مولانا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء میں سے کس کو آپ کے سجادۂ ارشاد پر بٹھایا جائے۔ فرمایا میں نے جس کو اپنی جگہ خلیفہ و قائم مقام بنانا تھا پہلے ہی بنا چکا ہوں اور اس کام سے فراغت پا چکا ہوں اور وہ میاں نور محمد مہاروی ؒ ہیں۔

(۴)

نواب غازی الدّین خانؒ نے رسالہ اسرار الابرار میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا صاحبؒ کے خلیفہ مولانا ضیاء الدّین جے پوریؒ فرماتے تھے کہ "ہم جیسے مریدوں نے سخت محنت و مجاہدہ سے نعمت حاصل کی مگر حضرت مولانا صاحبؒ نے اپنی نعمتِ خاص خواجہ نور محمدؒ صاحب کو خود

Marfat.com

عطا فرمائی اور وہی حضرت مولانا صاحبؒ کے قائم مقام ہیں۔"

(۵)

جب قبلۂ عالمؒ کو حضرت مولانا صاحبؒ نے بیعت سے مشرف فرمایا اور روز بروز آپ کا قربِ ظاہری و باطنی بڑھنے لگا تو مولانا صاحبؒ کے دیرینہ خدام رشک کرنے لگے۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے حضرت مولانا صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت یہ پنجابی شخص قوم کھرل سے ہے۔ اس قوم کا ایک شخص مرزا نام جھنگ کے ایک زمیندار کی صاحبِ جمال لڑکی صاحباں کو اپنے ساتھ ورغلا کر لے گیا تھا۔ ایسے شخص کا آپ کی خدمت میں رہنا مناسب نہیں۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ مرزا کھرل نے تو صرف ایک صاحباں کو اپنے عشق میں مبتلا کیا تھا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہمارا یہ پنجابی ایک جہان کو اپنے عشق میں مبتلا کریگا اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائیگا۔ نیز فرمایا کہ "اگر یہ پنجابی میرے پاس نہ آتا تو میں اس دنیا سے اپنے ارمان اپنے دل میں ہی لے کر چلا جاتا۔"

تعلیمات:-

مہار شریف میں آپ کی قائم کردہ خانقاہ تعلیم و تربیت کا ایک مثالی مرکز تھی۔ اندازِ تعلیم سادہ بھی تھا اور حکیمانہ بھی۔ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ دین کی تعلیم پر خاص زور دیتے تھے۔ علماء کا احترام کرتے تھے اور ان کے ساتھ دینی و علمی مسائل پر مجلس گرم رکھتے تھے۔ اپنے خاص خاص خلفاء کو خود بھی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے بعض خلفاء نے سلوک کی کُتب آداب الطالبین فقرات، لوائح، عشرہ کاملہ اور فصوص الحکم وغیرہ آپ سے پڑھیں۔

(۱) تعلیم کتب کے ساتھ ساتھ آپ درستیٔ اخلاق کا سبق بھی دیتے تھے۔ آپ کے ملفوظات میں جگہ جگہ درستیٔ اخلاق پر زور دیا گیا ہے۔ صاحبِ تاریخِ مشائخِ چشت لکھتے ہیں کہ "انہوں نے اپنی اخلاقی تعلیم میں خاص طور سے ان تین باتوں پر زور دیا تھا:

(۱) یکے آنکہ غصہ بر کسے نکند کہ غصہ جوہرے است در باطن و اظہار آں نورِ معرفت را مے راند۔

Marfat.com

ترجمہ - ایک یہ کہ کسی پر غصّہ نہ کرے کہ غصّہ انسان کے باطن میں ایک ایسا جوہر ہے جس کا اظہار نورِ معرفت کو دُور کر دیتا ہے۔

(۲) دویم آنکہ اگر کسے درحقِ احدے شکایت کند آں را ما دّل بالخیر باید نمود

ترجمہ :۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص کسی کے حق میں کوئی شکایت کرے تو اُسے خیر پر محمول کرنا چاہیئے

(۳) محاسبہ در امور نہ باید کرد

ترجمہ : اُمور و معاملات میں محاسبہ یعنی زیادہ چھان بین نہیں کرنی چاہیئے۔

ان تین ہدایتوں میں اخلاقی درستی کے بے پناہ راز مضمر تھے۔ تمام اخلاقی زندگی جہاں تک وہ دوسروں سے متعلق ہے، ان کے گرد گھومتی ہے۔"

(۲) آپ اپنی تعلیمات میں اتباعِ شریعت کی خاص تلقین فرمایا کرتے تھے۔ شریعت کا خود بھی احترام کرتے تھے اور اپنے خلفاء و مریدین کو بھی اس کی خاص تاکید فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ظاہر و باطن کو شریعت کے مطابق آراستہ کرنا چاہیئے کیونکہ عوام و خواص کو اس دن یعنی حساب کتاب کے دن سب سے پہلے شریعت کے بارے میں پرسش ہوگی۔ اتباعِ سُنّت کا بہت خیال رکھتے تھے اور مریدین کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"چیزے کہ مروی از جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نہ باشد بغیر ضرورت چگونہ بکار بردہ شود"

(ترجمہ :۔ جو عمل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت نہیں ہے۔ اسے بغیر ضرورت کیسے اختیار کیا جائے)

(۳) آپ اپنے مریدوں اور حاشیہ نشینوں کو عوام میں رہنے، ان کے دُکھ درد میں شریک ہونے اور ان میں اصلاحی جدوجہد کی ہمیشہ ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ خدمتِ خلق آپ کی نظر میں اہم ترین فریضہ تھا۔ وہ اپنے خلفاء و معتقدین کو ہمیشہ سمجھایا کرتے تھے کہ عام لوگوں میں رہ کر ان کی اصلاح و تربیت کی کوشش کرنا اور مشکلات میں ان کی مدد کرنا سب سے بڑی عبادت ہے

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

Marfat.com

(۴) ایک دن مثنوی شریف کے اس مصرع :

گر گلُ است اندیشۂ تو گلشنے

کی تشریح میں فرمایا کہ اس اندیشہ میں صرف جاننے سے کام نہیں بنتا، جب تک کہ اس میں مصروف ہو کر اپنے آپ کو محو نہ کرے۔ مثلاً ایک شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مکّہ معظمہ اس طرف ہے مگر جب تک کمر باندھ کر چل نہیں پڑتا، سفر کی صعوبتیں برداشت نہیں کرتا اور منزلیں طے نہیں کرتا، اس مقصد کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا سلوک کے راستہ میں مجاہدہ ضروری ہے۔ مگر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دنیاوی جھنجٹ اس راستہ میں ہماری رکاوٹ بنتے ہیں۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ خود ہی اپنے دل کو کُلّی طور پر دنیاوی کاموں، کھیتی باڑی، عورتوں اور بچّوں میں لگا رکھا ہے۔ لہٰذا یہ چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ چاہیئے یہ کہ ان دُنیوی علائق کو ترک کر دیا جائے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا :

ما فقیراں را تماشائے چمن درکار نیست

داغ ہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست

(ترجمہ: ہم فقیروں کو باغ کا تماشا درکار نہیں ہے۔ ہمارے سینے کے داغ باغ کے پھولوں سے کم درجہ نہیں رکھتے)[1]

(۵) ایک دفعہ آپ کی مجلس میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا کہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحؒ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ "طعام المرید حرام علی الشیخ" (ترجمہ۔ شیخ پر مرید کا طعام حرام ہے) لہٰذا اس مسئلہ کی رُو سے مریدوں کی دعوت قبول کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ حضرت قبلہ عالم رحؒ نے فرمایا کہ دنیا کے تمام مریدوں میں صحابہ کرام رضؓ سے زیادہ کس کا مقام ہوگا اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشائخ کائنات کے سردار ہیں اور کوئی ولی اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاکِ پا تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ جب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی دعوت قبول فرما لیتے تھے اور ان کا کھانا کھا لیتے تھے تو ہمارے لئے یہی حجت کافی ہے۔

---

[1] مناقب المحبوبین اردو ص ۱۱۸

Marfat.com

کرامات:

(۱)

میاں نور بخش مہاروی سے منقول ہے کہ کوٹ مٹھن کے قریب ایک قاضی صاحب رہتے تھے جو حضرت قبلۂ عالمؒ کے مرید تھے۔ ایک دفعہ قاضی صاحب نے قبلہ عالمؒ سے عرض کیا کہ حضرت آپ سے یہ وعدہ چاہتا ہوں کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو آپ میرا جنازہ پڑھائیں۔ فرمایا انشاء اللہ میں ہی تمہارا جنازہ پڑھاؤں گا۔ قاضی صاحب مذکور ابھی حیات تھے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کا وصال ہو گیا۔ قاضی صاحب کو فکر لاحق ہوئی کہ اب حضرت قبلۂ عالمؒ میری نماز جنازہ کیسے پڑھائیں گے۔ کچھ عرصہ بعد قاضی صاحب فوت ہو گئے۔ جب ان کا جنازہ تیار کر کے صحرا کی طرف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتا آ رہا ہے جب وہ سوار قریب آیا تو سب نے پہچان لیا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ ہیں۔

حاضرین نے قدم بوسی کی اور بھول گئے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کا تو وصال ہو چکا ہے۔ آپ نے قاضی صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ اُس وقت لوگوں کو احساس ہوا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ تو وصال پا چکے تھے۔ یہاں تو صرف ایفائے عہد کے لئے تشریف لائے تھے۔

(۲)

میاں نصیر بخش مہاروی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت قبلۂ عالمؒ دہلی سے براستہ اجمیر شریف واپس وطن آ رہے تھے۔ اُن دنوں اجمیر شریف میں خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا عرس مبارک تھا۔ آپ عُرس مبارک میں شرکت کے لئے کچھ دن وہیں ٹھہر گئے۔ اجمیر شریف میں ایک ہندو جوگی تھا جو اپنے فن میں کامل تھا اور اُس کے تین سو چودہ چیلے تھے۔ عُرس کی پہلی رات جب مجلس سماع کا آغاز ہوا تو وہ ہندو جوگی اپنے چیلوں کے ساتھ مجلس میں حاضر ہوا۔ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور ایسا تصرّف کیا کہ قوالوں کی زبانیں بھی بند ہو گئیں اور مزامیر بھی۔ حاضرینِ مجلس جن میں بیشتر صوفیاء و مشائخ تھے پریشان ہو گئے۔ حضرت دیوان صاحب اجمیر شریف نے ایک آدمی حضرت

Marfat.com

قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ مجلس سماع میں تشریف لائے اور اس ہندو جوگی کے سامنے بیٹھ گئے۔ جونہی آپ بیٹھے مزامیر سے خود بخود آواز آنے لگی۔ قوالوں نے ساز پکڑے اور گانے لگے۔ محفل میں بے حد ذوق و حال پیدا ہوا۔ وہ ہندو جوگی یہ کرامت دیکھ کر حضرت قبلہ عالمؒ کے قدموں میں آن گرا اور اپنے چیلوں کے ہمراہ مسلمان ہو گیا۔

(۳)

میاں نور بخش مہاروی سے منقول ہے کہ مولوی ضیاء الدین صاحبؒ حضرت خواجہ نور الصمد شہیدؒ کے استاد اور حضرت مولانا صاحبؒ کے مرید تھے۔ انہیں حضرت قبلہ عالمؒ کی ولایت پر زیادہ اعتماد نہ تھا فقط پیر بھائی سمجھتے تھے۔ ایک بار انہوں نے حج کا ارادہ کیا حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ "مولوی صاحب آپ کا یہاں رہنا بہتر ہے کہ چند اور لوگ آپ سے علم حاصل کریں گے۔" مگر انہوں نے سفرِ حج پر اصرار کیا اور رخصت لے کر روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا۔ "مولوی صاحب سفرِ حج میں کہیں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو فقیر کو یاد کر لیں۔"

مولوی صاحب روانہ ہو گئے۔ دورانِ سفر سمندر میں طوفان آ گیا اور جہاز غرق ہونے لگا۔ مولوی صاحب کو حضرت قبلۂ عالمؒ کے الفاظ یاد آ گئے۔ پس آپ کو یاد کیا اور مدد کی درخواست کی۔ اسی وقت مولوی صاحب پر غنودگی طاری ہو گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت قبلۂ عالمؒ جہاز میں سوار ہیں اور فرماتے ہیں مولوی صاحب غم نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جہاز غرق نہیں ہوگا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے جہاز کو بخیر و عافیت کنارے پر لگا دیا اور سب صحیح و سلامت مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

ایامِ حج میں مولوی صاحب میدانِ عرفات میں تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خطبۂ حج کے وقت حضرت قبلۂ عالمؒ بھی اسی صف میں کھڑے ہیں جہاں مولوی صاحب تھے۔ جب خطبہ ختم ہوا تو غائب ہو گئے۔ مولوی صاحب نے قریبی لوگوں سے پوچھا کہ وہ بزرگ کہاں گئے۔ کہنے لگے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ اس پنجابی بزرگ کو ہم ہمیشہ خانہ کعبہ میں دیکھتے ہیں اور ہر سال موسمِ حج میں بھی یہاں موجود ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب حج سے واپس آئے

Marfat.com

توحضرت قبلہ عالمؒ کے قدموں میں گر گئے۔ آپ نے اُن کی ایسی تربیت کی کہ خلافت و تکمیل کے درجہ تک پہنچا دیا۔

ارشادات:

①

فرمایا ہر کام کا مدار ایمان پر ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی استقامت ایمان کے بعد ہے۔ چاہے کوئی جمعہ کی شب فوت ہو یا رمضان میں۔

②

ایک دن کسی نے حضرت قبلہ عالمؒ سے پوچھا کہ مرض نفسانیت کی بھی کوئی دوا ہے۔ فرمایا کہ دوا بہت ہے اگر کوئی کرے لیکن سب لوگ اپنے آپ کو زبان سے مریض کہتے ہیں مگر علاج کے طالب نہیں ہیں حالانکہ طبیب موجود ہیں۔ پھر یہ شعر پڑھا:

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

(ترجمہ:۔ کون ہے جو عاشق ہوا ہو اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو۔ ارے صاحب درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب موجود ہے۔

③

فرمایا کہ شیخ و مرشد طالب کو ذکر و فکر اور اشغال و اوراد تلقین کرتا ہے مگر جب وہ ان کو قضا کرتا ہے تو شیخ بھی اسے نہیں پہچانتا۔ چاہے وہ بہت مدّت تک بھی اُن کے پاس کیوں نہ بیٹھا ہو۔

④

فرمایا کہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے اپنے پیر و مرشد کو لکھا کہ اکثر پنجاب کے آدمی تعویذ کے لیے آتے ہیں کیا حکم ہے؟ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے جواب دیا کہ "کام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا کا اسم لکھ کر دے دیا کرو۔"

Marfat.com

اس کے بعد حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ اس کا ایک فائدہ تو نقد ہے کہ سائل کا دل خوش ہوجاتا ہے اور اسے تسکینِ خاطر ہوجاتی ہے۔

۵

فرمایا کہ اگر سالک ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں اپنے آپ کو نوآمد خیال کرے اور ہر دن کو پہلا دن تصور کرے تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اور اگر دوسرے دن کو دوسرا دن سمجھا تو تباہی و ہلاکت میں گرفتار ہوجائے گا۔

۶

فرمایا کہ طالب کو چاہیئے کہ شیخ کے حضور میں چپ ہوکر بیٹھے اور فضول بات نہ کرے کیونکہ جتنی مشکلات صحبتِ شیخ میں حل ہوتی ہیں اتنی مجاہدوں اور ریاضتوں میں حل نہیں ہوتیں۔

۷

فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ کتاب فقرات ہاتھ میں لے کر باہر تشریف لائے اور مجھے کتاب دے کر فرمایا کہ یہ کتاب تیرے بہت کام آئے گی۔ اس کا بہت مطالعہ کرنا کیونکہ اس میں بہت جذبہ ہے۔

۸

فرمایا کہ ایک دن حضرت مولانا صاحبؒ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ "میں نے ایک دفعہ سفر میں ایک ہندو کو دیکھا کہ اس کے پاس ضرورت کی ہر شے ہر وقت موجود ہوتی تھی اور اس میں سے جتنی چاہتا خرچ کرتا تھا، مجھے کہنے لگا کہ یہ عمل میں نے بڑی مشکل سے حاصل کیا ہے اگر آپ براہِ کرم میرے گھر تشریف لائیں تو اس عمل کے مؤکلوں کو آپ سے آشنا کرا دوں میں نے جواب دیا کہ جملہ اوراد قرآن پاک میں موجود ہیں، ہمیں تم سے کوئی حاجت نہیں۔"

۹

فرمایا کہ ایک بزرگ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات وارد ہونے لگیں تو اس بزرگ نے چاہا کہ خلوت میں چلا جائے تاکہ نعمت میں ترقی ہو مگر ہوا یہ کہ صرف اس خلوت گزینی سے اس

Marfat.com

کی واردات منقطع ہوگئیں۔ کسی نے پوچھا کہ واردات اور نعمت کے فقدان کا باعث کیا ہوا؟ فرمایا کہ نزولِ نعمت محض عنایتِ ازلی اور فضلِ لم یزلی ہے مگر اُس بزرگ نے خلوت گزینی کو باعثِ ترقی خیال کیا اور اپنی تدبیر کو داخل کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس مقام سے محروم ہو گیا۔

(۱۰)

فرمایا فقراء کا کام ہر کسی کو نیک بات کہنا اور دُعا دینا ہے آگے جو کسی کے مقدر میں ہے ہو جائے گا۔ اللہ کے کام میں کسی نبی یا ولی کو دخل نہیں ہے وہ خداوندِ عالم ہیں اپنا کام کبھی جمال سے کرتے ہیں اور کبھی جلال سے۔

(۱۱)

فرمایا کہ رات کو جب کنوئیں چلنے کی آواز سُنتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ لوگ ساری رات کنوئیں چلاتے ہیں اور رات بھر جاگتے ہیں اور یہ سب بیداری و زحمت صرف چند دانوں کے لئے ہے اور وہ بھی اگر فصل آفاتِ سماوی سے بچ رہے بگر افسوس کہ خدا کی بندگی کی خاطر کوئی شخص اتنی شب بیداری اور محنت نہیں کرتا۔ البتہ جو لوگ شب بیدار رہ کر راہِ سلوک پر چلتے ہیں وہ حق تعالیٰ کی عنایت سے مقصودِ حقیقی تک پہنچ جاتے ہیں اور کبھی محروم نہیں رہتے۔

مزارِ مبارک کے بارہ میں پیشگوئی:

حضرت خواجہ غلام فرید مہاروی سے منقول ہے کہ جب حضرت قبلۂ عالم نے مہار شریف میں مستقل قیام اختیار کیا تو ہر جمعہ کو مہار شریف سے پاک پتن شریف حاضر ہوتے اور حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی زیارت و آستان بوسی کرتے۔ یہ آپ نے اپنا وظیفہ بنا لیا تھا۔ پندرہ سال یہی معمول رہا۔ ایک جمعہ بھی قضا نہ ہوا۔ مہار شریف سے پاکپتن شریف تقریباً چالیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آخر ایک دن حضرت بابا فرید گنج شکر کا حکم ہوا کہ "اب آپ اتنی تکلیف نہ کیا کریں۔ اب ہر جمعہ کو چشتیاں شریف میں میرے پوتے خواجہ تاج سرورؒ کی زیارت کر لیا کریں"۔ اس دن کے بعد حضرت قبلہ عالم ہر جمعہ کے دن مہار شریف سے چشتیاں شریف حضرت قبلہ تاج سرورؒ کی زیارت کے لیے جاتے

Marfat.com

لگے۔ آپ کچھ فاصلہ سے پابرہنہ ہو جاتے تھے۔ کہ اس قبرستان میں بہت سے صلحا سو رہے ہیں۔

میاں محمد بخش چشتیؒ جو حضرت شیخ تاج الدین سرور شہیدؒ کی اولاد سے اور حضرت قبلہ عالمؒ کے مریدانِ مجاز میں سے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالمؒ جناب شیخ تاج الدین سرورؒ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے اور وہاں اہلِ قبور پر فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ یہ قبرستان بھر گیا ہے اور آپ کے دادا صاحبؒ اور والد صاحبؒ کے مزارات بھی یہیں ہیں مگر اب آپ کے مزار کے لیے جگہ نظر نہیں آتی۔ یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ حضرت قبلہ عالمؒ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "میاں محمد بخش انشاء اللہ میری قبر جنت البقیع میں ہوگی"۔

خواجہ امام بخش مہاروی گلشنِ ابرار میں لکھتے ہیں کہ "حضرت والد صاحبؒ اور دیگر لوگ جناب حافظ محمد جمال ملتانیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت قبلہ عالمؒ کے ہمرکاب تاج سرور صاحبؒ کی زیارت کے لئے چند بار حاضر ہوا۔ حضرتؒ کا دستور تھا کہ جب زیارت اور قدمبوسی سے فارغ ہوتے اور اپنے ڈیرے کی طرف واپس آنے لگتے تو اس مقام پر آکر بیٹھ جاتے جہاں آج کل آپ کا مزار مبارک ہے اُن دنوں وہاں ایک صاف میدان تھا جس میں ایک سبز اور خوشنما درخت اُگا ہوا تھا۔ حضرتؒ اس درخت کے نیچے چند گھنٹے آرام کرتے اور فرماتے کہ یہ کیسا اچھا مقام ہے مجھے یہاں سے محبت کی بُو آتی ہے چنانچہ جب آپ کا وصال ہوا اور آپ کے جسدِ اطہر کو مہار شریف سے تاج سرور لائے تو اسی مقام پہ دفن کیا"۔

شیخ کا وصال اور آپ کی علالت:۔

آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ نے ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (مطابق ۲ مئی ۱۷۸۵ء) کو وصال فرمایا۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے پناہ محبت تھی جس دن آپ کو حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال کی خبر ملی، آپ بے حد غمگین ہو گئے۔ دوسری رات فرمایا "میں حضرت مولانا صاحبؒ کی مفارقت دائمی سے اس قدر افسردہ خاطر ہو گیا ہوں اور میرے دل میں ایسا اندوہ ہے کہ چاہتا ہوں سب سے چھپ چھپا کر کسی جنگل میں چلا جاؤں اور وہیں بیٹھ جاؤں نہ کوئی میرے نزدیک آئے اور نہ میں کسی کو دیکھوں"۔ غرضیکہ حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال نے

Marfat.com

نہ صرف یہ کہ آپ کو غمگین کیا بلکہ علیل بھی کر دیا اور آپ دن بدن لاغر ہونے لگے اور اس کے چند سال بعد جب ۱۲۰۴ھ (۱۷۹۰ء) میں آپ کے خلیفہ حضرت مولانا نور محمد نارووالہ صاحبؒ کا وصال ہوا تو آپ کی صحت اور خراب ہو گئی۔

عطائے نعمت

مناقب المحبوبین میں ہے کہ جب حضرت قبلہ عالمؒ کے ایامِ وصال قریب آ گئے تو آپ کے تمام خلفاء سوائے حضرت نارووالہ صاحبؒ کے، جن کا وصال ہو چکا تھا حاضر ہو گئے مگر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ موجود نہ تھے۔ وہ ان دنوں اپنے وطن گئے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت قبلہ عالمؒ نے اپنے بڑے بیٹے خواجہ نور الصمد شہیدؒ کو فرمایا کہ کسی کو ہمارے روہیلے کی خبر ہے کہ کہاں ہے؟ اُسے کسی طرح یہاں طلب کرو۔ حضرت شہیدؒ نے عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں ورنہ کسی کو بھیج کر بلا لیتے۔ فرمایا۔ خیر کوئی بات نہیں وہ خود ہی آ جائے گا۔ دوسرے دن پھر فرمایا کوئی ہے جو ہمارے روہیلے کو یہاں لائے۔ حافظ جمال الدین ملتانیؒ نے عرض کیا کہ اگر غلام کو حکم دیں تو روانہ ہو جاؤں اور انہیں یہاں لے آؤں فرمایا۔ خیر ماشاء اللہ وہ خود ہی آ جائے گا۔

حضرت غوثِ زمانؒ اُس وقت اپنے گاؤں گڑگوجی میں تھے اور اپنے گھر میں قلعہ کے اندر آدھی رات کے وقت یادِ حق میں مشغول تھے کہ آپ کو یکایک اپنے پیر و مُرشد کے دیدار کا شوق غالب آیا۔ آپ بے چین ہو گئے اور مہار شریف کی طرف پا پیادہ روانہ ہو گئے۔ تیسرے دن مہار شریف پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ عالمؒ اپنے حجرہ میں تکیے کے سہارے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت غوثِ زمانؒ سیدھے آپ کی خدمت میں پہنچے۔ قدم بوسی کی اور چارپائی کی پائینتی کی طرف بیٹھ گئے۔ پھر حضرت قبلہ عالمؒ نے حضرت غوثِ زمانؒ سے فرمایا میرے نزدیک آ جاؤ۔ آپ ذرا قریب ہو گئے۔ پھر فرمایا اور نزدیک ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ آپ اتنے قریب ہو گئے کہ آپ کے اور حضرت قبلہ عالمؒ کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا۔ پھر حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ تمام دوست باہر چلے جائیں کہ اس روہیلے سے کوئی بات کرنی ہے۔ سب اُٹھ کر باہر چلے گئے پھر آپ نے حضرت غوثِ زمانؒ پہ توجہ خاص فرمائی اور جو عنایت فرمانا تھا عنایت فرمایا۔

Marfat.com

گلشنِ ابرار میں ہے کہ آخری دِنوں میں آپ بالکل خاموش ہو گئے اور پاسِ انفاس کے شغل میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ ان ہی دِنوں میں ایک دن حافظ محمد الیاس سیال نے جو آپ کے مریدانِ مجازمیں سے تھے عرض کیا کہ آپ کے مدفن کے بارہ میں لوگوں میں اختلاف ہے۔ فرمایا میں نجومی نہیں ہوں جہاں ہوگا ہو جائے گا۔ حافظ صاحبؒ نے عرض کیا کہ بعض احباب کی مرضی تاج سرور میں ہے۔ فرمایا ماشاء اللہ۔ پھر عرض کیا کہ اب تو ہم سب غلام حضور کی خدمت میں مشرّف ہو کر اپنی اپنی معروضات پیش کرتے اور مراد پا لیتے ہیں۔ آپ کے بعد ہمارا حال کیا ہوگا۔ فرمایا جو شخص ہمارے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو اور کچھ عرض کرے تو وہ قبول فرماتے ہیں اور جہاں بلاتے ہیں حاضر ہوتے ہیں۔ عرض کیا کہ اس طرح جس طرح اب ہیں یا کسی اور طرح۔ فرمایا۔ بالکل اسی طرح۔ جب یہ شفقت بھرے الفاظ آپ کی زبانِ مبارک سے سُنے تو حاضرین میں سے قاضی عاقل محمد صاحبؒ پر بیخودی کا عالم طاری ہو گیا۔ نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بات چیت ختم ہو گئی اور آپ بدستور خاموش اور شغلِ پاسِ انفاس میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ تین ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ (مطابق ۳ اگست ۱۷۹۱ء) کو پنج شنبہ کی رات طلوعِ آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل آپ واصلِ بحق ہو گئے۔ آپ کی عمر تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔ بیس سال کے تھے کہ حضرت مولانا صاحبؒ کی بیعت سے مشرّف ہوئے۔ چونتیس سال تک شیخ کی خدمت میں فیض یاب ہوتے رہے۔ چھ سال پانچ ماہ چھ دن حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال کے بعد زندہ رہے۔ نواب محمد غازی الدّین خاں مرحوم نے حضرت قبلۂ عالمؒ کی تاریخ وصال اس مصرع سے نکالی۔

"حیف وا ویلا جہاں بے نور گشت"[1]

اولاد و احفاد:۔ آپ کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے حضرت خواجہ نور الصمدؒ۔ دوسرے خواجہ نور احمدؒ۔ تیسرے حضرت خواجہ نور حسنؒ۔

---

[1] حدیقۃ الاخیار ترجمہ گلشنِ ابرار مؤلفہ خواجہ امام بخش مہاروی۔ ص ۶۵-۶۶۔

Marfat.com

۱۔ **حضرت خواجہ نورُالصمدؒ شہیدؒ** - حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا تھا۔ "اے نورُمحمد، اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹے عطا کرے گا۔ اُن میں سے پہلا بیٹا ہمارا ہوگا۔" چنانچہ جب حضرت خواجہ نورالصمدؒ بڑے ہوئے تو حضرت قبلہ عالمؒ انہیں اپنے ساتھ دہلی لے گئے اور حضرت مولانا صاحبؒ سے بیعت کرایا۔ خواجہ نورالصمدؒ سخاوت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔ فقراء اور علماء کو دوست رکھتے تھے۔ مسکینوں اور غم زدہ لوگوں سے غمخواری فرماتے تھے۔ اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد چند ماہ سجادۂ مشیخت پر بیٹھے۔ دو ماہ ستائیس دن کے بعد قوم مہاراں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ آپ کا یومِ وصال یکم ربیع الاوّل ۱۲۰۶ھ (۲۹۔ اکتوبر ۱۷۹۱ء) ہے۔ آپ کا مزار روضۂ شریف کے اندر حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزار کے متصل مشرقی طرف ہے۔ حضرت خواجہ نورالصمد شہیدؒ کے تین بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے خواجہ نور حسینؒ تھے۔

۲۔ **حضرت خواجہ نورُ احمدؒ** - آپ کی بیعت اپنے والدِ محترم حضرت قبلہ عالمؒ سے تھی۔ اپنے بڑے بھائی کی شہادت کے بعد مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ آپ کو فقیر کے نام سے موسوم کیا کرتے تھے۔ آپ عالم و فاضل اور متقی و پرہیز گار تھے۔ آپ اپنے والدِ بزرگوار کے ہو بہو ہم شکل تھے۔ ظاہری مشابہت کے ساتھ ساتھ باطنی مطابقت بھی حاصل تھی۔ آپ نے حضرت قبلہ عالمؒ کے تمام خلفا سے فائدہ حاصل کیا۔ خصوصاً حافظ محمد جمال ملتانیؒ سے جنہوں نے آپ کو خرقۂ خلافت بھی عطا کیا۔ آپ تقریباً پچاس برس مسندِ سجادگی پر رونق افروز رہے۔ آپ کا وصال ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۵۴ھ (مطابق ۶ دسمبر ۱۸۳۸ء) کو ہوا۔ روضۂ مبارک میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے مزار کے متصل غربی طرف آپ کا مزار ہے۔ آپ کے چھ بیٹے تھے۔ جن میں سب سے بڑے خواجہ محمودؒ تھے۔ دوسرے میاں غلام فریدؒ۔ تیسرے میاں نبی بخشؒ۔ چوتھے خواجہ خدا بخشؒ پانچویں خواجہ قادر بخشؒ۔ چھٹے خواجہ گنج بخشؒ۔

۳۔ **حضرت خواجہ نورِ حسنؒ** :- آپ کی بیعت حضرت خواجہ قاضی محمد عاقل صاحبؒ (کوٹ مٹھن) سے تھی۔ سخاوت و مروت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک دفعہ آپ

Marfat.com

شہیدؒ صاحب اور حضرت قبلہ عالمؒ سفر میں تھے۔ راستہ میں آپ بیمار ہو گئے۔ ظہر کے وقت حضرت قبلہ عالمؒ منگھیر شریف پہنچے۔ وہاں آپ نے کچھ عرصہ قیام کیا۔ اور نماز ظہر پڑھی۔ اور خواجہ نور حسن صاحبؒ کو جو بیمار تھے، مسجد کی دیوار کے ساتھ سُلا دیا۔ جب اُٹھے تو صحت مند تھے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے منگھیراں کی آب و ہوا ان کے موافق ہے۔ ممکن ہے یہی اس کا مسکن بنے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے وصال کے بعد خواجہ نور حسنؒ نے منگھیر شریف کو اپنا مسکن بنا لیا۔ جہاں آج تک آپ کی اولاد قیام پذیر ہے۔ آپ کا وصال ۲۳۔ شوال ۱۲۵۵ھ (۳۱ دسمبر ۱۸۳۹ء) کو ہُوا۔ آپ کا مزار بھی روضہ شریف میں خواجہ نور الصمد شہیدؒ کے مزار کے متصل مشرقی طرف ہے۔ آپ کے پانچ بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے خواجہ نظام بخشؒ تھے۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کی دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی زینت بی بی، جو میاں جمال محمدؒ بن میاں غلام محمدؒ کے نکاح میں تھیں۔ میاں غلام محمدؒ حضرت قبلۂ عالمؒ کے خلفاء میں سے تھے اس بیٹی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ دوسری بیٹی کا نام صاحب بی بی تھا۔ جو سیّد شیر شاہؒ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے بھی کوئی اولاد نہ تھی۔

خلفاء حضرت قبلۂ عالمؒ کے بے شمار خلفاء تھے جنہوں نے تونسہ شریف، حاجی پور شریف، چاچڑاں شریف اور دیگر مقامات پر سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی خانقاہیں قائم کیں۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اس سلسلہ کا فیض عام جاری کیا۔ مناقب المحبوبین میں چھیالیس (۴۶) خلفاء کے نام دیئے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں :-

۱۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ
۲۔ حضرت مولانا نور محمد صاحب ناروالہؒ
۳۔ حضرت خواجہ محمد عاقلؒ (کوٹ مٹھن)
۴۔ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانیؒ

Marfat.com

۵۔ حضرت خواجہ نور الصمد شہید مہاروی رح

۶۔ نواب غازی الدین خاں رح

۷۔ قاری عزیز اللہ رح

۸۔ قاری صبغۃ اللہ رح

۹۔ میاں محمد فاضل نیکوکارہ رح

۱۰۔ میاں غلام حسین بھٹی رح

۱۱۔ میاں غلام محمد کیڑی والا رح

۱۲۔ حافظ ناصر الدین رح

۱۳۔ مولوی محمد مسعود رح جہانگی

۱۴۔ چشتی نور الحق رح سکنہ شہر فرید پور

۱۵۔ میاں غلام محمد رح

۱۶۔ حافظ الیاس رح قوم سیال

۱۷۔ میاں محمد غوث رح

۱۸۔ حافظ بہل جویا رح

۱۹۔ میاں محمد بخش چشتی رح

۲۰۔ میاں اسالت خاں رح

۲۱۔ میاں لطف اللہ رح

۲۲۔ مولوی نور محمد رح

۲۳۔ مولوی محمد حسین رح جنیر

۲۴۔ میاں محمد اکبر لکھی رح

۲۵۔ حافظ غلام نبی رح

۲۶۔ مولوی محمد اکرم رح

۲۷۔ مولوی محمد عجیب رح

Marfat.com

۲۸۔ مخدوم شیخ محمودؒ

۲۹۔ مخدوم نوبہار شاہؒ

۳۰۔ مخدوم عبدالوہابؒ

۳۱۔ مخدوم عبدالکریمؒ

۳۲۔ مخدوم محبؒ جہانیاںؒ

۳۳۔ مولوی سلطان محمد گوریچہؒ

۳۴۔ میاں محمدؒ سکنہ سورت

۳۵۔ مولوی تاج محمودؒ

۳۶۔ شیخ جمال چشتیؒ

۳۷۔ حافظ عظمت اللہؒ

۳۸۔ میر شاہ سید صالح محمد شاہؒ

۳۹۔ میاں دین محمد شاہؒ

۴۰۔ میاں احمد گوندلؒ

۴۱۔ شیخ نظام بخشؒ

۴۲۔ شاہ عبدالعزیز ہندوستانیؒ

۴۳۔ مولوی ضیاءالدین مہارویؒ

۴۴۔ خلیفہ عبداللہؒ

۴۵۔ قاضی احمد علیؒ

۴۶۔ مولوی عبدالرحمن سندھیؒ

ان خلفاء کے علاوہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے اور بے شمار خلفاء تھے جن میں سے ہر ایک صاحب کرامت تھا۔ آپ کے بعض دوست اور مرید ایسے بھی تھے کہ اگرچہ خلافت سے مشرف نہ تھے مگر کامل ولی تھے۔ آپ کے خلفاء میں سے پہلے چار خلفاء بہت بلند مقام تھے۔ وہ اولیائے سلف کا مکمل نمونہ تھے، جن سے

Marfat.com

ایک عالم نے فیض پایا۔ ان میں سے تین خلفائے عظام کے مختصر حالات پیش کئے جاتے ہیں چوتھے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے حالات آیندہ صفحات میں پیش کئے جائیں گے۔

حضرت مولانا نور محمدؒ نارووالہ صاحبؒ

حضرت مولانا نور محمد نارووالہ صاحبؒ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے خلفائے عظام سے تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی خلعتِ خلافت سے مشرّف ہوئے۔ آپ عالم علومِ ظاہری و باطنی، صاحب وجد و سماع اور محرم رازِ قبلۂ عالمؒ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام صالح محمدؒ تھا۔ آپ حاجی پور علاقہ سندھ کے رہنے والے تھے مگر بعد ازاں ضلع ڈیرہ غازی خاں میں چاہ نارووالہ پر آباد ہو گئے تھے۔

آپ جب پہلی بار اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مولانا صاحبؒ نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"مارا از چشمانِ ایشاں عشق بنظر مے آید

(ترجمہ: ان کی آنکھوں میں ہمیں عشق نظر آتا ہے)

حضرت مولانا صاحبؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "ہمیں میاں نارووالہ صاحب سے "بوئے شکربار" آتی ہے"۔

آپ جامع شریعت و طریقت تھے۔ شریعت کے احکام کا پاس بدرجہ اتم تھا۔ یہاں تک کہ کوئی مستحب بھی فوت نہ ہوتا تھا۔ آپ کی محفل میں کسی کی جرأت نہ تھی کہ دنیاوی امور کا ذکر کرے۔ اللہ کا خوف، جو کمالِ عبودیت کی نشانی ہے، ہر وقت آپ پر طاری رہتا تھا۔ آپ ہر وقت مجاہدہ و ریاضت اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔

آپ بیحد منکسر المزاج بزرگ تھے۔ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے مگر اس کے باوجود علمی غرور قطعاً نہیں تھا۔ مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ جب آپ مرض وصال میں تھے تو حکیم محمد عمرؒ نے آپ کے جسم مبارک میں ضعفِ تمام دیکھ کر با چشم پُرنم کہا کہ حق تعالیٰ

Marfat.com

آپ کو شفائے کامل عطا فرمائے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کے بعد رُوئے زمین پر خلیفۂ برحق آپ کی ذاتِ مبارک ہے۔" آپ نے یہ سُنا تو فرمایا۔" حکیم صاحب آپ کیا کہتے ہیں خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اپنا سرمایہ ایمان سلامت لے جائے۔" یہ سُنا تو حکیم صاحب پر گریہ طاری ہوگیا۔

آپ کا وصال چھ جمادی الاوّل ۱۲۰۴ھ کو ہوا۔ آپ کا مادۂ تاریخ وصال چراغ ہے۔ آپ کا مزار مبارک حاجی پور میں زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔ آپ کے وصال کی خبر پر قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے فرمایا:

" اگر میاں صاحب چندے مہلت یافتند، عالمے از ایشاں روشن مے شد۔"

(ترجمہ: اگر میاں صاحب کچھ اور مُہلت پاتے تو ایک عالم ان سے روشن ہوجاتا)

آپ کے ایک فرزند تھے جن کا نام حافظ محمدؒ تھا۔ وہی اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے۔ مولانا نور محمد نارو والہ صاحبؒ کے مشہور خلفاء کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت حافظ محمدؒ صاحب	فرزند و سجادہ نشین
(۲) عبداللہ خاںؒ چانڈا	ڈیرہ غازی خاں
(۳) مولوی محمد حسنؒ	راجن پور
(۴) مولوی نور محمدؒ بڈرہ	محمد پور
(۵) مولوی محمد اکبرؒ	حاجی پور
(۶) مولوی محمدؒ گھلوی	مؤلف ملفوظ خیر الاذکار

حضرت مولانا نور محمد نارو والہ صاحبؒ کے ملفوظات مولوی محمد گھلویؒ نے خیر الاذکار کے نام سے مرتب کئے ہیں۔

حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ

حضرت خواجہ محمد عاقل صاحبؒ، قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے خلفائے عظام میں تھے۔ آپ علومِ ظاہری و باطنی کے عالم اور صاحبِ وجد و سماع تھے۔ صاحب مناقب المحبوبین نے لکھا ہے کہ:

Marfat.com

"ہزارہا مخلوق از دروازۂ ایشاں فیض یاب شدند
وصدہا صاحبِ خانقاہا از ایشاں مبعوث شدند"

(ترجمہ :۔ اُن کے دروازے سے ہزارہا مخلوق نے فیض پایا
اور انہوں نے سینکڑوں صاحبِ خانقاہ پیدا کیئے ۔)

آپ نے پنجاب ، بہاولپور اور سندھ کے علاقوں میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کی بہت اشاعت کی۔ کوٹ مٹھن ۔ چاچڑاں اور احمد پور کی خانقاہیں آپ ہی کی کوششوں سے معرضِ وجود میں آئیں۔ صاحبِ تاریخِ مشائخِ چشت لکھتے ہیں :۔

"اُن کے علمی تبحر، پابندیٔ شرع ، بزرگانہ شفقت ، اخلاق و مروّت کا دُور دُور شہرہ تھا۔ لوگ بڑی عقیدت سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ یہ ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پنجاب کے نہایت ہی دُور افتادہ اور غیر معروف علاقوں میں مذہبی اور رُوحانی تعلیم کا چرچا ہو گیا۔ اور ان کے خرمنِ کمال کے خوشہ چین دُور دُور پھیل گئے ۔"

آپ نے کوٹ مٹھن میں ایک اعلیٰ پیمانہ کا دارُالعلوم قائم کیا۔ جس میں علومِ ظاہری و باطنی کی تدریس و تربیت دی جاتی تھی۔ آپ خود بھی درس دیتے تھے ۔ اور بڑے بڑے جیّد علما بھی اس مدرسہ میں ملازم تھے۔ درس و تدریس کا کام بہت اعلےٰ معیار کا تھا۔ آپ کے مدرسہ میں ان کتابوں کا درس ہوتا تھا :

"مشکوٰۃ شریف ۔ احیاءالعلوم ۔ صحیح بخاری ۔ شرح وقایہ ۔ ہدایہ ۔ شرح عقائد ۔
سواء السبیل ، تسنیم ۔ فصوص الحکم ۔ شرح مواقف ۔ خیالی ۔ مطول وغیرہ"

آپ احکامِ شریعت اور اتباعِ سُنّت کا خود بہت خیال کرتے تھے ۔ اور مریدین کو بھی خاص تاکید کرتے تھے کہ ہر وقت اتباعِ شریعت کا خاص لحاظ رکھیں ۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی کہ فرماتے ہیں :

" تو مارا بسیار خوش کردی کہ ہمگیں سنّت ہائے مارا زندہ کردی "

(ترجمہ : تو نے ہمیں بہت خوش کیا کہ ہماری تمام سُنّتوں کو زندہ کر دیا۔)

Marfat.com

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ عالمؒ کے ہمراہ دو بار حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رخصت کے وقت حضرت مولانا صاحبؒ نے قاضی محمد عاقل صاحبؒ کو کثرتِ ذکرِ جہر کی تاکید فرمائی۔ رسالہ اسرار الابرار میں لکھا ہے کہ حضرت قاضی صاحبؒ مہار شریف میں جب اپنے حجرہ میں بیٹھ کر ذکر کرتے تھے تو آپ کی آواز شہر فرید تک (جو تین چار کوس کے فاصلہ پر ہے) جاتی تھی۔

قاضی محمد عاقل صاحبؒ تقریباً چار ماہ بیمار رہے۔ ۸ رجب ۱۲۲۹ھ کو وصال فرمایا۔

تاریخ وصال ہے:

چونکہ تاریخ و مہ سالِ وصال
از دلِ پُر دردِ خود کردم طلب
سر زِ جیبِ بے خودی بر کرد و گفت
روزِ ہشتم بود از ماہِ رجب

آپ کا مزارِ پُر انوار کوٹ مٹھن میں مرجع خواص و عام ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے میاں احمد علی صاحبؒ مسند نشین ہوئے۔

حضرت قاضی محمد عاقلؒ کے چند مشہور خلفاء کے نام یہ ہیں:

۱۔ حضرت میاں احمد علی صاحبؒ فرزند و سجادہ نشین
۲۔ خواجہ محمود صاحب مہارویؒ
۳۔ میاں شرف الدینؒ
۴۔ مولوی سلطان محمودؒ
۵۔ مولوی عبد اللہؒ
۶۔ مولوی محمد اعظمؒ
۷۔ مولوی گل محمد احمد پوریؒ

حضرت خواجہ محمد عاقل صاحبؒ کے ملفوظات مولوی گل محمد احمد پوریؒ نے تکملہ سیر الاولیاء میں درج کئے ہیں۔

Marfat.com

حضرت حافظ محمدؒ جمال صاحب ملتانیؒ

حافظ محمدؒ جمال صاحبؒ حضرت خواجہ نور محمدؒ مہارویؒ کے اعظم خلفاء میں تھے آپ عالم علوم ظاہری و باطنی، حافظِ قرآن، عارفِ کامل، مجاہدِ عظیم اور صاحب وجد و سماع تھے۔ آپ اپنے زمانہ میں مسئلہ وحدت الوجود میں بزرگ ترین عالم تھے۔ حضرت مولانا جامیؒ اور حضرت ابن عربیؒ کی تصانیف کو دوست رکھتے تھے۔ حُسنِ اخلاق کا مجسمہ تھے۔ چھوٹوں پر سب سے زیادہ شفقت اور مہربانی کرنے والے تھے۔ کلام مختصر کرتے تھے۔ مگر وہ حکمت و معرفت سے بھرپور ہوتا تھا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے آپ کو ملتان میں چشتیہ نظامیہ سلسلہ کی ترویج و اشاعت کے لئے حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کے حکم پر متعین فرمایا تھا۔ صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ:

"ایک دن حضرت شاہ فخر صاحبؒ کی مجلس میں حضرت مہارویؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ حافظ صاحبؒ بھی وہاں تھے۔ اس بات کا ذکر چھڑا کہ ملتان میں شیخ بہاؤالدین ذکریاؒ کی عظمت کے سامنے کسی ولی کا تصرّف کام نہیں کرتا۔ مولانا صاحبؒ نے فرمایا: "میاں نور محمدؒ! اب تک ملتان بہاؤالحقؒ کی ولایت تھی۔ لیکن اب ملتان ہمارے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ لازم ہے کہ تم وہاں اپنا کوئی مرید بھیجو جو وہاں اپنا تصرّف کرے۔"

چنانچہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے دہلی سے واپس آکر حافظ محمدؒ جمال صاحبؒ کو ملتان بھیجا جنہوں نے خانقاہِ بہاءالدین زکریاؒ میں بیٹھ کر خواجہ خدا بخش صاحبؒ کو مرید کیا۔

حافظ محمدؒ جمال صاحبؒ نے ملتان میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا۔ جو علوم ظاہری و باطنی کا اہم مرکز تھا۔ خود بہت بڑے عالم تھے۔ لہٰذا خود بھی درس دیتے تھے۔ قاضی محمدؒ عاقل صاحبؒ کے خلیفہ خواجہ گل محمدؒ احمد پوریؒ نے بھی اس مدرسہ میں جناب حافظ صاحبؒ سے تعلیم حاصل کی تھی۔

آپ نے جہاد و قتال میں بھی حصّہ لیا۔ سکھوں نے متعدّد بار ملتان پر حملے کئے۔

Marfat.com

آپ ہر بار میدانِ جنگ میں موجود رہے اور قلعۂ ملتان کے بُرج میں بیٹھے ہوئے کافروں پر تیر برساتے رہے۔آپ تیر اندازی میں بے مثال تھے۔یہاں تک کہ اس کی دوسروں کو تعلیم بھی دیتے تھے۔

آپ اتباعِ شریعت کا خاص خیال رکھتے تھے۔مناقب المحبوبین میں ہے کہ فرمایا کرتے تھے:۔

"معرفتِ حق کا بہترین طریقہ وہ ہے جو مشائخ کا ہے اور جو رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے معتبر ذریعہ سے پہنچا ہے۔اور وہ ظاہر کو شریعت سے آراستہ رکھنے کا ہے اور اس پر قائم رہنے کا اور باطن کو خراب عادتوں سے صاف کرنے کا۔"

حافظ صاحبؒ نے ۵ جمادی الاوّل سنہ ۱۲۲۶ھ کو وصال فرمایا جس جگہ پر وصال ہوا۔ وہیں دفن ہوئے اور وہیں مزار بنا۔ملتان میں آپ کا مزارِ مبارک مرجعِ خلائق ہے۔

تاریخِ وصال یہ ہے:

خرد زسالِ وصالش چو جست وجوئے کرد
ندائے داد سروشم کہ یافت خوب وصال

آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تھی۔اس لئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ خواجہ خدا بخش صاحبؒ ملتانی خیرپوری سجّادہ نشین بنے۔آپ کے چند خلفاء کے نام یہ ہیں:

۱۔ خواجہ خدا بخش صاحبؒ ملتانی خیرپوری
۲۔ خواجہ غلام فرید صاحبؒ مہاروی
۳۔ جناب زاہد شاہؒ
۴۔ مولوی غلام حسن ملتانیؒ
۵۔ مولوی عبدالعزیزؒ
۶۔ مولوی عبیداللہ ملتانیؒ

Marfat.com

۷۔ مولوی حامد صاحبؒ

حضرت حافظ محمدؐ جمال صاحب ملتانیؒ کے ملفوظات درج ذیل ہیں۔

۱۔ فضائلِ رضیہ	مرتّبہ	مولوی عبدالعزیز صاحبؒ
۲۔ انوارِ جمالیہ	مرتبہ	مولوی غلام حسن صاحب ملتانیؒ
۲۔ اسرارالکمالیہ	مرتّبہ	جناب زاہد شاہ صاحبؒ

حضرتِ خواجہ نورِ محمدؐ مہارویؒ کے سجّادگانِ عالی مقام

حضرت خواجہ نور محمدؐ مہارویؒ کے وصال کے بعد یکے بعد دیگرے حسب ذیل سجّادگان عالی مقام مسند نشین ہوئے جن سے آستانہ معلّیٰ چشتیاں شریف کا فیضان ہر دور میں جاری رہا:

۱۔ حضرت خواجہ نورالصّمد شہیدؒ

۲۔ حضرت خواجہ نور احمد مہارویؒ

۳۔ حضرت خواجہ محمود مہارویؒ

۴۔ حضرت میاں نور بخش مہارویؒ

۵۔ حضرت میاں نور جہانیاں مہارویؒ

۶۔ حضرت میاں محمد یوسف مہارویؒ

۷۔ حضرت میاں محمود بخش مہارویؒ

۸۔ حضرت میاں نور جہانیاں صاحب مہاروی مدظلہ العالی

اِس وقت آپ سجّادہ نشین ہیں۔ ۳ صفر ۱۳۷۴ھ کو اپنے والدِ گرامی حضرت میاں محمود بخش مہارویؒ کے وصال کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ کے سجّادہ پر رونق افروز ہوئے۔ آپ پابندیٔ شریعت، اتباعِ سُنّت، بزرگانہ شفقت اور اخلاق و مروّت کا حسین پیکر ہیں۔ آستانہ معلّیٰ کی ہمہ وقت حاضری و خدمت آپ کا شعار ہے۔ اپنے مشائخ عظام اور آبا و اجداد کے معمولات کے پابند ہیں۔ آپ کی ذاتِ بابرکات سے حضرت مولانا صاحبؒ اور حضرت قبلہ عالمؒ کا فیضانِ روحانی آج بھی جاری ہے۔

Marfat.com

۷۸۶

قطعہ و مادہ ہائے تاریخ وفات

حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد چشتی مہاروی قدس سرہٗ

ولادت :- ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ مطابق ۲ اپریل ۱۷۳۰ء شب سوموار

وفات :- ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۷۹۱ء

بروز بدھ (شب خمیس میں سے ایک ساعت باقی تھی)

(مدفون در مہاراں شریف چشتیاں منڈی ۔ ضلع بہاول نگر)

"قبلہ خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ"

"عارفِ زماں خواجۂ عالم" ۱۷۹۱ء	"قطبِ ولایت عارفِ رہنما" ۱۲۰۵ھ
"ولیِ ولایت نورِ محمد نورِ حق" ۱۲۰۵ھ	"شالارِ حقیقت امامِ الاصفیاء" ۱۲۰۵ھ
"قدوۃ السالکین ولیِ ولایت" ۱۲۰۵ھ	"سیدِ عارفاں قطبِ حقیقت" ۱۲۰۵ھ
"شاہبازِ طریقت قطبِ جہاں" ۱۲۰۵ھ	"غوثِ عالم ولیِ زماں" ۱۷۹۱ء
"پیرِ اربابِ طریقت آپ ہیں" ۱۲۰۵ھ	"پیرِ کامل سیدِ اہلِ طریقت زندہ باد" ۱۲۰۵ھ

قطعہ

رشد و ہدایت پائے زمانہ	پیرِ طریقت نورِ محمد
قلب و نظر کی روشن دنیا	"شمعِ ولایت نورِ محمد" ۱۲۰۵ھ

حسن میرانی ۔ محلہ کچل پورہ ۔ بہاولپور

Marfat.com

حصّہ سوم

فیضانِ سُلیمانی

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ سجّادگی

بانیٔ آستانۂ عالیہ سلیمانیہ

شہباز طریقت حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(وصال ۷ صفر ۱۲۶۷ھ)

سجّادہ نشین اوّل

حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ

(وصال ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ)

سجّادہ نشین دوم

حضرت خواجہ حافظ محمّد موسیٰ تونسویؒ

(وصال ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ)

سجّادہ نشین سوم

حضرت خواجہ محمّد حامد تونسویؒ

(وصال ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ)

سجّادہ نشین چہارم

حضرت خواجہ غلام سدید الدین تونسویؒ

(وصال ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ)

سجّادہ نشین خامس

خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمّد تونسویؒ

(وصال ۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ)

سجّادہ نشین ششم

حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب تونسوی (موجودہ سجّادہ نشین)

دامت برکاتہٗ

Marfat.com

پہلا باب

شہبازِ طریقت

حضرت خواجہ شاہ محمدؒ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۱۸۳ھ تا ۷ صفر سنہ ۱۲۶۷ھ

ایک دفعہ ڈیرہ غازی خاں کے نواب عبدالجبار خاں نے درویشوں کے خرچ کے لئے جاگیر پیش کی۔ آپ نے فرمایا۔ "ہم اس جاگیر کو قبول نہیں کریں گے کہ یہ ہمارے مشائخ کی سُنت کے خلاف ہے"۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضور صاجزادہ گُل محمدؒ کے لئے قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ "صاجزادہ گُل محمدؒ کو بھی اس جاگیر کی حاجت نہیں۔ اگر وہ درویشوں کے جُوتے سیدھے کرتا رہا تو اس کی خدمت کے لئے مقرّبان بطور خدمت گار مقرّر ہوں گے"۔

Marfat.com

ہندوستان میں سلطنتِ مغلیہ اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہی تھی۔ پنجاب سکھّوں کے قبضہ میں جا چکا تھا۔ انگریز تاجر اپنی عیّاری سے اس ملک کا حکمران بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ ہندوستان پر صدیوں حکومت کرنے کے بعد ان سیاسی حالات میں مسلمانوں کی معاشرتی زندگی بھی تباہ ہو چکی تھی اور مذہبی زندگی بھی، بعض جہاد بالسیف کا نعرہ لگا رہے تھے۔ مگر ایک مردِ کہستانی، جو فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کے لیے پیدا ہوا تھا "جہاد بالنفس" کی تلقین کر رہا تھا۔

یہ "مردِ کہستانی" کون تھا؟ یہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جنہوں نے تونسہ شریف میں آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کی بنیاد رکھ کر ایک ایسا مرکزِ شریعت و طریقت قائم کیا، جس نے ملّت کے تنِ مردہ میں جان ڈال دی۔

ولادت و خاندان :-

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ کے بانی سلطانِ تارکاں، برہانِ عارفاں، غوثِ زماں، شہبازِ طریقت اعلےٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء) میں ہوئی۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام ذکریا بن عبدالوہاب بن عمر خان بن خان محمد تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام زلیخا تھا۔ آپ کی جائے پیدائش موضع گڑگوجی ہے۔ جو کوہِ درگ میں تونسہ شریف سے مغرب کی طرف تیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کا خاندان افغان قوم کے قبیلہ جعفر سے تعلّق رکھتا تھا۔ آپ کا ایک بڑا بھائی تھا جس کا نام یوسف تھا۔ وہ جوانی میں انتقال کر گیا تھا۔ چار بہنیں تھیں، جن کی اولاد تونسہ شریف میں سکونت پذیر ہے۔

مادر زاد ولی :-

منقول ہے کہ آپ کی ولادتِ باسعادت سے قبل آپ کی والدہ محترمہ ایک چشمہ سے پانی بھر کر اپنے گھر کی طرف آ رہی تھیں کہ ایک درویش جس کا لباس بھی ہندوستانی تھا

Marfat.com

اور زبان بھی ہندوستانی تھی۔ ایک عجیب عالم میں راستہ میں کھڑا تھا۔ جونہی اس درویش کی نظر آپ کی والدہ محترمہ پر پڑی کہنے لگا: "سبحان اللہ اس شکم میں بادشاہ دو جہان ہے۔ جو اپنے زمانہ میں سلیمان زماں بنے گا۔ ہزارہا مخلوق کو فیض پہنچائے گا اور تمام جن وانس اس کی تعظیم کریں گے۔" یہ کہنے کے بعد وہ درویش نظروں سے غائب ہو گیا اور اس کے بعد کبھی کسی کو نظر نہ آیا۔

تعلیم و تربیّت:

آپ کے والد گرامی آپ کی ولادت سے کچھ عرصہ قبل فوت ہو گئے اور آپ یتیم رہ گئے۔ جب آپ کی عمر چار سال چند ماہ کی ہوئی تو آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کو مُلّا یوسف جعفر افغان کے پاس پہنچا۔ ان سے آپ نے پندرہ پارے پڑھے۔ اس کے بعد وہیں ایک ولیٔ کامل اور صاحبِ نسبت بزرگ حاجی صاحب سے پڑھنا شروع کیا۔ دن کے وقت اپنے اُستادِ گرامی قدر کے مویشیوں کو چراگاہ میں لے جاتے اور رات کو اپنے اُستادِ محترم سے سبق لیتے۔ آپ نے حاجی صاحب کے پاس قرآن پاک ختم کیا اور ایک دو فارسی کی کتابیں بھی پڑھیں۔ اس کے بعد حاجی صاحب نے فرمایا:

> "مجھے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ حق تعالیٰ تمہیں رتبۂ بلند اور مقامِ اعلیٰ عطا کرے گا۔ تم پہلے تونسہ جا کر علم حاصل کرو گے۔ وہاں سے قصبہ لانگھ اور پھر وہاں سے کوٹ مٹھن جا کر مزید تعلیم حاصل کرو گے۔ وہاں مہار شریف سے ایک کامل بزرگ آئیں گے جن سے تم بیعت کرو گے۔ وہ تمہیں نعمت و خلافت عطا کریں گے اس کے بعد تم تونسہ آ کر مخلوقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کا راستہ بتاؤ گے۔" [1]

تونسہ شریف

آپ اپنے اُستادِ محترم حاجی صاحب کے ارشادِ گرامی کے مطابق تونسہ

---

[1] مناقب المحبوبین ص ۱۳۹

Marfat.com

شریف آگئے اور میاں حسن علی صاحب کے پاس بگی مسجد میں پڑھنا شروع کر دیا۔ میاں حسن علی صاحب صالحانِ وقت میں سے تھے۔ اور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے خلیفہ حضرت مولوی نور محمد صاحب نارووالہؒ کے مرید تھے۔ میاں صاحب آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ اس جگہ آپ نے فارسی کی چند کتابیں پند نامہ خواجہ عطارؒ گلستانِ سعدیؒ، بوستانِ سعدیؒ وغیرہ پڑھیں۔ ایک دن آپ تونسہ شریف سے موضع سوکڑ ایک کتاب لینے کے لئے گئے۔ وہاں دورانِ سفر حضرت مولوی نور محمد صاحب نارووالہؒ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نارووالہ صاحبؒ نے آپ کی بہت تعظیم کی۔ باوجود ضعیفی و پیری کے خود پیدل چلے اور آپ کو اپنے گھوڑے پر سوار کرایا۔ جب ان کے مرید صادق میاں احمد کھوکھر نے اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا:

"اے میاں احمد تمہیں اس نوجوان کے مرتبہ و مقام کا علم نہیں۔ اس کا مقام یہ ہے کہ ملائکہ اس کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ یہ وہ نوجوان ہے کہ کچھ دنوں کے بعد تمام جہان اس کے نورِ فیض سے منوّر ہوگا۔"[۱]

لانگھ

تونسہ شریف میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کی خاطر آپ موضع لانگھ میں میاں ولی محمد صاحب باغبان (قوم ارائیں) کے پاس چلے گئے۔ اُن سے آپ نے مزید فارسی کُتب پڑھیں اور فارسی کی تعلیم مکمل کی۔ موضع لانگھ میں آپ جس مسجد میں میاں ولی محمد صاحب سے پڑھا کرتے تھے، وہ گنبد دار پختہ اینٹوں کی مسجد تھی۔[۲]

۱؎ مناقب المحبوبین ص ۱۴۱-۱۴۲

۲؎ موضع لانگھ تونسہ شریف سے مشرق کی طرف پانچ کوس کے فاصلے پر دریائے سندھ کے کنارے پر ہے۔ یہ مسجد ۱۲۷۸ھ تک موجود تھی۔ اس کے بعد دریا بُرد ہو گئی۔

Marfat.com

کوٹ مٹھن :-

میاں ولی محمد صاحب سے کسب فیض کے بعد آپ عربی و اسلامیات کی تعلیم کے شوق میں کوٹ مٹھن روانہ ہو گئے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ کے صاحبزادہ قاضی احمد علی صاحبؒ سے ان کے مدرسہ میں علوم عربیہ و دینیہ پڑھنا شروع کیں۔ یہاں آپ نے چند سال قیام کیا۔ اور منطق کی مشہور کتاب قطبی کا درس لیا اور علوم فقہ پر پورا عبور حاصل کیا۔

شہبازِ طریقت :

منقول ہے کہ محب النبی حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ نے اپنے خلیفہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو وصیت فرمائی تھی کہ "مغرب کے پہاڑوں سے ایک شہباز آئے گا۔ اُسے جس طرح بھی ہو سکے اپنے دام میں لے آنا۔ وہ ہماری اور تمہاری نعمت کا وارث و مالک ہوگا۔ اور اپنے زمانہ میں مملکتِ ولایت کا سلیمان ہوگا" اس وصیت کی بنا پر حضرت قبلۂ عالمؒ ہر سال ملکِ مغرب کا سفر اختیار کرتے تھے۔ کوٹ مٹھن اور اوچ شریف کی طرف بھی آپ اس ارادہ سے آتے تھے کہ کسی وقت میدانِ لاہوت کا وہ شاہباز دام میں آجائے۔ ؎

بیعت :-

آپ جن دنوں کوٹ مٹھن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ حضرت قبلۂ عالمؒ حسب معمول اوچ شریف تشریف لائے۔ جب یہ خبر کوٹ مٹھن پہنچی تو حضرت قاضی محمد عاقلؒ اور اُن کے فرزندِ ارجمند حضرت قاضی احمد علی صاحبؒ مدرسہ کے طالبعلموں کو ساتھ لے کر اوچ شریف روانہ ہوئے۔ آپ بھی اس قافلہ کے ساتھ تھے۔ آپ

؎ مناقب المحبوبین ص ۱۴۳

Marfat.com

نے یہ سُنا ہوا تھا کہ قبلۂ عالمؒ سماع کے قائل ہیں اور وجد و رقص بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنی کمر میں خنجر باندھ کر روانہ ہوئے اور دل میں یہ ارادہ کیا کہ حضرت قبلۂ عالمؒ سے احتساب کریں گے۔ اور پھر انہیں سماع سے منع کریں گے۔ جب حضرت قبلۂ عالمؒ کی مجلس میں پہنچے تو سماع جاری تھا۔ وہاں سے حضرت قبلۂ عالمؒ حضرت مخدوم سیّد جلال الدین بخاریؒ کی درگاہ شریف پر آئے اور مخدوم نوبہار شاہؒ سجادہ نشین اوچ شریف کو بیعت کیا۔ جب سب لوگ اُٹھے تو آپ بھی اُٹھے۔ اچانک حضرت قبلۂ عالمؒ کی نظر مبارک آپ پر پڑی تو متبسّم ہو کر فرمایا:

؎ آمد آں یارے کہ ماہے خواستیم

ہاتھ پکڑا، خانقاہ میں لے گئے اور بیعت کر لیا۔

سفرِ دہلی:-

حضرت قبلۂ عالم کے ارشاد کے مطابق آپ ۱۱۹۹ھ میں دہلی شریف حاضر ہوئے اُس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے بیعت کے بعد حکم دیا تھا کہ " دہلی شریف میرے پیر و مُرشد حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کی ملاقات و زیارت کرنے کے بعد میرے پاس مہار شریف آجائیں "۔ آپ دلاور، فلوری، جودھپور اجمیر شریف۔ جے پور اور ریواڑی کے راستہ سے دہلی پہنچے۔ ابھی ریواڑی میں تھے کہ حضرت مولانا صاحبؒ کا دہلی میں وصال ہو گیا۔ دہلی شریف اُس وقت پہنچے۔ جب حضرت مولانا صاحبؒ کے مدرسہ میں اُن کے قُل ہو رہے تھے۔ آپ نے بھی شرکت کی۔ آپ چہلم تک حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ مبارک پر معتکف رہے۔ یہاں خاص عنایتِ الٰہی سے آپ کو حضرت مولانا صاحبؒ کی ظاہری زیارت بھی نصیب ہو گئی اور حضرت مولانا صاحبؒ کا ایک تبرّک بھی حاصل ہوا۔ منقول ہے کہ آپ جن ایام میں حضرت مولانا صاحبؒ کے مزارِ مبارک پر معتکف تھے تو ایک رات حالت مشغولی میں جب سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت مولانا صاحبؒ مزارِ مبارک سے باہر

Marfat.com

تشریف لائے۔ آپ سے معانقہ کیا اور بہت نوازشات فرمائیں۔ آپ نے پوچھا کہ یا حضرت لوگ کہتے ہیں کہ مولانا صاحبؒ فوت ہو گئے ہیں آپ قبر سے کیسے باہر آ گئے۔ فرمایا غلط کہتے ہیں ہم فوت نہیں ہوتے یہ صرف پردہ شرطیت ہے:-

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

منقول ہے کہ حضرت مولانا صاحبؒ نے وصال کے وقت تاج محمد چشتی صاحب فرمایا تھا کہ خواجہ نور محمد مہارویؒ کے مریدوں میں سے ایک شخص سلیمان نامی ملا کے لئے آ رہا ہے۔ ظاہری ملاقات مقدر میں نہیں ہے جب وہ آئیں تو انہیں میرا سلام کہیں اور یہ فولادی قلم دے دیں چنانچہ جن دنوں آپ وہاں معتکف تھے صاحب موصوف نے وہ فولادی قلم آپ کے سپرد کر دیا ہے

قلم مقبولِ آں شاہِ ازل شد　　ازاں مالک بملکِ لم یزل شد

قیام مہار شریف:

آپ دہلی سے بخیر و عافیت واپس مہار شریف حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت حاضر ہوئے۔ اور ہمہ تن ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ وہیں آپ نے سلوک کتابیں آداب الطالبین۔ فقرات، لوائح، عشرۂ کاملہ اور فصوص الحکم وغیرہ اپنے پیر و مرشد سے درس لیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے آپ پر خاص توجہ فرمائی۔

خلافت:

آپ پندرہ برس کی عمر میں حضرت قبلہ عالمؒ سے بیعت ہوئے تھے۔ اپنے پیر مرشد کی صحبتِ کیمیا اثر کا فیض صرف چھ سال تک اٹھایا۔ آپ خود ایک جگہ فر ہیں کہ:

"مارا صحبتِ ظاہریِ قبلہ عالمؒ شش سال یا کم بود"

Marfat.com

آپ تقریباً اکیس برس کے تھے جب حضرت قبلۂ عالمؒ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے اپنی زبانِ مبارک سے اپنی خلافت کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

"جب حضرت قبلۂ عالمؒ نے مجھے خلافت عطا کی تو میں نے انکار کیا اور عرض کیا کہ قبلہ یہ بارِ گراں مجھ سے نہیں اٹھایا جائے گا۔ اس زمانہ میں لوگ خدا کی نافرمانی میں مشغول ہیں، میں کس طرح مخلوق کے اس بوجھ کو اپنی گردن میں ڈالوں۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ مجھے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنی خلافت محمد سلیمانؒ کو دے دو۔ میں اپنی طرف سے نہیں دے رہا۔ میں نے پھر معذرت چاہی کہ یا حضرت یہ بارِ گراں مجھ سے نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خلافت کیوں نہیں لیتا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَیں اس کام کے لائق نہیں ہوں۔ فرمایا کہ تو اس کام کے لائق ہے اسی لئے تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ ہم تمہیں اپنی جانب سے خلافت دے رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کے حکم سے خلافت قبول کرتا ہوں مگر یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ میں اُس وقت مخلوق کو مرید کرونگا جب مجھے یقین ہو جائے کہ حق تعالیٰ میرے مریدوں کو بخش دے گا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے مریدوں کی شفاعت میں کروں گا اور حق تعالیٰ انہیں بخش دے گا۔ اس کے بعد میں نے حضرت قبلۂ عالمؒ سے خلافت لے لی۔"[1]

قیامِ تونسہ شریف:

حضرت قبلۂ عالمؒ کے ارشاد کے مطابق آپ خلافت کے بعد تونسہ شریف

---

[1] مناقب المحبوبین ص ۱۵۱

آگئے اور یہاں ایک خانقاہ کا قیام کیا اور اس خانقاہ میں بیٹھ کر ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک تبلیغ و اشاعت اور اصلاح و تربیت کا فریضہ انجام دیا۔ تونسہ شریف، ڈیرہ غازی خاں سے تقریباً تیس کوس کے فاصلہ پر ایک غیر معروف گاؤں تھا مگر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح کے قیام کے بعد مرکزِ رشد و ہدایت بن گیا۔ آپ نے وہاں مساجد، اقامت گاہیں، مدارس اور لنگر خانے تعمیر کر کے ایک ایسی خانقاہ کی بنیاد رکھی جو علومِ ظاہری و باطنی کا ایک عالمی مرکز بن گئی۔

لنگر:

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح کے لنگر کی حیثیت بہت ہمہ گیر تھی۔ اس میں وسعت اور باقاعدگی تھی اور درویشوں اور طلباء کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ دو ہزار طلبہ و درویش اور تقریباً اتنے ہی مہمان و مسافر ہر روز لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ کھانے کے علاوہ ضرورت کی ہر چیز موجود رہتی تھی۔ حجام۔ لوہار موچی۔ دھوبی اور آب کش وغیرہ ماہانہ تنخواہ پاتے تھے۔ بیماری کی حالت میں مختلف اقسام کی ادویات لنگر سے بلا معاوضہ ملتی تھیں منقول ہے کہ ایک دفعہ خدا بخش لانگری نے عرض کیا کہ "حضرت اس مہینہ میں سات سو روپیہ صرف درویشوں کی ادویات پر خرچ ہو گیا ہے۔" آپ نے سن کر فرمایا کہ "اگر سات ہزار بھی ان درویشوں اور علماء و طلباء کے علاج پر خرچ ہو جائیں تو مجھے اطلاع نہ دی جائے۔ ان کی جانوں کے مقابلہ میں روپیہ کی کچھ حقیقت نہیں۔" [۱]

صاحبِ تاریخ مشائخ چشت لکھتے ہیں کہ:

"ویسے تو اس زمانہ میں ہندوستان کی کئی خانقاہوں میں بڑے بڑے لنگر قائم تھے اور سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا تھا مثلاً دہلی میں شاہ غلام علی صاحب رح کی خانقاہ میں پانچ پانچ سو فقیر رہتے تھے اور ان کے خورونوش کا انتظام ہوتا تھا۔ خواجہ محمد عاقل صاحب رح کی خانقاہ میں بھی لنگر کا بڑا

۱ مناقب المحبوبین ص ۱۵۹

Marfat.com

اہتمام تھا لیکن جو باقاعدگی اور جو مقاصد شاہ محمد سلیمان صاحب رح کے لنگری نظام میں ملتا ہے وہ کسی اور جگہ نہیں تھا۔"[1]

محبّتِ شیخ:۔

آپ کو اپنے شیخ و مرشد سے بے حد محبّت تھی۔ بیعت کے بعد جب حضرت قبلۂ عالم رح کے حکم سے دہلی شریف گئے تو اس دوران آپ کی والدہ محترمہ کو آپ کی جدائی نے ستایا۔ جب آپ واپس مہار شریف آئے اور والدہ محترمہ کی بے قراری کا سُنا تو پیر و مُرشد کی اجازت سے والدہ محترمہ سے ملنے کے لئے گڑھ کوجی حاضر ہوئے مگر مُرشد سے دُور رہ کر عشق کی آگ اور بھڑک اُٹھی۔ ماں کی محبّت اور مُرشد کے عشق میں کشمکش شروع ہوگئی۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ پہرے دار بٹھلائے۔ راستوں میں کانٹے بچھائے مگر آپ اکثر پیدل ہی مہار شریف کو روانہ ہو جاتے۔ اور راستے کی تمام تکالیف نہایت خوشی سے برداشت کرتے۔ ایک بار میاں غلام حیدر اور میاں عیسیٰ جعفر کے ساتھ مہار شریف کو روانہ ہوگئے۔ راستے میں پاؤں خون سے بھر گئے یہاں تک کہ خود فرماتے ہیں کہ:

"ہردہ ناخن از ہر دو پائے من جدا شد ند"

(پاؤں کے دسوں ناخن انگلیوں سے جدا ہوگئے)

لیکن اس تکلیف کی حالت میں بھی چالیس کوس اور سفر طے کیا۔ سفر میں دو دو تین دن کے فاقے بھی ہوئے لیکن آپ عقیدت و ارادت اور عشق و محبت سے سرشار سب مصیبتیں جھیلتے ہوئے اپنے مُرشد کے قدموں میں حاضر ہوگئے:

آتشِ افتاد بجاں جنبشِ داماں مددے نو بہار است جنوں چاکِ گریباں مددے
وحشتِ صحرا مددے خارِ مغیلاں مددے شب تار است دگر وادیٔ ایمن در پیش

---

[1] تاریخ مشائخِ چشت مؤلفہ پروفیسر خلیق احمد نظامی ص ۶۲۷

Marfat.com

علمی مقام :-

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کا مطالعہ نہایت وسیع اور علمی مقام بہت بلند تھا۔ قرآن، حدیث اور فقہ پر مکمل عبور تھا۔ جب کوئی مسئلہ آپ سے دریافت کیا جاتا تو برجستہ اسناد نقل کر دیتے۔ تصوّف کی تمام مستند کُتب کا عمیق مطالعہ کیا ہوا تھا۔ آپ اپنے خاص خاص شاگردوں اور مریدوں کو جن کتابوں کا خود درس دیتے تھے وہ درج ذیل ہیں :-

آداب الطالبین ۔ عوارف المعارف ۔ فصوص الحکم ۔ احیاء العلوم ۔ فوائد الفواد فتوحات مکیّہ ۔ نقرات ۔ لوائح ۔ عشرہ کاملہ ۔ نقد فصوص ۔ سواء السبیل، تسنیم ۔ نفحات الانس ۔

اتّباعِ شریعت :-

آپ خود کامل اتباعِ شریعت کرتے تھے اور اسی کی تلقین و تاکید بھی فرماتے تھے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ اتباعِ شریعت کے بغیر انسانیت کا کمال دشوار ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ تزکیۂ نفس اور رُوحانی ارتقاء اتباعِ شریعت کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے۔

صاحبِ نافع السالکین لکھتے ہیں کہ آپ کا ارشاد ہے :-

"یک فعلِ غیرمشروع بندہ را از مرتبۂ ولایت بیفگند"

(ایک غیر شرعی فعل بندے کو مرتبۂ ولائت سے نیچے پھینک دیتا ہے)

نیز آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ :

"ہر کہ خواہد کہ مقبول و محبوب حق سبحانہ تعالیٰ گردد باید کہ در متابعتِ شریعت ظاہراً و باطناً کوشش نماید چنانچہ نص دریں باب وارد است

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

(جو شخص چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ کا محبوب ہو جائے اُسے چاہیئے کہ ظاہر و باطن

Marfat.com

میں شریعت کی متابعت کرے چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میرا (یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا) اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔)

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم :-

صاحب تاریخ مشائخ چشت لکھتے ہیں کہ:
"شاہ صاحب رحؒ (حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ) متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیحد زور دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ دین و دنیا دونوں میں کامیابی کا انحصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر ہے۔
بے متابعتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم حصول مقصد ناممکن ہے۔ کمالیت بھی اسی وقت مل سکتی ہے جب زندگی کے ہر شعبہ میں اس اکمل ترین شخصیت کا اتباع ہو اور روح کی کمالیت بھی اس وقت ممکن ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہ گامزن ہو۔ سلوک و معرفت کی راہیں بغیر اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طے نہیں کی جا سکتیں۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" [1]

معمولات :-

آپ اپنے اوقات و معمولات کے بہت پابند تھے۔ مغرب کے بعد ایک پہر ذکر جہر میں مشغول رہتے۔ ذکر سے فراغت کے بعد ہر شخص کو حاضری کی اجازت ہوتی۔ اس سے فراغت ملتی تو رات کا کھانا تناول فرماتے۔ پھر عشاء کی نماز باجماعت

---

[1] تاریخ مشائخ چشت۔ ص ۶۴۵

Marfat.com

پڑھ کر حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ تہجد کے بعد ذکر جہر کرتے۔ اُس وقت گاہے گاہے ایک مخصوص محفل سماع بھی ہوتی جس میں کسی شخص کو بھی حاضری کی اجازت نہیں تھی۔ میاں احمد قوال کچھ سُناتے۔ آپ سنتے۔ نماز فجر سے قبل اپنے تخت پر آرام فرماتے تھے۔ جب اذان ہو جاتی تو مسجد میں تشریف لاتے۔ نماز کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے۔ ایک پہر گزرنے پر مجلس عام شروع ہو جاتی۔ اس کے بعد کھانا تناول فرماتے اور کسی قدر قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے پھر عصر کی نماز تک کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ عصر سے مغرب تک مسجد میں قیام فرماتے۔ سفر ہو یا حضر، معمولات میں فرق نہ آتا تھا۔

استغناء :-

خلافت کے بعد جب آپ نے تونسہ شریف میں رہائش اختیار کی تو یہ حالت تھی کہ رہنے کے لئے مکان نہیں تھا۔ سرکنڈوں کی ایک جھونپڑی تھی جس میں آپ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد جب بڑے بڑے امراء، وزراء، جاگیردار اور نواب قدم بوسی کے لئے حاضر ہونے لگے تو فتوح کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دنیا کی ہر نعمت آپ کے قدموں میں آگئی۔ لیکن ان تمام نعمتوں کے باوجود استغناء کا عجیب عالم تھا۔ نافع السالکین میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ڈیرہ غازی خاں کے نواب نے درویشوں کے اخراجات کے لئے جاگیر پیش کی تو آپ نے فرمایا :

"ہم اس جاگیر کو قبول نہیں کریں گے کہ یہ ہمارے مشائخ کے طریقہ کے خلاف ہے۔"

اُس وقت مجلس میں جو احباب حاضر تھے ان میں سے کسی نے عرض کیا کہ آپ صاحبزادہ گل محمد صاحبؒ کے لئے جاگیر قبول فرمالیں۔ یہ سُنا تو فرمایا :

"صاحبزادہ گل محمد کو بھی اس جاگیر کی حاجت نہیں۔ اگر یہ درویشوں کے جُوتے سیدھے کرتا رہے گا تو اس کی خدمت کے لئے مقربین بطور خدمت گار مقرر ہوں گے۔"

Marfat.com

عجز و انکسار :-

ایک مرتبہ ایک شخص محمد واصل نامی حاضرِ خدمت ہُوا۔ اُس نے عرب و عجم کے رُوحانی و دینی مراکز دیکھے ہوئے تھے۔ جب تونسہ شریف کا نرالا عالم دیکھا تو اُس نے آپ کی بہت تعریف کی۔ آپ نے فرمایا:

"میاں واصل میں تو وہی ہوں جو تونسہ میں گدائی کر کے کھانا کھایا کرتا تھا۔ یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔"

دستگیری:

خاتم سلیمانی میں آپ کی آخری عمر کا ایک واقعہ درج ہے کہ:

"ایک دفعہ آپ حضرت قبلۂ عالمؒ کے عُرس مُبارک میں شرکت کے دوران حضرت بابا تاج سرور چشتیؒ کی درگاہ میں حاضر تھے کہ چند عورتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اُن میں سے ایک عورت نے سوال کیا کہ یا حضرت آپ نے اب تک لاکھوں غلاموں کو مُرید کیا ہے اور جب تک آپ حیات ہیں اور لوگ سلسلہ میں داخل ہوں گے اور آپ کا دستور یہ ہے کہ کسی کو بھی اپنے پاس زیادہ دیر بیٹھنے نہیں دیتے۔ ان میں سے بعض رات کو بیعت ہوتے ہیں اور بعض دن کو اور بیعت کے بعد آپ سب کو جلد رخصت کر دیتے ہیں۔ آپ کا ہر مرید یہ اُمید رکھتا ہے کہ قیامت کے دن آپ اُس کا وسیلہ بنیں گے۔ پس قیامت کے دن اُس ہجومِ خلائق میں آپ اپنے مریدوں کو کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا "تُم نے نہیں دیکھا کہ سات آٹھ چرواہے اپنی اپنی بھیڑوں کو ایک دوسرے کی بھیڑوں کے ساتھ ملا کر چراتے ہیں۔ تمام بھیڑیں ایک رنگ کی ہوتی ہیں۔ ایک ہی طرح کے ان کے چہرے ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی طرح کی عادات ہوتی ہیں مگر رات کی تاریکی میں وہی چرواہے اپنی اپنی بھیڑوں کو پہچان کر ایک دوسرے سے

Marfat.com

علیحدہ کر کے اپنے اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں۔ میں بھی اسی طرح اس دن اپنے مریدوں اور دوستوں کو شناخت کر کے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" ؎۱

مقبولیّت :-

آپ کی مقبولیت کا اندازہ صرف ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے جو تمام تذکروں میں موجود ہے کہ :

"ایک دفعہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو اچانک ہزارہا مخلوق تونسہ شریف میں آپ کے درِ دولت پر جمع ہو گئی۔ اُن سے پوچھا گیا کہ تمہارے آنے اور جمع ہونے کا کیا سبب ہے کہنے لگے کہ ہم نے ایک آوازِ غیبی سُنا ہے کہ جو کوئی آج حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحؒ کی زیارت کرے گا وہ جنتی ہے۔ مخلوق خدا چالیس چالیس پچاس پچاس کوس سے آکر جمع ہو رہی تھی۔ جب آپ نے لوگوں کا شور سُنا تو اپنے خادم خاص محمد اکرم سے پوچھا کہ یہ انبوہ کثیر کس لئے جمع ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ پہلے خود ہی مخلوقِ خدا کو بُلا لیا ہے۔ اب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ لوگ کس لئے آئے ہیں۔ اب براہِ خدا حجرہ سے باہر تشریف لے آئیے تاکہ مخلوقِ خدا زیارت کر سکے۔ پس آپ حجرہ شریف سے نکل کر بنگلہ شریف میں بیٹھ گئے۔ لوگ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل جاتے تھے۔ جب باہر سے آنے والی مخلوق فارغ ہو گئی تو پھر تونسہ شریف اور قرب و جوار کے لوگ بھی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ چونکہ صاحبزادگان مہاروی اور دیگر حضرات بھی موجود تھے وہ سب بھی آئے اور زیارت و قدم بوسی کی۔" ؎۲

؎۱ مناقب المحبوبین ص ۱۶۸

؎۲ مناقب المحبوبین ص ۱۹۵-۱۹۶

Marfat.com

علالت اور وصال :-

صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ :

"میں ۲۱ محرم ۱۲۶۷ھ کو اپنے وطن سے براستہ پاکپتن و چشتیاں شریف سفر کرتا ہوا تونسہ شریف حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح کی خدمت میں پہنچا۔ اس دن سے لے کر وصال تک آپ کی زبانِ مبارک سے ایک شعر روز سنتا تھا، جسے آپ ہر وقت پڑھتے تھے :

آہن کہ بہ پارس آشنا شد
فی الحال صورتِ طلا شُد

اور کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے تھے :-

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغِ مُقبلاں ہرگز نہ میرد

جب ماہِ صفر ۱۲۶۷ھ کا آغاز ہوا تو آپ نے فرمایا "خدا خیر کرے" اس کے بعد آپ کو زکام ہوگیا، جو دن بدن شدّت اختیار کرتا گیا۔ ادویات دی گئیں مگر مرض بڑھتا ہی گیا۔ ایّامِ بیماری میں بھی آپ اوراد و وظائف مقررہ اوقات پر ادا فرماتے رہے۔ جب چھ صفر گزر گیا اور ساتویں رات آگئی تو مرض زیادہ ہوگیا۔ نمازِ عشاء حجرہ میں باجماعت پڑھی اور پھر مراقبہ میں مشغول ہوگئے۔

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رح کے پوتے میاں نظام الدین دہلوی رح بھی موجود تھے۔ صاحبزادہ خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رح بھی آپ کی چارپائی پر پائینتی کی طرف بیٹھے تھے۔ دوسرے چند پیر بھائی بھی حاضر تھے کہ آپ پر حالتِ نزع طاری ہوگئی اور آپ شغلِ پاس انفاس زور زور سے کرنے لگے۔ جب تہجد کا وقت آیا تو آپ نے نمازِ تہجد اشاروں سے ادا کی۔ پھر بیٹھ گئے اور تسبیح نکال کر پڑھنے لگے۔ وظائف سے فارغ ہو کر صاحبزادہ اللہ بخش رح کی طرف دیکھا اور فرمایا "تو کون ہے؟" میاں صالح محمد نے عرض کیا "قبلہ یہ آپ کے صاحبزادہ گل محمد رح کا بیٹا اللہ بخش ہے۔ توجہ کا وقت ہے۔ اپنے پوتے پر کرم فرمائیں" اس وقت صاحبزادہ اللہ بخش رح

Marfat.com

کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے فرمایا" وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" اس کلام کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ بروز جمعرات آپ کا وصال ہوا۔ ان اصحاب نے تاریخ ہائے وصال نکالیں:-

مولوی محمد حسین پشاری

اے دریغا اے دریغا اے دریغ　　گشت پنہاں آفتابے زیر تیغ

مولوی حسین علی فتح پوری

سلیمانِ زماں رحلت چو فرمود　　یکایک در جہاں ظلمت بیفزود
پئے سالِ وصالش ہاتفِ غیب　　بگفت اُو آفتابِ چشتیاں بود

پس ماندگان:

آپ کے تین بیٹے تھے اور ایک بیٹی تھی۔ سب سے بڑے بیٹے خواجہ گل محمدؒ دوسرے خواجہ درویش محمدؒ تیسرے خواجہ عبداللہ معصومؒ۔ تینوں بیٹوں کا وصال آپ کی حیاتِ مبارک میں ہی ہو گیا تھا۔ ان حضرات کے مزارات بڑے قبرستان میں ہیں۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ شب و روز ذکر و اشغال اور یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ اپنے والدِ گرامیؒ کے درویشوں کی خود خدمت کیا کرتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت صاحبؒ کے فقیروں میں سے ہوں۔

سماع سے بڑی رغبت تھی۔ ایک دفعہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے عُرسِ مُبارک پر جناب حافظ شیرازیؒ کے ان اشعار پر آپ کو ایسا وجد ہوا کہ آپ بے ہوش ہو گئے ؎

فاش مے گویم و از گفتۂ خود دل شادم　　بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم
نیست بر لوحِ دلم جز الفِ قامتِ دوست　　چہ کنم حرفِ دگر یاد نداد استادم

خواجہ گُل محمدؒ کا وصال ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۶۰ھ میں ہوا۔ ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ سب سے بڑے لڑکے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ اور دوسرے بیٹے

Marfat.com

حضرت خواجہ خیر محمدؒ تھے۔

سجادگی:۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے وصال کے بعد آپ کے پوتے حضرتِ ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ سجادہ نشین ہوئے۔

ارشادات:

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ بائیس برس کی عمر میں مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور چوراسی برس کی عمر تک تعلیم و تربیت اور تلقین و ارشاد میں مصروف رہے۔ اس مدت میں لاکھوں تشنگانِ معرفت ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی صحبتِ کیمیا اثر سے فیض یاب ہو کر اپنی مراد کو پہنچے۔ آپ نے مختلف مواقع اور مختلف مجالس میں جو ارشادات فرمائے اُن میں چند درج کیے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ: ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں لذت از گفتار خیزد

(۱) فرمایا: شیخ مرید کا مشاطہ ہے۔ جس طرح مشاطہ عروس کو آراستہ کر کے اس کو محبوب کی صحبت کے قابل بناتی ہے۔ اسی طرح شیخِ طریقت مرید کے ظاہر و باطن کو شریعت سے پیراستہ کر کے محبوبِ حقیقی کی صحبت کے لائق بناتا ہے۔

(۲) فرمایا: ایک روز میں نے حضرت قبلۂ عالم مہارویؒ کی خدمت میں یہ شعر پڑھا:۔

کمالِ صنعتِ مشاطہ شاید
کہ روئے زشت را زیبا نماید

Marfat.com

اس پر حضرت خواجہ مہاروی رح نے فرمایا کہ مجھ سے بھی ایک شعر سُنو۔ ؎

مگو کہ پیر شدی تابِ عاشقیت نماند
شرابِ کہنۂ ما مستیِ دگر دارد

(۳) فرمایا: مَیں ایک سال قصبہ ماڑیوالہ میں قبلۂ عالم حضرت خواجۂ مہاروی رح کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوا۔ چند روز کے بعد رخصت حاصل کی۔ رخصت کرتے وقت حضرت خواجۂ مہاروی رح نے اپنے دونوں ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر مجھے جھنجھوڑا اور یہ شعر پڑھا: ؎

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

(۴) فرمایا: سالک کو چاہیئے کہ ہر ایک کا ادب و احترام کرے۔ بالخصوص اپنے پیر بھائیوں کا بہت خیال رکھے۔ میرے حضرت خواجۂ مہاروی رح اپنے شیخ کے مریدوں کا ادب اتنا کرتے تھے جتنا اپنے شیخ کا ادب کرنا چاہیئے۔ اور یہ دولت کسی کسی کو میسّر آتی ہے کیونکہ یہ اپنے شیخ کے ساتھ بے انتہا عشق کا ثمرہ ہے۔

(۵) فرمایا: خاصانِ خدا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام مخلوق سے زیادہ گناہگار سمجھتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ نیک آدمی وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ گناہگار سمجھے۔ اور بُرا آدمی وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے اچھا سمجھے۔

(۶) فرمایا: سالک کو چاہیئے کہ عملیات میں وقت ضائع نہ کرے۔ ایسے مشغلے تو راہِ فقر کے ڈاکو ہیں۔ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے کیونکہ اصل مقصود تو خدا کو یاد کرنا ہے۔

(۷) فرمایا: غرور و تکبّر سے بچو۔ کسی کو حقارت سے نہ دیکھو۔ عجز و انکسار سے زندگی بسر کرو اور اپنے آپ کو سب سے بدتر اور کم تر جانو۔ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رح کی سی انکساری پیدا کرنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ بارش کی کمی محسوس ہوئی۔ نمازِ استسقا

Marfat.com

کے باوجود جب بارانِ رحمت نازل نہ ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ بُرے لوگوں کی شامتِ اعمال سے یہ ہوا ہے۔ جب حضرت بسطامیؒ نے یہ سُنا تو فوراً شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ سب سے بُرا تو میں ہوں اس لئے میں چلا جاتا ہوں۔

(۸) فرمایا: والدین کی خدمت اور فرمانبرداری دل و جان سے کرنی چاہیئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ والدین کعبۃ اللہ کی مانند ہیں۔ جو والدین کو رد کرتا ہے وہ خود کبھی مقبول نہیں ہوتا۔

(۹) فرمایا: امراء سے اجتناب کرو۔ اُن کی صحبت سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ اہلِ دُنیا کی صحبت سے دُور رہے کہ اُن کا قرب جان و ایمان کی ہلاکت ہے۔

(۱۰) فرمایا: بُری صحبت سے بچو۔ اس کے اثرات بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ اور جلدی اثر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو۔ اور اتباعِ شریعت کرو۔ اتباع سے مراد دو چیزیں ہیں۔ جو کچھ اللہ اور اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا ہے اُسے کرنا اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے بچنا۔

(۱۱) فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بغیر حکمت نہیں ہوتا۔ لیکن وہ حکمت کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔ سالک کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر فعل کو عین حکمت سمجھے۔ اگرچہ اس حکمت سے واقف نہ ہو۔ اس پر اعتراض نہ کرے۔ جس نے اعتراض کیا وہ دارین میں مردُود ہو گیا۔ اسی کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک ابدال پرواز میں تھا۔ دریا پر بارش ہو رہی تھی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر حق تعالیٰ زمین پر بارش برساتے تو بہتر تھا تاکہ مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچتا۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ اس ابدال کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اور اس کا درجہ ابدال سلب ہو گیا۔

(۱۲) ایک ہندو جوگی نے سوال کیا کہ یا حضرت فقیری کا مرتبہ بڑا ہے یا شریعت کا۔ فرمایا: شریعت فقیری پر فضیلت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اہلِ شریعت نے فقراء کو سُولی پر لٹکایا ہے کسی فقیر نے اہلِ شرع کو سُولی پر نہیں لٹکایا۔

(۱۳) فرمایا: ہمارے پیرانِ عظّام کے عمل دو رسالوں میں ہیں۔ ایک رسالہ تقسیم اوقات

Marfat.com

عربی میں ہے۔ جو چہل دو نسخہ کے رسائل سے ہے۔ اور حضرت شیخ محمدؒ کی تصنیف ہے۔ دوسرا رسالہ اورادِ نصیریہ ہے۔ جس کے جامع حضرت مولانا نصیر الدین چراغ دہلویؒ ہیں۔ پھر آپ نے خلفاء سے فرمایا: "تم بھی ان کو نقل کر لو۔ ان اوراد کو پڑھو اور ان پر عمل کرو۔"

خلفاء:

صاحب مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ:

"حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے خلفائے کاملین بے شمار تھے جو احاطۂ تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے۔ اس لئے کہ آپ بائیس سال کی عمر میں مشیخت وارشاد کے سجادہ پر رونق افروز ہوئے اور چوراسی سال کی عمر تک مخلوق خدا کو شریعت و طریقت کا راستہ بتاتے رہے۔ اس مدت میں اطراف واکناف سے یعنی افغانستان، ہندوستان، سندھ، عرب، ترکستان، روم اور شام سے مخلوق خدا آتی تھی۔ اور راہِ خدا سیکھ کر واپس اپنے ملک چلی جاتی تھی۔ جب آپ کسی کو لائق ارشاد خیال فرماتے تھے تو اُسے اجازت و خلافت دے کر روانہ کر دیتے تھے۔ بعض کو خفیہ طور پر نعمت عطا کر کے بھیجا کہ اُن کے احوال کی کسی کو خبر نہیں ہے۔

البتہ آپ کے مشہور ترین خلفاء حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ گل محمد تونسویؒ (وصال: ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۶۰ھ)
۲۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ (وصال: ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ)
۳۔ خلیفہ محمد باراں کلاچویؒ (وصال: ۲۸ ربیع الاوّل ۱۲۵۴ھ)
۴۔ حافظ سیّد محمد علی خیر آبادیؒ (وصال: ۱۸ ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ)
۵۔ مولوی محمد علی مکھڈویؒ (وصال: ۲۹ رمضان المبارک ۱۲۵۳ھ)
۶۔ مولوی شمس الدین سیالویؒ (وصال: ۲۴ صفر ۱۳۰۰ھ)
۷۔ مولوی احمد تونسویؒ (وصال: ۱۷ شوّال ۱۲۷۲ھ)
۸۔ صاحبزادہ غلام نصیر الدین عرف میاں کالے صاحبؒ، نبیرہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ (وصال ۱۵ صفر ۱۲۶۲ھ)

Marfat.com

۹۔ صاحبزادہ نور بخش مہارویؒ نبیرہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ
۱۰۔ صاحبزادہ قطب الدین مہارویؒ نبیرہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ
۱۱۔ خواجہ محمود مہارویؒ۔ آپ قاضی محمد عاقلؒ (کوٹ مٹھن شریف) کے مرید و خلیفہ تھے مگر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ سے بھی خلافت و اجازت تھی۔
۱۲۔ خواجہ غلام فرید مہارویؒ۔ آپ حافظ محمد جمال ملتانیؒ کے مرید و خلیفہ تھے مگر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ سے بھی خلافت و اجازت تھی۔
۱۳۔ مولوی سرفراز چشتی فریدیؒ ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ جو حضرت بابا فرالدین گنج شکرؒ کی اولاد سے تھے۔
۱۴۔ سیّد شیر شاہ پاک پتنیؒ، جو حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے خلیفہ مولانا بدرالدین اسحاقؒ کے نبیرہ تھے۔
۱۵۔ حافظ غلام رسولؒ، جو حضرت قبلۂ عالمؒ کے خلیفہ مولانا نور محمد ناروالہ صاحبؒ کے نواسے تھے۔
۱۶۔ حاجی نجم الدین شیخاواٹیؒ، مؤلف مناقب المحبوبین
۱۷۔ مولوی امام الدینؒ، مؤلف نافع السالکین
۱۸۔ مولوی یار محمدؒ، مؤلف منتخب المناقب
۱۹۔ سیّد میاں حسن عسکری دہلویؒ، جو ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔
۲۰۔ مولوی نور جہانیاں بہاولپوریؒ
۲۱۔ مولوی علی محمدؒ، جو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کے امام تھے۔
۲۲۔ مولوی عبدالرحمٰنؒ، جو آپ کے مؤذن تھے۔
۲۳۔ جناب محمد اکرم، جو آپ کے خادم خاص تھے۔[1]

---

[1] ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے احاطہ میں مدفون ہوگئے۔ حالانکہ وہاں خاندانِ عالیہ سلیمانیہ کے افراد ہی مدفون ہوتے ہیں۔

Marfat.com

۲۴۔ جناب غلام رسُول خانؒ ماکو افغان، جو آپ کے خادم خاص تھے۔

۲۵۔ جناب مولوی عبدالشکور خیر آبادیؒ

۲۶۔ جناب سردار خان ولایتیؒ

۲۷۔ جناب حسن شاہ قندھاریؒ

۲۸۔ جناب ولی اللہ خراسانیؒ

۲۹۔ جناب ولی محمد منبر والاؒ

۳۰۔ مولوی محمدؐ حیات دہلویؒ

۳۱۔ میر فضل علی جھجھردیؒ

۳۲۔ مولوی قیام الدّین دہلویؒ

۳۳۔ مولوی شرف الدّینؒ

۳۴۔ شیخ احمد مدنی صاحبؒ

۳۵۔ مولوی نور محمدؐ ملتانیؒ

۳۶۔ حافظ نور الدّینؒ، ساکن نواحی مُہار شریف

۳۷۔ مولوی امام الدّینؒ ساکن لاہور

۳۸۔ جناب نور احمد سندھیؒ

۳۹۔ جناب غلام محمدؐ شیروانیؒ

۴۰۔ سید منان شاہ کابلیؒ

۴۱۔ مولوی عبدالرحمنؒ۔ جو حضرت قبلۂ عالمؒ کے مرید تھے مگر خلافت و اجازت آپ سے تھی۔

۴۲۔ میاں نظام الدّینؒ ساکن بمبئی

۴۳۔ جناب شرف الدّین کُردستانیؒ

ان کے علاوہ حضرت پیر پٹھانؒ، غوث زماں، غریب نواز خواجہ شاہ محمدؐ سلیمان تونسویؒ کے اور بھی بہت سے خلفاء ہر ملک میں موجود تھے۔ نیز خلفاء کے علاوہ آپ کے عام مریدوں میں سے بھی کثیر تعداد ایسے مریدوں کی تھی جو صاحبِ نسبت اور صاحبِ کرامت

Marfat.com

تھے اور کاملین میں شمار ہوتے تھے۔

حرفِ آخر

الغرض حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے اپنے اثر آفرین ارشادات، نظامِ تربیت اور فیضانِ نظر سے اپنی صحبت میں آنے والوں کو اپنے چشمۂ جمال وجلال سے اس قدر فیض یاب کیا کہ سنگھڑ ندی کے کنارے پر بسنے والا یہ چھوٹا سا گاؤں تونسہ جلد ہی تونسہ شریف بن گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بہ سوئے ملکِ سنگھڑ رَو اگر دنیا و دیں خواہی
غلامِ شاہِ تونسہ شَو اگر حق الیقیں خواہی

آپ کے قدوم میمنت لزوم سے یہ غیر معروف علاقہ مرکز علم وعرفان بن گیا۔ جہاں سے لاکھوں اہلِ محبت روحانی تربیت پا کر مختلف ممالک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔ ہر مقام پر چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ کی خانقاہیں قائم ہوگئیں اور چشت اہلِ بہشت کی شمعِ فروزاں کی روشنی سے ایک جہان منوّر ہوگیا۔

بہ زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بوَد
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بُود

آپ کے ملفوظات اور آپ کے حالات میں تصانیف

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے خود کوئی تصنیف نہیں کی۔ مگر اپنی زندگی میں ایسے مریدین و خلفاء ضرور پیدا کئے جنہوں نے آپ کے وصال کے بعد آپ کے ملفوظات مرتب کئے۔ اور آپ کے حالات اور آپ کی تعلیمات پر تصانیف و تالیفات کیں۔ بعض قلمی حالت میں موجود ہیں اور بعض طبع بھی ہوئیں۔ ان میں سے معروف کتابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نام کاتب / مصنف	نام مترجم	تاریخ کتابت / طباعت	زبان	نام کتبخانہ / پبلشر
۱۔	راحت العاشقین	مولوی محمدؒ	-	۱۲۷۵ھ	فارسی	قلمی (مکھڈ شریف)
۲۔	رسالہ در مسائل فقہ	مولوی عبد الغفارؒ	-	-	فارسی	قلمی (تونسہ شریف)
۳۔	ملفوظات خواجہ محمد سلیمانؒ	مولوی غلام حیدر	-	-	فارسی	قلمی (تونسہ شریف)
۴۔	نافع السالکین	مولوی امام الدین	-	۱۲۸۵ھ	فارسی	مطبوعہ لاہور
۵۔	مناقب سلیمانی	غلام محمد جھجری	-	۱۲۸۸ھ	فارسی	مطبع احمدی دہلی
۶۔	مناقب المحبوبین	حاجی نجم الدین سلیمانی	-	۱۳۱۲ھ	فارسی	مطبع محمدی لاہور
۷۔	مناقب سلیمانیہ	حافظ احمد یار	-	-	فارسی	-
۸۔	منتخب المناقب	مولوی محمد یار	-	-	فارسی	حمیدیہ پریس لاہور
۹۔	منظہر سلیمانیہ	غلام فریدی سی ایس	-	-	فارسی	اردو پریس لاہور
۱۰۔	تذکرۃ المشائخ	مولا بخش شیخ ڈونڈوی	-	۱۳۰۴ھ	اُردو	مطبوعہ فیروزپور
۱۱۔	خاتم سلیمانی	مولوی الہ بخش بلیچ	-	۱۳۲۵ھ	اُردو	خادم التعلیم پریس لاہور
۱۲۔	سیرت سلیمانؒ	مولوی صالح محمد تونسوی	-	۱۹۳۵ء	اُردو	فیروز پریس لاہور
۱۳۔	حیات سلیمانؒ	ایم صالح محمد صالح تونسوی	-	۱۹۵۶ء	اُردو	تعلیمی پریس لاہور
۱۴۔	مرآۃ السالکین	(اردو ترجمہ نافع السالکین)	-	-	اُردو ترجمہ	ٹیلی پریس گوجرانوالہ
۱۵۔	حیات سلیمانؒ (طبع ثانی)	ایم صالح محمد صالح تونسوی	-	۱۹۵۶ء	اُردو	چشتیہ دتونسہ کتاب گھر تونسہ شریف
۱۶۔	تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ	اُردو ترجمہ نافع السالکین	صاحبزادہ محمد حسین للہی		اُردو	شاعر ادب لاہور
۱۷۔	مناقب المحبوبین	(اُردو ترجمہ مناقب المحبوبین)	پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی	۱۹۷۷ء	اُردو	اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور
۱۸۔	حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ تونسوی اور ان کے خلفاء	ڈاکٹر محمد حسین للہی	-	۱۹۷۹ء	اُردو	اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور

Marfat.com

خلفاء:

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بے شمار تھے۔ جو احاطہ تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے۔ جیسا کہ مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے:

"بدانکہ آں غوث زماں و محبوب رحمان حضرت خواجہ سلیمان رضی اللہ عنہ را خلفائے کاملین بسیار اند کہ در احاطۂ تحریر و تقریر نیا ند ....بعضے را چناں خفیہ نعمت دادہ فرستادہ اند کہ از حال او کسے را خبر نیست۔"

مناقب المحبوبین میں صرف ۷۶ خلفاء کے اسمائے گرامی دیئے گئے ہیں مگر مندرجہ بالا قول کے مطابق خیال آیا کہ نہ جانے کتنے اور خلفاء ہیں جن کے نام ہمیں معلوم نہیں اور نہ ہی کسی تصنیف میں موجود ہیں۔ اس لئے طے کیا کہ اگر کسی کی جانب سے مصدقہ ثبوت ملے تو اسے شامل فہرست کرنا چاہیئے۔

اس سلسلہ میں میاں عبدالصمد صاحب مہاروی دامت برکاتہٗ نے مجھے ایک خاص فروگزاشت کی طرف توجہ دلائی۔ کہ اس تذکرہ میں مہاروی حضرات میں سے بعض کے نام خلفاء کی فہرست میں درج نہیں ہیں۔ صاحب موصوف نے اپنے مکتوب گرامی میں اس کی وضاحت فرمائی۔ آپ کا مکتوب (صفحہ ۱۱۶- د) شامل کتاب کر رہا ہوں اور اس ترمیم کے ساتھ حضرت میاں غلام نبی صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کاملین میں شامل کرتا ہوں

(مرتّب)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چشتیاں شریف
فرید منزل

دام برکاتہٗ
چشتی صاحب
محترم المقام حضرت افتخار چشتیاں

بعد از سلام مسنون السلام علیکم - مزاج بخیر -

دام ظلہٗ
راوی ۱- حضرت اخی المکرم میاں نور جہانیاں صاحب سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم مہاروی

۲- محترم بزرگ حضرت والد حاجی عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳- خلف پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ مصنف صاحبزادہ محمد حسین صاحب اللہ شہیا

حضرت دادا علیم نبی صاحب، قبلہ عالمؒ کی اولاد سے پہلے شخصیت ہیں جو پیر پٹھان کے مرید اور خلیفہ ہیں
دادا صاحب نے ہی اپنے بھائیوں خواجہ نور محمد صاحب سجادہ نشین و مولانا قطب الدین صاحب و میاں فخر الدین صاحب کو
حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان کی بیعت سے مشرف کروایا۔ جب تینوں حضرات کے والد گرامی حضرت خواجہ محمود صاحب سجادہ
بہت سراہا اور اپنے بھائی دادا علیم نبی صاحب کا اس حرکت کو بہت پسند فرمایا -
دادا علیم نبی صاحب نے چشتیاں شریف قریب درگاہ شریف نزد چلہ دربار شریف جانب مشرق اپنے مرشد پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ کی
تین چار کمرے کچے تعمیر کروائے جہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قیام فرماتے تھے -
بعدہ حضرت شاہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ شیش محل کی تعمیر کے باوجود ان کمروں میں کبھی کبھی رونق بخشتے تھے -

دادا علیم نبی صاحب ——— مرشد خواجہ محمد شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیعت خلافت
دادا عبد الغفور صاحب ——— خلافت شاہ اللہ بخش رحمۃ اللہ
دادا عبد العزیز صاحب ——— مرشد شاہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ بیعت خلافت
والد حاجی عبد الغفور صاحب ——— خلافت خواجہ محمد حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خاکسار درویشاں عبد الصمد ——— مرشد خواجہ محمد حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت
خلافت والد حاجی عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خیر خواہ
عبد الکریم خادم

۳۰ ذیقعد ۱۴۰۷

حضرت پیر پٹھانؒ کے خلفاء کے بقیہ اسمائے مبارک (مناقب المحبوبین کے مطابق)

۴۴۔ مولوی شہسوار صاحبؒ (مہار شریف کے قریب رہتے تھے)

۴۵۔ حاجی بختاور صاحبؒ

۴۶۔ حافظ برخوردار صاحبؒ

۴۷۔ مولوی صالح محمد صاحب تونسویؒ

۴۸۔ میاں عبداللطیف صاحبؒ

۴۹۔ جناب نورِ عالم صاحبؒ (مٹھڈ شریف کے قریب رہتے تھے)

۵۰۔ سیّد فاضل شاہ صاحبؒ کشمیری دگڑھی شریف)

۵۱۔ جناب امیرالدین صاحبؒ کشمیری

۵۲۔ مولوی ابوالحسن صاحبؒ (سکنہ لانگھ)

۵۳۔ جناب تقی محمد صاحبؒ (سکنہ لانگھ)

۵۴۔ مولوی قادربخش صاحبؒ

۵۵۔ مولوی حافظ عظمتؒ (مہار شریف کے قریب رہتے تھے)

۵۶۔ مولوی غلام رسول صاحبؒ (" " " ")

۵۷۔ سیّد فیض اللہ شاہ صاحبؒ

۵۸۔ مولوی نظام الدّین صاحبؒ (لاہور کے قریب رہتے تھے)

۵۹۔ حافظ گوہر صاحبؒ

۶۰۔ میاں دلیل صاحب خانپوریؒ

۶۱۔ مولوی محمد حسین صاحبؒ

۶۲۔ جناب غلام محمد صاحبؒ

۶۳۔ جناب سہجل خان صاحبؒ (سکنہ پنڈی)

۶۴۔ جناب غلام محمد صاحب ملتانیؒ

۶۵۔ مولوی محبوب عالم صاحبؒ

۶۶۔ جناب غلام محمد صاحب رسولپوریؒ

۶۷۔ جناب غلام محمد صاحبؒ بلادل پٹنی

Marfat.com

منقبت

فخر الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از مولوی توحید الحق محو)

دلا خاکِ رہ کوئے سلیمانؒ شو سلیمانؒ شو
اسیر دامِ گیسوئے سلیمانؒ شو سلیمانؒ شو

شہادت گر ہوس داری بیا در تونسہ اقدس
شہید تیغِ ابروئے سلیمانؒ شو سلیمانؒ شو

اگر خواہی کہ مخمور مے وحدت شوی اے دل
حریصِ جامِ خوشبوئے سلیمانؒ شو سلیمانؒ شو

اگر در ہستیٔ فانی بقائے جاوداں خواہی
مریضِ چشمِ جادوئے سلیمانؒ شو سلیمانؒ شو

اگر اسرارِ وحدت را بہ بینِ خویشتن خواہی
بہ وردِ مصحفِ روئے سلیمانؒ شو سلیمانؒ شو

چوں ذاتِ پاکِ اللہ بخشؒ محوِ ذاتِ اللہ ھو
دلا خاکِ رہِ کوئے سلیمانؒ شو سلیمانؒ شو

Marfat.com

قطعۂ تاریخِ وصال

از حاجی نجم الدین سلیمانیؒ مؤلف مناقب المحبوبین

دردا کہ غوث الاعظم راہیِ سوئے جناں شُد
از ہجرِ اُو دو عالم پُر شور و پُر فغاں شُد
از سالِ انتقالش ہاتف مرا بگفتہ
محبوبِ ذاتِ حق بود اندر زمیں نہاں شُد

Marfat.com

دوسرا باب

حضرت ثانی

خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

ذی الحجہ ۱۲۴۱ھ تا ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

کسی نے آپ سے سوال کیا۔ حضرت کیا آپ کے سلسلہ کی پہچان نیلا تہبند ہے؟ فرمایا: "نہیں ہمارے سلسلہ کی پہچان تو پانچ وقت کی نماز باجماعت ہے۔"

○

Marfat.com

پیدائش اور خاندان :

امام التارکین، برہان العاشقین، شہبازِ طریقت، غریب نواز، غوثِ زماں، اعلیٰحضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے حضرت خواجہ گل محمدؒ دوسرے حضرت خواجہ درویش محمدؒ، تیسرے حضرت عبداللہ معصومؒ۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ کی بیعتِ ارادت اعلیٰ حضرت تونسویؒ سے تھی۔ دینی تعلیم آپ نے حافظ حسن صاحب اور مولوی نور احمد صاحب سے حاصل کی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کی تکمیل اپنے والد گرامی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ سے کی اور خلافت حاصل کی۔ خواجہ امام بخش مہارویؒ نے گلشنِ ابرار میں تحریر فرمایا ہے کہ "آپ اسم بامسمیٰ یعنی ایسے پھول تھے جس کی خوشبو سے مشام جان تازہ ہوتا تھا۔ کہ وہ پر آپ کی شفقت تھی اور ہر مسکین و غمگین کیلئے مایۂ تسکین تھے۔ آپ کا وصال ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۶۰ھ کو حضرت غوثِ زماںؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ کے دو بیٹے تھے۔ سب سے بڑے حضرت شاہ اللہ بخشؒ، دوسرے حضرت خواجہ خیر محمدؒ۔ حضرت شاہ اللہ بخشؒ کی ولادت باسعادت ماہ ذوالحجہ ۱۲۴۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خوشخبری حضرت غوثِ زماںؒ کو خانقاہِ قبلہ عالمؒ چشتیاں شریف میں ملی، جہاں آپ اپنے پیرومرشد قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے عرس مبارک میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ نومولود کا نام اللہ بخش رکھا۔

تعلیم و تربیت :

حضرت غوثِ زماںؒ کے حسب الارشاد حضرت شاہ اللہ بخشؒ کی تعلیم کا آغاز مولوی محمد امین صاحب سے کرایا گیا۔ مولوی صاحب سے آپ نے قرآن کریم اور عربی صرف و نحو کی چند کتابیں پڑھیں۔ پھر تفسیر و حدیث پڑھی۔ یہاں تک کہ جملہ

Marfat.com

علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اس کے بعد آپ نے باطنی علوم کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ کے جدِ امجد حضرت غوثِ زمانؒ نے خود سلوک و معرفت کی تعلیم دی۔

بشارت:

آپ ایک دفعہ بچپن میں شدید بیمار ہوگئے کہ بظاہر زندگی کی کوئی اُمید نہ رہی۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ نے سیّد جمال شاہ بیکانیری سے فرمایا کہ وہ استخارہ کریں میاں جمال شاہ حضرت غوثِ زمانؒ کے مریدانِ خاص میں سے تھے۔ انہوں نے جب استخارہ کیا تو دیکھا کہ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ، قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ، حریق المحبّت حضرت بابا فرید الدّین گنج شکرؒ، محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ، محب النّبی حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ اور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ جمع ہیں۔ ان حضرات میں سے ایک ہندوستانی وضع قطع کے بزرگ نے صاحبزادہ اللہ بخشؒ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت غوثِ زمانؒ کے بنگلہ شریف میں لے جا کر اُن کے مصلّہ پہ بٹھا دیا۔ پھر اُن کے سر پر سبز دستار باندھی اور وعظ کہنا شروع کر دیا۔ میاں جمال شاہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب کی حالت ہی میں کسی سے پُوچھا کہ یہ ہندوستانی بزرگ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت مولانا صاحبؒ ہیں جنہوں نے توجہ دے کر صاحبزادہ صاحب کو اس اعلیٰ و ارفع رُوحانی مقام تک پہنچا دیا ہے۔ میاں جمال شاہ صاحب نے صبح کو یہ خواب حضرت خواجہ گل محمدؒ کو سُنایا۔ آپ بہت خوش ہوئے مگر حیران بھی ہوئے۔ کہ میری زندگی میں میرا بیٹا حضرت غوثِ زمانؒ کے مصلّہ پر کیسے بیٹھے گا۔ آخر ایسا ہی ہُوا کہ خواجہ گل محمدؒ کا حضرت غوثِ زمانؒ کی زندگی میں ہی وصال ہوگیا۔ اور حضرت شاہ اللہ بخشؒ حضرت غوثِ زمانؒ کے وصال کے بعد مسندِ سجّادگی و مشیخت پر رونق افروز ہوئے۔

Marfat.com

اجازت:

حضرت غوثِ زمانؒ نے اپنے وصال سے کافی عرصہ قبل حضرت صاحبزادہ شاہ اللہ بخشؒ کو اپنی دلائل الخیرات عطا کی اور فرمایا کہ "اب مجھ سے نہیں پڑھی جاتی۔ میری جانب سے تو پڑھا کر" نیز یہ بھی حکم دیا کہ "مریدوں کے شجروں پر میری جانب سے تو دستخط کیا کر" چنانچہ آپ نے اس حکم کی یہاں تک تعمیل کی کہ حضرت غوث زمانؒ کی زندگی میں بھی شجروں پر آپ حضرت غوث زمانؒ کا نام مبارک ہی لکھتے تھے اور اُن کے وصال کے بعد جب خود سجّادہ نشین ہوگئے تب بھی حضرت غوثِ زمانؒ کا نام ہی لکھتے تھے۔ اپنا نام نہیں لکھتے تھے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

دستار بندی

حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسویؒ کے وصال کے بعد آپ کی رسمِ دستار بندی دسجّادگی ہوئی۔

روزِ سوئم فاتحہ کے بعد آپ کو حضرت غوث زمانؒ کے مصلّہ پر بٹھایا گیا۔ سب سے پہلے حضرت غوثِ زمانؒ کا کلاہ اور پیراہن پہنایا گیا۔ پھر اس کلاہ کے اوپر قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمّد مہارویؒ کا پنبہ دار ٹوپ آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا۔ حضرت میاں غلام نظام الدّین دہلویؒ (ولد میاں غلام نصیر الدّین کالے صاحبؒ ولد میاں غلام قطب الدّینؒ ولد حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ، پیر و مُرشد قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمّد مہارویؒ) نے اپنے دستِ مبارک سے اس کے اوپر سبز دستار باندھی۔ بعد ازاں خادمانِ اجمیر شریف نے حضرت خواجہ بزرگ، غریب نواز خواجہ معین الدّین چشتیؒ کی درگاہ کی دستار آپ کی سر پر باندھی۔ پھر حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کی درگاہ کی دستار اور اس کے بعد حضرت خواجہ نظام الدّین اولیا، محبوبِ الٰہیؒ کی دستار

Marfat.com

باندھی گئی

سجّادگی کے بعد:-

آپ صاجزادگی کے زمانہ میں اعلیٰ پوشاک پہنتے تھے۔ دن رات میں کئی لباس تبدیل کرتے تھے اور قیمتی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے مگر سجّادگی کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ ایک سادہ پیراہن، ایک کلاہ اور ایک نیلا تہبند آپ کا لباس تھا۔ اگرچہ آپ نے نعمت بغیر مجاہدہ کے پائی تھی مگر حصولِ نعمت کے بعد اس طرح مجاہدہ و اشغال میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے کہ اپنے جدِّ امجدؒ کے جملہ معمولات میں ذرہ برابر بھی کم نہیں کرتے تھے۔ اُسی طرح شب و روز اشغالِ باطنی میں مشغول رہتے تھے۔ ہر سال چشتیاں شریف میں حضرت قبلہ عالمؒ کے عُرس مبارک میں صدہا درویشوں کے ساتھ حاضری دیتے تھے اور ہر دُوسرے سال پاکپتن شریف حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے عُرس مبارک میں شریک ہوتے تھے۔ اِن ایّام میں ہزارہا مخلوق آپ سے بیعت ہوتی اور ہدایت پاتی تھی۔

سفرِ ہندوستان:

آپ کے دل میں اپنے مشائخ عظّام کے مزاراتِ مقدّسہ کی زیارتوں کا شوق پیدا ہُوا۔ چنانچہ ۱۲۷۰ھ میں آپ صدہا درویشوں کے ساتھ ہندوستان کے سفر پر روانہ ہُوئے۔ سب سے پہلے چشتیاں شریف حاضر ہوکر حضرت قبلۂ عالمؒ کی زیارت سے مشرّف ہوئے۔ پھر مہار شریف جاکر صاجزادگانِ مہاروی سے ملاقات کی۔ صاجزادہ غلام فخرالدّین مہارویؒ کو اپنے ہمراہ لیا۔ یہاں سے ناگور شریف پہنچے اور حضرت خواجہ حمیدالدین ناگوریؒ کی زیارت سے مشرّف ہوئے۔ وہاں سے روانہ ہوکر ۲۷ یا ۲۸ رجمادی الثانی ۱۲۷۰ھ کو اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ بزرگ غریب نواز خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ کی زیارت سے

Marfat.com

فیض یاب ہوئے یہاں دس روز قیام کیا اور عُرس مبارک کی تقاریب میں شرکت کی ہزاروں افراد آپ کے مُرید ہوئے یہاں تک کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی اولاد اور خادمانِ درگاہ شریف بھی آپ سے جوق در جوق بیعت ہوئے۔

اجمیر شریف سے آپ جے پور آئے یہاں حضرت مولانا ضیاء الدین جے پوریؒ خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ کی خانقاہ میں قیام کیا۔ تین چار روز قیام کے بعد دہلی شریف حاضر ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خانقاہ میں حاضری دی اور وہیں حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ کی زیارت سے مشرّف ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین چراغ دہلویؒ کی درگاہ میں حاضر ہوئے۔ اتنے میں آپ کی آمد کی خبر بادشاہ دہلی تک پہنچ گئی۔ ابو المظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفر ہاتھی پر سوار ہو کر بڑی عقیدت کے ساتھ قدم بوسی کے لئے آیا۔ جب آپ کو شاہ کی آمد کی خبر ملی تو دوسرے راستے سے صحرا کی طرف نکل گئے۔ بادشاہ بےچارا انتظار میں کھڑا رہا۔ آخر لوگ منّت سماجت کر کے واپس لائے تب بادشاہ نے قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔

وہاں سے آپ حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ زیارت سے فراغت کے بعد دہلی تشریف لائے اور حضرت غلام نظام الدّینؒ نبیرہ حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ کے دولت کدہ پر قیام کیا۔ دہلی کی اتنی مخلوق مرید ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی۔ شاہی خاندان کے بے شمار افراد آپ کے مرید ہوئے۔ بادشاہ شہزادوں کے ہمراہ حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ آپ کی خدمت میں ایک ہاتھی اور نقد و جنس کی صورت میں بے شمار قیمتی اشیاء نذر کیں۔ آپ نے ہاتھی حضرت صاحبزادہ نظام الدّین کی نذر کر دیا۔ دہلی میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ واپس وطن کی جانب روانہ ہوئے۔ پہلے مہار شریف و چشتیاں شریف حاضر ہوئے اور پھر وہاں سے بخیر و عافیت تونسہ شریف پہنچ گئے۔

Marfat.com

سفرِ حج :

آپ ۱۲۹۹ھ میں اپنے بہت سے رفقاء کے ساتھ حج مبارک پر روانہ ہوئے۔ اس سفر کے حالات تفصیل کے ساتھ مرآت العاشقین[۱] میں درج ہیں۔ حضرت شاہ شمس الدّین سیالوی[۲] فرماتے ہیں :-

"آپ کو حرمین الشریفین کی زیارت کا شوق تھا۔ لیکن یہ خیال بھی تھا کہ زادِ راہ زیادہ سے زیادہ مہیّا کرنا چاہیئے تاکہ رفقاء آسانی سے یہ سفر کر سکیں اور حرمین الشریفین کے خادموں کی خدمت بھی بطریق احسن ہو سکے پس بتاریخ ۴ جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ بروز جمعرات مطابق ۱۴ پھاگن سمت ۱۹۳۹ آپ مبلغ ساٹھ ہزار روپے، پچیس درویش اور دوسرے ساتھی مثلاً صاحبزادگانِ مہاروی اور دیگر احباب تقریباً دو سو آدمی اپنے ساتھ لے کر ملتان پہنچے۔ چند لوگوں کو وہاں سے رخصت کر کے لاہور میں ایک رات سرائے میاں سلطان میں ٹھہرے اور بعض لوگوں کو وہاں سے رخصت کر کے سہارن پور روانہ ہوئے۔ ایک دن وہاں گزار کر دہلی روانہ ہوئے۔ دہلی میں خواجگانِ کرامؒ کے آستانوں پر سات

۱؎ مرآت العاشقین حضرت خواجہ شاہ شمس الدّین سیالویؒ کے ملفوظات کا فارسی ترجمہ ہے جسے سیّد محمد سعید شاہ صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ پیر گوہر کے نام سے صاحبزادہ غلام نظام الدّین مرولوی نے کیا ہے

۲؎ حضرت شاہ شمس الدّین سیالویؒ، حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسویؒ کے محبوب ترین خلیفہ تھے۔ ۳۶ برس کی عمر میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے سیال شریف میں اپنی خانقاہ قائم کی جہاں بیٹھ کر چشتیہ سلسلہ کی نشر و اشاعت میں آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ۲۴ صفر ۱۳۰۰ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں سے پیر غلام حیدر شاہ جلالپوریؒ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور مولوی معظّم الدّین مرولویؒ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت خواجہ سیالویؒ کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادہ خواجہ محمّد دین سیالویؒ مسند نشین ہوئے۔ اُن کے بعد خواجہ ضیاء الدّین سیالویؒ سجّادہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ اُن کے بعد خواجہ قمر الدّین سیالویؒ سجّادہ نشین ہوئے۔ اُن کے بعد آجکل اُن کے فرزندِ اکبر خواجہ حمید الدّین سیالوی دامت برکاتہٗ سجّادہ نشین ہیں۔

Marfat.com

راتیں گزار کر اجمیر شریف پہنچے۔ اور چار رات وہاں قیام کیا وہاں سے صاحبزادہ خواجہ حافظ محمد موسیٰ رح، صاحبزادگانِ مہاروی رح اور دیگر احباب جو آپ کو وداع کرنے کے لئے آئے تھے۔ واپس روانہ ہوئے۔

وہاں سے اسّی آدمیوں کو ساتھ لے کر احمد آباد روانہ ہوئے۔ دو راتیں وہاں ٹھہرے پھر سترہ دن بمبئی میں قیام کیا۔ وہاں سے اورنگ آباد شریف گئے اور حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رح کے روضۂ مبارک کی زیارت کی۔ دو راتیں یہاں گزار کر اور خواجگان کرامؒ کے آستانوں کی زیارت سے فارغ ہو کر واپس بمبئی آئے۔ مزید آٹھ دن یہاں قیام کیا پھر دُخانی جہاز میں سوار ہو کر بارہ دنوں میں جدّہ شریف پہنچے۔ ایک رات وہاں ٹھہر کر مکّہ شریف کا رُخ کیا۔ ایک مہینہ سترہ دن مکّہ شریف میں قیام کیا۔ پھر جدّہ شریف آئے اور ایک مہینہ ٹھہرے پھر جہاز میں سوار ہو کر بندرگاہ ینبوع کے راستے روانہ ہوئے۔ پانچ دن بحری جہاز اور پانچ دن برّی مسافت طے کرنے کے بعد سولہ رمضان شریف کو رات گیارہ بجے مدینہ منورہ پہنچے اور اُسی وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت سے مشرّف ہوئے دو مہینے اور تین دن وہاں ٹھہر کر ۱۹ ذی قعدہ کو رُخصت ہوئے یکم ذوالحجہ کو مکّہ شریف پہنچے۔ اٹھارویں ذوالحجہ تک مکّہ اور جبل عرفات کے درمیان مناسکِ حج ادا کرتے رہے۔ پھر جدّہ شریف واپس آئے اور سات دن وہاں گزار کر دُخانی جہاز پر سوار ہو کر اٹھارہ دنوں میں بمبئی پہنچے۔ چار دن وہاں ٹھہر کر بذریعہ ریل دہلی کے راستے لاہور پہنچے۔ ایک رات وہاں ٹھہر کر ملتان روانہ ہوئے۔ تین رات ملتان ٹھہرے۔ ۲۷ محرم ۱۳۰۱ھ (۸۔ دسمبر ۱۸۸۳ء) کو واپس تونسہ شریف پہنچ گئے۔[1]

---

[1] پُرگوہر اُردو ترجمہ مرآت العاشقین ص ۲۸۵، ۲۸۶

قطب مدار:

حاجی غلام حسین آپ کی خدمت میں ہمیشہ عرض کیا کرتا تھا کہ یا حضرت میں اس زمانہ کے قطب مدار کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ضرور اُن کی زیارت کرائیں۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش رح فرمایا کرتے تھے کہ جب حج پر چلیں گے تو تمہیں قطب مدار کی زیارت کرادیں گے۔ حاجی غلام حسین نے اس بات کا تذکرہ اپنے دوست اور پیر بھائی احمد علی سے بھی کیا۔ اُس نے کہا جب وہ وقت آئے تو مجھے بھی زیارت کرانا۔ چنانچہ احمد علی راوی ہیں کہ ایّامِ حج میں جب میں اور حاجی غلام حسین مکہ معظمہ کی ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گئے تو دیکھا وہاں دو شخص پہلے سے ہی موجود ہیں۔ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ قطب مدار آج کل یہاں آیا ہوا ہے، چلو اُس کی زیارت کریں۔ یہ کہہ کر وہ دونوں چل دیئے۔ ہم دونوں بھی اُن کے پیچھے پیچھے چل دیئے تاکہ زیارت کرلیں۔ وہ دونوں آدمی سیدھے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش رح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زیارت کی۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ قطبِ مدار تو آپ ہی ہیں۔

حُلیہ مُبارک:

آپ کا چہرۂ مُبارک فراخ، پیشانی کشادہ، آنکھیں بڑی بڑی مگر خوبصورت بینی دراز، داڑھی گھنی، قد درمیانہ اور جسم بھاری بھر کم تھا۔ سر پر قادری ٹوپی پہنتے تھے۔ ایک لمبا کرتا جسم کو ڈھانپے رہتا تھا۔ اکثر نیلا تہبند باندھتے تھے سردیوں میں سرِ مُبارک پر رُوئی دار ٹوپی بھی پہن لیتے اور رُوئی دار قبا بھی استعمال کرلیتے تھے۔

اخلاق:

آپ کا اخلاق بہت اعلیٰ تھا۔ آپ علم و عمل، لُطف و کرم اور زُہد و اتقا

Marfat.com

کا مجسمہ تھے۔ کریم النفس اور خوش اخلاق تھے، خواہ دشمن ہو یا دوست، جو بھی آپ سے ملتا، آپ کے اخلاق کا گہرا نقش دل پہ لے کر اُٹھتا۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ غریبوں اور بے کسوں کی طرف خصوصیت سے توجّہ فرماتے۔ آپ کی نظر میں اہلِ دُنیا کی ذرہ برابر بھی وُقعت و قدر نہ تھی۔ بے حد غریب نواز تھے امیروں اور دُنیا داروں کو بہت حقیر خیال کرتے تھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کے سفر کے دوران راجہ سردار سنگھ والیٔ بیکانیر نے حاضرِ خدمت ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا:

"ما فقیریم، از ملاقاتِ مایاں ترا چہ سود است دریں جا نیائی۔"

ترجمہ: ہم فقیر آدمی ہیں ہماری ملاقات سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ ہمارے پاس نہ آنا۔

معمُولات:

آپ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے۔ سفر و حضر، صحت و بیماری اور خوشی و غم میں ان معمولات میں ناغہ یا فرق نہیں پڑتا تھا۔ شب بھر نوافل و عبادات میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد فجر کی سُنتیں بنگلہ شریف میں پڑھتے۔ کچھ دیر توقف کرنے کے بعد مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت وقت پر ادا کرتے۔ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر روضۂ مبارک میں زیارت کے لئے حاضر ہوتے اور کچھ دیر اندر فاتحہ و دُعا میں مشغول رہتے۔ اس دوران میں صاجزادگان، معتقدین اور زائرین صف بستہ باہر کھڑے رہتے۔ جب آپ زیارت سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے تو یہ سب حضرات زیارت سے مشرّف ہوتے۔ اس کے بعد آپ بنگلہ شریف میں داخل ہو جاتے اور اپنے اوراد و وظائف اور نوافل و عبادات میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ تعمیرات کو ملاحظہ فرماتے۔ پھر دولت سرائے میں تشریف لے جاتے اور مہمانوں کو کھانا تقسیم فرماتے۔ جب سب کو کھانا مل جاتا

Marfat.com

تو خود بھی صاحبزادگان کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔ دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔ پھر نمازِ ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر روضۂ مبارک کی زیارت کرتے ہوئے اپنے بنگلہ شریف میں تشریف لے جاتے اور اپنے جدِّ امجد کے معمول کے مطابق تلاوتِ کلامِ پاک کرتے۔ پھر اہلِ مجلس سے مختلف امور و مسائل پر تبادلۂ خیالات فرماتے اور یہ مجلس عام طور پر نمازِ عصر تک قائم رہتی۔ اس مجلس میں علماء، فقراء، امراء، درویش، کسان، مزدور، ادنیٰ اور اعلیٰ سب موجود ہوتے۔ ان سب سے ہر طرح کی گفتگو کرتے، اکثر فرماتے کہ ہم تو اپنے جدِّ امجد کی طرح موٹی بات کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ اپنی گفتگو کے دوران ایسے ایسے علمی نکات بیان کرتے کہ علماء و فضلاء دنگ رہ جاتے۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد روضہ مبارک میں جاکر ختم شریف پڑھتے۔ اور نوافل و دعا میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں سے فارغ ہو کر اندر تشریف لے جاتے۔ آپ کا یہ معمول بھی تھا کہ بدھ کے دن کبھی سفر کے لئے روانہ نہیں ہوتے تھے۔ الغرض آپ اپنے معمولات میں اعلیٰ حضرت تونسوی رح کا مکمل نمونہ تھے۔

اصلاحی کوششیں :-

آپ نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کی اصلاح و تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی آپ کے ملفوظات میں متعدد واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ طبقۂ علماء کی اصلاح پر خاص زور دیتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ اگر علماء کی اصلاح ہو گئی تو اسلامی معاشرہ خود بخود راہِ راست پر آجائے گا۔ ایک مرتبہ کسی مسئلہ پر مختلف علماء نے مختلف فتوے دیئے اور گروہ بندی کے زیرِ اثر شریعت کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ آپ کے علم میں جب یہ بات آئی تو بھری مجلس میں اُن علماء کی مذمت کی۔ جب قادیانی فرقہ کے بانی نے اپنے عقائد کی ترویج و اشاعت شروع کی اور علماء کو مباحثہ اور مناظرہ کی دعوت دی تو آپ نے اپنی جگہ بیٹھ کر نہایت سختی کے ساتھ ان فتنوں کی تردید کی۔ اور پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کا مذہبی

Marfat.com

احساس و وجدان ان گمراہ کن تحریکوں سے متأثر نہ ہو۔"[۱]

"حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالویؒ کی مجلس میں ایک دفعہ آپ کے اوصاف کا ذکر چھڑا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ باوجود خاندانی عظمت و بزرگی کے عبادت و ریاضت میں سب پر سبقت لے گئے اور قربِ ذاتِ حق حاصل کیا۔ آپ کے فضائل میں تین چیزیں[۲] بہت نمایاں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اُس علاقہ میں عرصۂ دراز سے کسی کو بھی قرآنِ پاک کی قرأت کی صحت کا کوئی خیال نہ تھا۔ آپ نے ایک حافظِ اجل جس نے عرب شریف میں علم تجوید و قرأت قواعد کی پابندی کے ساتھ سیکھا تھا، اپنے ہاں مقرر کیا اور علاقہ کے لوگوں کو قرأت کی تصحیح کی دعوت دی۔ چنانچہ بے شمار لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآنی تعلیم سے بہرہ یاب ہوئے۔ اس سلسلۂ تدریس کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس علاقے میں قرأت کی صحت ہو گئی۔"[۳]

تعمیرات :-

آپ کو تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ یہ تعمیرات اپنی ذات کے لئے نہیں تھیں۔ بلکہ زائرین اور عام مخلوق کے آرام اور سہولت کے لئے تھیں چنانچہ خانقاہ عالیہ سلیمانیہ کی بیشتر عمارات آپ کی تعمیر کردہ ہیں۔ روضۂ مبارک۔ جامع مسجد، حوض۔ گھنٹہ گھر، مہمان سرائے، لنگر خانے، مسافر خانے۔ شیش محل وغیرہ سب آپ کے ہی تعمیر کردہ ہیں۔ جامع مسجد کے دروازہ کے قریب رہٹ والا کنواں بھی تعمیر کروایا جس سے تمام گھروں، لنگر خانوں اور مہمانخانوں کو پانی جاتا

۱۔ تاریخ مشائخ چشت ۔ص ۷۲۲

۲۔ ان تین چیزوں سے مراد ایک تو خدمتِ فنِ قرأت ہے، جس کا ذکر موجود ہے۔ دوسری چیز پاکپتن شریف کی خانقاہ کی خدمت ہے اور تیسری چیز زیارتِ حرمین الشریفین ہے

۳۔ پیر گوہر اُردو ترجمہ مرأت العاشقین ۔ص ۲۸۴

Marfat.com

تھا۔ بلکہ شہر کے لوگ بھی اسی میٹھے پانی کے کنوئیں سے پانی بھر بھر لے جاتے تھے۔ مسجد کے جنوبی کونہ پر ایک گھنٹہ گھر تعمیر کرایا جس میں ہر پندرہ منٹ پر گھنٹی بجتی ہے اور پھر پورے گھنٹے کے بعد بڑی گونج دار آواز میں گھنٹہ کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔

روضۂ مبارک کی عمارت بھی قابلِ دید ہے۔ گنبد بھی سنگِ مرمر کا ہے۔ اور روضہ کے اندر مزار مبارک کے اوپر بارہ دری بھی سنگِ مرمر کی ہے جس پر خوبصورت سنہری نقاشی ہے۔ فرش بھی بیش قیمت سنگِ مرمر کا ہے۔ لنگر خانے اور مہمانخانے بھی ایسے طرز پر تعمیر کرائے جہاں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مہمان قیام کر سکیں۔ ان تمام تعمیرات کے نقشے، ان کے ڈیزائن اور خاکے آپ کے صناع ذہن کی تخلیق تھے۔ یہ تمام عمارات آپ کے ذوقِ فنِ تعمیر کا زندہ ثبوت ہیں۔ تونسہ شریف کے علاوہ آپ نے چشتیان شریف کی خانقاہ میں بھی عمارات تعمیر کرائیں نیز پاکپتن شریف میں مسجد اور برج نظامی کی شکستہ عمارات کی تعمیرِ نو کی سعادت بھی آپ ہی کو حاصل ہوئی۔

تونسہ شریف کی تعمیرات کے سلسلہ میں فارکس نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا:

> "حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش رحؒ میں انتظام و تعمیر کے کام کی بڑی لیاقت تھی۔ انہوں نے لنگر خانے، سرائے و مکانات وغیرہ بنالئے۔ جب ان کے دادا رحؒ کے پرانے خلفاء کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے کچے مکانات کو گرا دیا اور فراخ آستانے درگاہ و مسجد میں بنائے اور ان کے اردگرد پختہ اینٹوں کے مدرسے اور درویشوں اور مولویوں کی رہائش کے مکانات بنائے۔"

ان عمارات میں زیادہ مساجد، مدرسے، کنوئیں اور سرائیں تھیں اور ان کی تعمیر سے خواجہ صاحب (حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش رحؒ) کا مقصد منسلکین خانوادہ اور دیگر زائرین کی سہولت کا سامان مہیا کرنا تھا۔[1]

---

[1] تاریخ مشائخ چشت ص ۷۲۰

Marfat.com

محاسن :-

"خواجہ شاہ شمس الدین سیالوی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت خواجہ تونسوی کے وصال کے بعد اکثر خیر خواہ لوگ متفکر ہوتے کہ درویشوں کے نان نفقے کا کام، اہلِ خانوادہ کا کاروبار، لنگر کا کام اور مریدوں کی حاجت براری کا تمام نظام کس طرح چلے گا لیکن حضرت اللہ بخش نے اعلیٰ حضرت تونسوی کی توجہ سے ہر طرف مناسب توجہ دی اور کوئی بھی انتظامی مد ایسی نہ رہ گئی تھی جس میں مزید کسی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی۔ اعلیٰ حضرت تونسوی کے زمانے میں مکان کچے تھے۔ آپ نے تمام مکانات از سرِ نو پختہ تعمیر کرائے۔ آستانہ مبارک پر رہنے والے لوگوں کی مکمل دیکھ بھال کی اور مریدوں میں فیض رسانی کا وہی طریقہ اختیار کیا جو اعلیٰ حضرت تونسوی کا تھا۔ پس اب ہم گہرا مشاہدہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت خواجہ تونسوی کا دوبارہ ظہور ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔ ماضی کے سجادہ نشینوں میں اس طرح کے سجادہ نشین دیکھنے میں نہیں آتے۔"[1]

حاجی نجم الدین مؤلف مناقب المحبوبین کا بیان ہے کہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے وصال کے بعد ایک دفعہ میں تونسہ شریف آ رہا تھا۔ میں نے راستہ میں ملتان میں حافظ جمال الدین ملتانی (خلیفہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی) کی خانقاہ میں قیام کیا۔ وہاں میری ملاقات عمر خان افغان سے ہوئی جو ایک صالح اور درویش صفت پیر بھائی تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث زماں صاحبزادہ اللہ بخش کو اپنے جسم مبارک سے لپٹا رہے ہیں اور ان کا قد لمبا ہو رہا ہے نیز اپنا دہن مبارک صاحبزادہ اللہ بخش کے دہن مبارک کے پاس لے جا کر اپنا سانس ان کے دہن مبارک میں داخل کر رہے ہیں۔ میں پاس کھڑا تھا حضرت غوث زماں میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہی نَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ ہے۔

---

[1] پیو گوہر اُردو ترجمہ مرآت العاشقین ص ۲۸۶

Marfat.com

ارشادات :-

(۱)

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کے مریدوں میں سے ایک متقی و صالح درویش میاں حبیب یوسف زئی تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرتؒ کے وصال کے بعد مجھے خیال آیا کہ افسوس میں نے اپنے پیرو مُرشد سے اذکار، اشغال اور مراقبہ کے طریق نہیں سیکھے اور نہ ہی اجازت لی۔ حضرت شاہ اللہ بخشؒ سے پُوچھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ایک دن اعلیٰ حضرت تونسویؒ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر میں نے اجازت کے لئے عرض کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ اعلیٰ حضرت تونسویؒ تشریف فرما ہیں۔ اور قریب ہی حضرت شاہ اللہ بخشؒ بھی موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت تونسویؒ نے فرمایا: "اے حبیب تُو ہمیں مُردہ جانتا ہے یہ تو صرف پردۂ شریعت ہے۔" پھر میرا ہاتھ پکڑا اور حضرت شاہ اللہ بخشؒ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا: "یہ نہ خیال کرنا کہ انہیں خالی رکھا ہے انہیں اپنی جگہ اپنی نعمت عطا کر کے مقرّر کیا ہے۔ اس لئے اب جو کچھ پُوچھنا ہو۔ اُن سے پُوچھ لیا کرو۔ میں اور یہ ایک ہیں۔"

(۲)

ایک دفعہ سخت قحط سالی تھی۔ علاقہ کے لوگ سخت پریشان تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت دُعا فرمائیے خدا ہمارے قصور معاف کر دے۔ لوگ خشک سالی سے جاں بلب ہیں اور ساتھ ہی اُس نے یہ شعر پڑھا:

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لُطف فرما کہ زحد مے گزرد تشنہ لبی

(ترجمہ۔ ہم سب پیاسے ہیں اور تُو آبِ حیات ہے اب رحم فرما کہ ہماری پیاس حد سے گزر رہی ہے)

حضرت شاہ اللہ بخشؒ نے فرمایا تم لوگ اسّی لاکھ دفعہ درود شریف پڑھو۔ دوسرے جمعہ تک وہ شخص آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم نے ایک کروڑ دفعہ دُرود شریف پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔ اب ہم اپنے اللہ سے لینے والے ہیں۔ پس دوسرے دن ہی

Marfat.com

نالہ میں اس قدر پانی آیا کہ سارا علاقہ سیراب ہوگیا۔

(۳)

مولوی دُر محمد سوکڑی کہتے ہیں کہ ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہُوا کہ ہم غریب لوگ کئی کئی کوس کے فاصلہ سے حضرت ثانی صاحبؒ کی زیارت و قدمبوسی کے لیے آتے ہیں۔ آپ عالی مرتبہ کو ہمارے حال کی کیا خبر ہوگی کہ کون کون آیا۔ بھلا شاہ کو گدا سے کیا کام۔ جب آپ کی پاک محفل میں کچھ عرصہ بیٹھ کر میں رخصت ہونے لگا تو حضرت ثانی صاحبؒ نے فرمایا "اے دُر محمد ہم بے پرواہ نہیں ہیں اپنے سچّے مریدوں کو ہم بھی دل سے عزیز رکھتے ہیں" یہ سُن کر میرے دل میں حضرت ثانی صاحبؒ کی بزرگی و کرامی کا اعتقاد و یقین پہلے سے بہت زیادہ ہوگیا۔

علالت و وصال :-

جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ میں آپ کو معمولی بخار ہوا مگر کمزوری بہت ہوگئی کہ آپ میں مسجد تک جانے کی ہمّت نہ رہی۔ بہت علاج کیا۔ مگر طبیعت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔ آخر آپ نے اپنے دونوں بیٹوں خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ اور خواجہ حافظ محمودؒ کو بلایا اور کچھ وصیتیں کیں۔ جمعہ کے دن مرض نے شدّت اختیار کر لی۔ اور نقاہت حد سے زیادہ ہوگئی۔ آپ متواتر کلمہ شریف اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے رہے جس کی آواز دُور دُور تک جاتی تھی۔ ۲۹ جمادی الاول کی رات حالت زیادہ خراب ہوگئی۔ آخرِ شب آپ نے وقت پر نمازِ تہجّد اشاروں سے ادا کی۔ پھر نمازِ فجر کے واسطے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد جب دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو جان جان آفریں کے سپُرد کر دی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ بروز ہفتہ بوقت نماز فجر آپ کا وصال ہوا۔ یہ خبر بجلی کی طرح دُور و نزدیک پھیل گئی۔ نمازِ جنازہ میں ہزارہا لوگوں نے شرکت کی۔ آپ کو روضہ مبارک کے اندر آپ کے فرزند حافظ احمدؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کا مادۂ تاریخ وصال یہ ہے :-

Marfat.com

چراغِ جہاں بُجھ گیا ہے

۱۳۱۹ھ

اولاد :-

آپ کے تین فرزند تھے۔ سب سے بڑے خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ۔ دوسرے خواجہ حافظ احمدؒ۔ تیسرے خواجہ حافظ محمودؒ۔ صاحبزادہ خواجہ حافظ احمدؒ کا عین شباب میں وصال ہو گیا تھا۔ مرحوم حافظِ قرآن تھے۔ بہت سخی تھے۔ شکل و صورت میں یوسفِ ثانی تھے۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ پر ان کے وصال کا اس قدر صدمہ تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "احمدؒ نے مجھے جینے کا نہیں چھوڑا۔" باقی دونوں صاحبزادگان میں سے آپ کے وصال کے بعد بڑے صاحبزادہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ مسند نشین ہوئے۔

سجادگی :-

تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حسبِ دستور ختم قُل کے دن خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کی دستار بندی ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد یوسف مہاروئیؒ سجادہ نشین خانقاہِ قبلہ عالمؒ نے روضۂ مبارک کے اندر اعلیٰ حضرتؒ کے مزارِ مبارک کے قریب کھڑے ہو کر دستارِ مبارک باندھی اور آپ سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔

خلفاء :-

حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ کے بے شمار خلفاء اور مریدانِ مجاز تھے جن میں چند خلفاء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :-

۱۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ

۲۔ حضرت خواجہ محمود تونسویؒ

۳۔ حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فخری فریدی سلیمی دہلویؒ نبیرہ حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ۔

Marfat.com

۴۔ سید احمد شاہ عرف کمبل پوش دہلویؒ خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ۔

۵۔ خواجہ امیر احمد بسالویؒ بسال شریف ضلع کیمبل پور۔

۶۔ میاں حافظ حبیب اللہؒ عرف حافظ بولا المعروف پیر وٹوؒ بستی حافظ جیب اللہ ضلع ساہیوال۔ آجکل یہاں حافظ صاحبؒ کے نبیرہ حاجی شیر محمد صاحبؒ سجادہ نشین ہیں۔ حاجی شیر محمد صاحب کو خواجہ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ سے خلافت واجازت حاصل ہے۔

۷۔ مولوی احمد خاں میرویؒ میرا شریف۔

۸۔ مولوی احمد خاں بسالویؒ بسال شریف ضلع کیمبلپور۔

۹۔ خلیفہ غلام حسن خانؒ۔ لدھانہ (انڈیا)۔

۱۰۔ مولوی شرف الدین فیروزپوریؒ۔

۱۱۔ مولوی جان محمدؒ علاقہ پاک پتن شریف۔

جن دنوں میں آفتابِ چشتیاں ترتیب دے رہا تھا تو میں نے حضرت خواجہ دلنوازؒ سے حضرتِ ثانی صاحبؒ کے خلفاء کے نام پوچھے تھے۔ آپ نے مذکورہ بالا گیارہ خلفاء کے اسمائے گرامی تحریر فرمائے تھے۔

ڈاکٹر محمد حسین صاحب للّٰہی نے اپنی تصنیف حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ اور اُن کے خلفاء کے صفحہ ۲۷۱ پر حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ کے مندرجہ ذیل خلفاء کے نام تحریر کیے ہیں:

(۱) خواجہ احمد میرویؒ (۲) مولانا غلام محی الدین مکھڈیؒ

(۳) خواجہ محمد الدین سیالویؒ (۴) مولانا ناصر الدین للّٰہی

میں نے حضرتِ ثانی صاحبؒ کے خلفاء کے سلسلہ میں ایک خط حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں تحریر کیا تھا۔ آپ نے جواباً جو گرامی نامہ ارسال فرمایا اس کی عکسی نقل شامل کی جا رہی ہے۔

Marfat.com

غلام فخر الدین

سیال شریف سرگودھا

۷۸۶
۹۲
۳۱۳

بآں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

نمبر .... تاریخ 9/11/85

۲۵ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۵ھ

محترمی جناب چشتی صاحب زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ ۔ مزاج گرامی! ۔ خط بالا عنایت نامہ پہنچا ۔ لفافے کے اوپر اس فقیر کا نام تھا اور اندر سجادہ نشین صاحب کے نام پر تھا جو ملاحظہ کیلئے بعینہٖ ارسال خدمت ہے ۔ اب پتہ نہیں کہ اس کی تعمیل کس نے کرنی ہے ۔ البتہ ایک تعمیل تو یہ فقیر کر دیتا ہے کہ حضرت کریم خواجہ شاہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند خلفاء، جو صاحب تحفۃ الابرار حضرت مرزا نواب بیگ دہلوی نے لکھے ہیں درج ذیل ہیں ۔

(۱) حضرت خواجہ محمد یوسف صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف
(۲) مولوی احمد خان صاحب بختیاری
(۳) صوفی الہداد صاحب ساکن شیخ فاضل ضلع منٹگمری
(۴) صاحبزادہ غلام صدیق صاحب بہاروی
(۵) میاں عبد الحمید صاحب قریشی قرولوی
(۶) مولانا اخوند عماد الدین غزنوی
(۷) مولوی شرف الدین صاحب فیروز پوری
(۸) مولوی محمد دین صاحب سیالوی ضلع شاہ پور
(۹) شاہ عبد الصمد صاحب دہلوی
(۱۰) مولوی غلام حسن خان صاحب ٹوہانی ضلع حصار
(۱۱) میر حیات علی صاحب خلف میر فضل علی صاحب ساکن ~~جھجر~~ ضلع رہتک
(۱۲) مولوی عبد اللہ شاہ صاحب ساکن گڑھی (برادر زادہ پیر فاضل شاہ) ضلع مراد آباد

نیازمند غلام فخر الدین سیالوی

Marfat.com

پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی نے اپنی تالیف مشائخ چشت جلد پنجم مطبوعہ ۱۹۸۴ء کے صفحہ ۴۴۱ - ۴۴۲ پر حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی کے خلفاء کا یوں ذکر کیا ہے:

"خواجہ اللہ بخش کے خلفاء میں مندرجہ ذیل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:۔ (ص ۴۴۱)

۱۔ حافظ محمد موسیٰ
۲۔ حافظ محمود
۳۔ شاہ محمد عبد الصمد فخری دہلوی
۴۔ سید احمد شاہ عرف کمبل پوش دہلوی
۵۔ امیر احمد بسالوی
۶۔ میاں حافظ حبیب اللہ عرف حافظ بولا
۷۔ مولوی احمد خاں میروی
۸۔ مولوی شرف الدین فیروزپوری
۹۔ خلیفہ غلام حسن خاں
۱۰۔ مولوی جان محمد

خواجہ اللہ بخش تونسوی کے خلفاء میں خواجہ محمد اکبر بصیرپوری بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ (ص ۴۴۲)

بصیرپور شریف کے موجودہ سجادہ نشین صاحب نے بھی اس سلسلہ میں ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس کا عکس اگلے صفحہ پر دیا جا رہا ہے۔

آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ عطا اللہ صاحب تونسوی دامت برکاتہ نے بھی اس کی تصدیق فرمائی ہے۔

Marfat.com

درگاہ عالیہ سلطان الاولیاء
حضرت خواجہ محمد اکبر غریب نواز
بصیرپور شریف ضلع اوکاڑہ پنجاب پاکستان

تاریخ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
۹۲

DARGAH-E-ALIAH SULTAN-UL-AULIYA
HAZRAT KHAWAJA
MUHAMMAD AKBAR
GHARIB NAWAZ
BASIRPUR SHARIF Distt. OKARA
PUNJAB (PAKISTAN)

حوالہ نمبر ____

مکرمی و محترمی جناب پروفیسر چشتی صاحب۔ زید مجدہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج گرامی بخیر ہوں، خیریت ہے
برادر مستقیم ہے اور مندرجہ ذیل بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت بصیرپوری
حضور خواجہ محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سعد اللہ صاحب بصیرپوری
رحمۃ اللہ علیہ حضرت کریم خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکمل خلفاء
میں سے تھے اور حضرت کریم تونسوی ہر دو حضرات بصیرپوری پر صد درجہ مہربان تھے

والسلام مع الاکرام
احقر العباد
فقیر محمد طیب اللہ سجادہ نشین آستانہ
عالیہ بصیرپور شریف

Marfat.com

تیسرا باب

حضرتِ موسن

خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۹ھ تا ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

آپ طہارت و پاکیزگی میں بہت زیادہ محتاط تھے۔ یہاں تک کہ رفعِ حاجت کے لئے الگ تہبند تھا۔ اور نماز کے لئے الگ۔

رمضان المبارک میں جب نمازِ تراویح میں قرآنِ پاک سُناتے تھے تو ہر رات غسل کر کے نئے کپڑے پہنتے تھے۔ حضرت ثانی خواجہ شاہ اللہ بخشؒ فرمایا کرتے تھے کہ

"نماز تو بس موسن کی نماز ہے۔"

Marfat.com

ولادت اور تعلیم و تربیت

حضرت خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰ تونسویؒ کی ولادت باسعادت ۱۹ ربیع الاوّل ۱۲۶۹ھ کو ہوئی۔ ایام طفولیت میں اپنی والدہ محترمہؒ کے قدموں میں جنتی بننے کی تربیت حاصل کی۔ آپ کی والدۂ محترمہؒ حضرت خواجہ شاہ محمدؒ سلیمانؒ سے بیعت ارادت رکھتی تھیں۔ بہت عابدہ، زاہدہ اور صالحہ خاتون تھیں۔ اپنے پیرومرشد سے انتہائی عقیدت رکھتی تھیں۔ انہوں نے طویل زندگی پائی۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ شاہ محمدؒ سلیمانؒ اور حضرت خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰؒ کے وصال کے حادثات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

حضرت خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰؒ کی عمر جب چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی۔ تو حسب دستور خاندان آپ نے تعلیم کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے مولوی اللہ بخشؒ صاحب سے قرآن پاک پڑھا۔ پھر محمدؒ صدیق صاحب کے پاس حفظ کیا۔ حفظ کے بعد آپ مولوی خدا بخشؒ صاحب جراح کے حلقۂ درس میں داخل ہو گئے۔ جہاں آپ نے جملہ علوم نقلی و عقلی حاصل کئے۔ علوم ظاہری کے حصول کے بعد آپ مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ اپنے والدِ گرامی حضرتِ ثانی خواجہ شاہ اللہ بخشؒ تونسویؒ کی صحبت کیمیا اثر میں درجۂ تکمیل تک پہنچے۔

خلافت:-

آپ کی عمر مبارک تیس برس کے قریب تھی کہ آپ کے والدِ گرامی حضرتِ ثانیؒ جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ میں سفر حج پر روانہ ہوئے حضرت خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰؒ اور حضرت خواجہ محمودؒ کو حضرتِ ثانیؒ نے اپنے ہمراہ لیا۔ سفر کی مختلف منازل طے کرتے ہوئے جب اجمیر شریف پہنچے تو حضرتِ ثانیؒ خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰؒ کو خواجہ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے روضہ شریف کے اندر

Marfat.com

لے گئے۔ اپنی نیابت کی دستارِ مبارک آپ کے سر پہ باندھی اور خلافت دے کر بیعتِ عام کی اجازت عطا فرمائی۔ نیز حکم دیا کہ تونسہ شریف واپس جا کر اپنے فرائض خلافت و نیابت میں مصروف ہو جائیں۔ حضرت خواجہ محمودؒ کو حضرت ثانیؒ اپنے ساتھ حج پہ لے گئے۔

منقول ہے کہ دورانِ سفر بحری جہاز سخت طوفان میں گھر گیا۔ جب زندگی سے ناامیدی ہو گئی تو حضرت ثانیؒ نے حضرت خواجہ محمودؒ سے فرمایا کہ کوئی ہے جو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی اس مُہر مبارک کو جو میری گردن میں لٹک رہی ہے، موسن (خواجہ محمد موسیٰؒ) تک پہنچا دے۔ خواجہ محمودؒ نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں۔ کہ کون اس طوفان میں غرق ہونے سے بچ جائے گا۔ یہ مہر شریف اس کے سپرد کر دیں تاکہ وہ موسن تک پہنچا دے۔ انہوں نے جب یہ جواب سُنا تو فرمایا۔ "خیر تاں اساں اجے تھاں مَردے کیوں جے ایہہ مہر شریف مُوسن کوں پونچنا ہے۔" اللہ کی شان کہ چند لمحوں میں طوفان تھم گیا اور جہاز صحیح و سلامت کنارے پر لگ گیا۔

اِنتقالِ نعمت و سجادگی :-

حضرتِ ثانیؒ خواجہ شاہ اللہ بخشؒ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ میں بیمار ہوئے۔ بیماری دن بدن طُول پکڑتی گئی۔ اِن ایّام میں حضرت ثانیؒ آپ کو اپنے سینۂ مبارک سے چمٹاتے، آپ کے کان میں سرگوشیاں کرتے، بار بار آپ کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے، توجہ باطنی فرماتے اور مختلف اسرار و رموز منتقل فرماتے۔ ایک دن اپنی دلائل الخیرات، تسبیح مبارک اور اوراد و وظائف بھی عطا فرمائے اور پھر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی عطا کردہ خاص مہر شریف بھی اپنے دست مبارک سے آپ کے گلے میں ڈال دی اور یوں جملہ نعمت ہائے باطنی آپ کی طرف منتقل فرما دیں۔

حضرتِ ثانیؒ کا وصال ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ کو ہُوا۔ تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حسبِ دستورِ خاندان سوئم کے دِن حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کی

Marfat.com

دستار بندی ہوئی۔ حضرت خواجہ حافظ محمد یوسف مہاروی سجادہ نشین چشتیاں شریف نے روضۂ مبارک کے اندر اعلیٰ حضرت رح کے مزارِ مبارک کے قریب کھڑے ہو کر دستارِ مبارک باندھی اور یوں آپ سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کا دورِ خلافت بہت مختصر ہے۔ مگر اس قلیل مدت میں آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی یاد تازہ کر دی۔

معمولات :-

آپ اپنے آباو اجداد اور مشائخ عظّام کا بہت زیادہ اتّباع کرتے تھے۔ ان کے قدم بہ قدم رکھتے تھے۔ اور ان کے معمولات میں سے کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے۔ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے۔ علی الصبح نمازِ فجر کے لیے وضو کرنے کے بعد سب سے پہلے روضہ شریف میں حاضر ہوتے۔ پھر اپنی جگہ پر فجر کی سنّتیں پڑھتے۔ حضرتِ ثانی رح کی حیاتِ مبارکہ میں یہ معمول تھا کہ فجر کی سُنّتوں کے بعد اعلیٰ حضرت رح کے بنگلہ شریف میں آ کر حضرت ثانی رح کے انتظار میں کھڑے ہو جاتے۔ جب حضرت ثانی رح نمازِ فجر کے لئے تشریف لاتے، تو ان کے ہمراہ مسجد میں آ کر نماز با جماعت ادا کرتے۔ آپ عام طور پر پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑے ہوتے اور تکبیرِ اُولیٰ کبھی فوت نہ کرتے۔ نمازِ فجر کے بعد ایک دفعہ دُعا کر کے کلمۂ طیّبہ و تمجید اور کلمۂ شہادت کا بلند آواز سے تادیر ذکر کرتے۔ ذکر کے بعد دو دفعہ دُعا کرتے۔ یعنی نماز کے بعد تین بار دُعا کرتے۔

نمازِ فجر سے فراغت کے بعد مسجد سے نکل کر اس دروازہ پر آتے جو گھنٹہ گھر کے نیچے ہے۔ اسے بوسہ دیتے۔ حضرتِ ثانی رح کی زندگی میں یہ دستور تھا۔ کہ جب حضرتِ ثانی رح نمازِ فجر کے بعد روضہ شریف کے اندر جاتے تو آپ ادب کی وجہ سے اندر حاضر نہ ہوتے بلکہ باہر کھڑے رہتے۔ حضرتِ ثانی رح کے وصال کے بعد نمازِ فجر کے بعد روضہ شریف کے اندر حاضری دیتے۔ اس کے بعد موسم گرما ہو تو باہر حضرت ثانی رح کے سجادہ پر بیٹھ کر اوراد پڑھتے۔ اس وقت ہر شخص کو قدم بوسی کی اجازت ہوتی۔ اوراد کے بعد شیخ غلام رسول صاحب حاضر ہوتے اور تصوّف کی کسی کتاب سے دو تین ورق پڑھتے۔ آپ اور جملہ حاضرین بغور سُنتے۔

Marfat.com

اس کے بعد آپ روضہ شریف میں حاضر ہوتے پھر باہر آکر مجلس قائم کرتے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد اپنی والدہ محترمہؒ کی زیارت کے لئے جاتے۔ پھر قیلولہ فرماتے۔ بیدار ہوکر تازہ وضو کرتے اور سنتیں پڑھ کر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز باجماعت سے فراغت کے بعد بنگلہ شریف میں حضرت ثانیؒ کے سجادہ پر رونق افروز ہوتے۔ اور تلاوت و تسبیح میں مشغول ہو جاتے۔ تلاوت کے بعد تین دفعہ دعا مانگتے۔ تلاوت سے فراغت کے بعد اگر مہاروی حضرات میں سے کوئی صاحب تونسہ شریف میں موجود ہوتے تو ان کے ڈیرہ پر حاضری دیتے۔ وہاں سے اُٹھ کر پھر اپنی والدہ محترمہؒ کی زیارت کے لئے جاتے۔ وہاں سے فارغ ہوکر چینی مسجد میں آکر مجلس قائم کرتے اور عصر تک یہیں قیام کرتے۔ کبھی کبھی اس وقت تعمیرات بھی دیکھنے چلے جاتے۔

نمازِ عصر مسجد میں باجماعت پڑھنے کے بعد روضہ شریف میں حاضری دیتے۔ پھر روضہ شریف کے سامنے مصلّٰہ پر رونق افروز ہوجاتے۔ اُس وقت ہاتھ میں تسبیح ہوتی۔ کلام کم کرتے۔ مغرب تک یہیں قیام فرماتے۔ پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ پہلے ختمِ خواجگان پڑھتے۔ نماز مغرب باجماعت ادا کرتے۔ نوافل بھی مسجد میں ہی پڑھتے۔ بعد ازاں روضہ شریف کے دروازہ کو بوسہ دے کر مشرقی جالی کی طرف حاضر ہوکر وہاں کچھ دیر کھڑے رہتے۔ یہاں سے فارغ ہوکر اپنی والدۂ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔

والدۂ محترمہؒ کی حاضری کے بعد اگر سردیاں ہوتیں تو حجرۂ آتشیں میں اور اگر گرمیاں ہوتیں تو چینی مسجد میں مجلس قائم کرتے۔ اُس وقت سب خدّام اور کارکن جمع ہوجاتے۔ ان سے کام کاج اور حساب کتاب کے بارے میں پوچھتے۔ پھر رات کے کھانے کے لئے اندرون خانہ تشریف لے جاتے۔ واپس آکر اپنی جگہ پر ذرا آرام کرتے۔ پھر تازہ وضو کرکے عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لاتے۔ نماز سے فارغ ہوکر روضہ شریف میں حاضری دیتے۔ اندر جاتے ہی دروازہ بند کر لیتے اور چند لمحے اندر ٹھہرتے۔ وہاں سے فارغ ہوکر موسم کے مطابق مصلّٰہ پر رونق افروز ہوتے اس وقت اپنے دوکانداروں سے آمد و خرچ کی تفصیل پوچھتے۔ حاضرین سے بھی بات چیت کر لیتے۔ پھر اُٹھ کر تہجد

Marfat.com

کی نماز ادا کرتے۔ اس کے بعد حاضرین کو رخصت کر دیتے۔ آپ سو جاتے اور پھر فجر کے وقت بیدار ہوتے۔

آپ ہر جمعہ کے روز اپنے اجداد حضرت خواجہ گل محمدؒ اور حضرت خواجہ درویش محمدؒ کے مزاراتِ مبارکہ پر بھی حاضری دیتے۔ کبھی ناغہ نہ کرتے۔ ہر سال مہار شریف بھی باقاعدگی سے حاضر ہوتے اور چشتیاں شریف میں بھی عُرس مبارک کی تقاریب میں شرکت کرتے۔ نیز اجمیر شریف، دہلی شریف اور پاکپتن شریف کی حاضری بھی بڑی باقاعدگی سے دیتے۔

اخلاق :-

آپ بہت با اخلاق بزرگ تھے۔ صبر و شکر، تسلیم و رضا، عفو و درگزر، تحمّل و تواضع اور عجز و انکسار کا حسین پیکر تھے۔ کوئی شخص آپ کو کس قدر بھی ایذا پہنچاتا آپ بالکل بدلہ نہیں لیتے تھے۔ بلکہ اس کی ایذا رسانی کے بدلہ میں اس سے نیکی اور بھلائی کا سلوک کرتے تھے۔ بیماری و علالت یا کسی مصیبت و تکلیف پر کبھی اُف تک نہ کرتے تھے۔ آپ اکثر بیمار رہتے۔ بچپن سے وصال تک کسی نے آپ کے بدنِ مبارک میں خون نہیں دیکھا۔ کثرتِ مجاہدہ و ریاضت، غلبۂ امراض و حوادث اور حملہ ہائے سحر کی بنا پر آپ کو کبھی سکون و آرام میسر نہ آیا۔ مگر بایں ہمہ آپ کو ہمیشہ مطمئن، پُرسکون اور صابر و شاکر پایا گیا۔

آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔ علماء کو دوست رکھتے تھے۔ اپنے احوال کو ہمیشہ دُوسروں سے چھپائے رکھتے۔ اور اپنی ولایت یا کرامت کا کبھی تذکرہ نہ کرتے۔ ادب و تواضع میں بے مثال تھے۔ اتنے مؤدب تھے کہ اگر پیرزادگان میں سے کوئی بچہ بھی دُور سے دکھائی دیتا تو فی الفور اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور جب کوئی پیرزادہ رُخصت ہوتا تو آپ اسے رُخصت کرنے کے لیے پہلے روضہ شریف میں لے جا کر ان کے حق میں دُعائے خیر فرماتے اور پھر ان کے ساتھ بڑی سرائے کے باہر بڑی سڑک تک تشریف لے جاتے اور انہیں سوار کرا کے پھر واپس تشریف لاتے۔

انکسار کا یہ عالم تھا کہ حالانکہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ

Marfat.com

کی بارگاہ سے آپ کو قطب کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ مگر آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ :
" میرے والد بزرگوار نے ابھی تک وصال نہیں فرمایا۔ اسی لئے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اس وقت تک فوت نہیں ہونگا جب تک کہ موسیٰ کو کوئی چیز نہ بنا لوں اور میں ابھی تک کوئی چیز نہیں بن سکا۔"

استغنا کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ نمازِ عصر کے بعد آپ روضہ شریف کے سامنے مصلّے پر تشریف فرما تھے کہ ڈپٹی کمشنر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر آپ کو کوئی ایسی حاجت ہو، جو ہمارے اختیار میں ہو تو فرمائیں ہم ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے روضہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ " ہمارے لیئے اُن کی امداد کافی ہے "۔ ڈپٹی کمشنر نے چند بار اپنے کلمات دُہرائے۔ آپ نے ہر بار روضہ شریف کی اشارہ کر کے یہی فرمایا کہ " ہمارے لیئے اُن کی امداد کافی ہے۔ ہمیں کسی اور امداد کی حاجت نہیں۔" آخر وہ واپس چلا گیا۔

آپ میں تحمل و برداشت بھی بے حد تھی۔ ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غریب نواز میاں روشن فقیر ہر وقت آپ کو بُرا بھلا کہتا رہتا ہے اور آپ کے بارے میں ہمیشہ بدگوئی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔" میں چاہتا ہوں کہ وہ اس سے بھی زیادہ بدگوئی کرے"۔

آپ اس قدر متوکّل تھے کہ ایک دفعہ آپ نے کسی کام کا ارادہ کیا اور حاضرین مجلس کے سامنے اظہار کیا۔ اہلِ مجلس میں سے کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ کام نہ کریں اس پر بہت زیادہ اخراجات ہوں گے۔ آپ نے فرمایا " اسے مجھے اخراجات سے نہ ڈرا۔ حضرت تانی رح مجھے دین و دنیا کا بادشاہ بنا کر گئے ہیں اور مجھے اپنے ربِّ کریم پر پورا بھروسہ ہے۔"

مجاہدہ وریاضت :-

آپ مجاہدہ و ریاضت میں درجۂ کمال پر تھے یہاں تک کہ غلبۂ امراض کی حالت

Marfat.com

میں بھی اپنے اوراد نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ حافظِ قرآن تھے۔ اور نمازِ تراویح میں خود قرآن پاک سناتے تھے۔ حضرت ثانیؒ کے وصال کے بعد پہلے سال رمضان شریف میں چار قرآن پاک سُنائے۔ ایک مسجد میں اور تین روضۂ شریف کے سرہانے محفل خانہ میں۔ دوسرے سال رمضان شریف میں آپ بیمار رہے۔ مگر جونہی ذرا افاقہ ہوُا نقاہت کے باوجود آپ مسجد میں تشریف لائے اور کھڑے ہو کر تمام قرآن پاک سُنا۔ تیسرے اور چوتھے سال آپ نے رمضان شریف میں تین تین ختم شریف پڑھے۔ ایک ختم مسجد میں اور دو دو محفل خانہ میں۔ وصال سے قبل آخری رمضان المبارک میں بھی تین ختم کرنے کا ارادہ تھا۔ مگر ابھی ایک قرآن پاک ختم کیا تھا۔ کہ طبیبوں نے مشورہ دیا۔ کہ آپ اپنے ضعفِ بدن اور حالات کے پیشِ نظر اتنی مشقّت نہ کریں کہ صحت کو مزید نقصان پہنچے۔ تب آپ نے طبیبوں کے مشورہ پر عمل کیا۔ آپ مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کرنے کو ہمیشہ پسند فرماتے تھے۔ حالانکہ آپ کے پائے مبارک میں نقرس کے عارضہ کی وجہ سے ہر وقت درد رہتا تھا۔ اور آخر عمر میں غذا کی کمی کی وجہ سے بدن مبارک میں بہت ضعف آگیا تھا۔ پھر بھی آپ مسجد میں جاکر نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے تمام عمر میں ایک نماز بھی بغیر جماعت نہیں پڑھی۔

طہارت و پاکیزگی:-

آپ طہارت و پاکیزگی میں بہت زیادہ محتاط تھے۔ یہاں تک کہ رفعِ حاجت کے لیئے الگ تہبند تھا اور نماز کے لئے الگ۔ رمضان المبارک میں جب نمازِ تراویح میں قرآن پاک سُناتے تھے تو ہر رات غسل کر کے نئے کپڑے پہنتے تھے۔ حضرتِ ثانیؒ خواجہ شاہ اللہ بخش فرمایا کرتے تھے کہ "نماز تو بس موسیٰ کی نماز ہے۔"

اصلاح و تبلیغ:-

علاقہ کے خواص و عوام کی اصلاح کی طرف آپ نے بہت توجہ فرمائی۔ بہت سے

Marfat.com

نواب، جاگیردار اور اُمراء جو بگڑے ہوئے تھے اور بُرے اعمال میں گرفتار تھے، آپ سے بیعت کرنے کے بعد صالح اور نیک خو ہو گئے۔ محمد بہاول خاں عباسی والیٔ ریاست بہاول پُور نے بھی آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ تمام گذشتہ گناہوں سے توبہ کی، بیعت کے بعد حج و زیارت کے لیے گیا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی میں مکمّل انقلاب آ گیا۔ علاوہ ازیں ہندوستان اور افغانستان کے اور بھی بے شمار سربرآوردہ اشخاص آپ کے مرید ہوئے اور سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد نماز و روزہ کے پابند ہو گئے اور متقی و پرہیز گار بن گئے۔

آپ ایک دفعہ ہندوستان کے سفر میں جب اجمیر شریف سے واپس وطن تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں بیکانیر بھی تشریف لے گئے۔ بیکانیر کے راجہ نے آپ کو دعوت دی۔ آپ نے قبول کر لی۔ ایک پیر بھائی جو رفیق سفر تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے راجہ کے قلعہ میں محلّات کی چھتوں پر اذانیں دلوائیں اور باجماعت نمازیں ادا کیں۔ راجوں مہاراجوں کے اہل و عیال آپ کو اور آپ کے رفقاء کو نمازیں ادا کرتے دیکھتے تھے۔ اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ ہمارے گورو جی آئے ہوئے ہیں اور اپنی عبادت میں مصروف ہیں۔

تعمیرات :-

حضرتِ ثانی شاہ اللہ بخش رح نے آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی تعمیرات میں گہری دلچسپی لی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے زمانہ میں بہت تعمیرات ہُوئیں۔ ان تمام تعمیرات کے لئے پتھر مکنانہ اور جے پور کے علاقوں سے لایا جاتا تھا۔ حضرتِ ثانی رح ہمیشہ پتھر لانے کے لئے آپ کو بھیجا کرتے تھے۔ حضرتِ ثانی رح کے وصال کے بعد آپ نے بھی تعمیراتِ آستانہ عالیہ میں بہت اضافے کیئے۔ طالب علموں، درویشوں، مہمانوں اور مشائخ کی رہائش کے لئے دو سرائیں تعمیر کرائیں۔ اور ایک تیسری عالی شان سرائے کی بنیاد رکھی۔ چشتیاں شریف میں حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رح کے روضہ شریف

Marfat.com

میں سنگِ مرمر کا فرش بھی آپ ہی نے لگوایا تھا۔ حضرت قبلہ عالمؒ کے فرزندان کے مزارات اور روضہ شریف کے شمالی اور غربی پنجرہ کو بھی سنگِ مرمر سے آپ ہی نے تیار کروایا۔ پنجرۂ شمالی کے سامنے عالی شان صفہ بھی آپ ہی کا تعمیر کردہ ہے۔ نیز آپ نے ایک وسیع و عریض شامیانہ تیار کر کے خانقاہِ قبلۂ عالمؒ کی نذر کیا۔

لنگر :-

حضرت ثانیؒ نے آپ کو وصیتیں کی تھیں کہ :

۱۔ لنگر جاری رکھنا۔ ۲۔ فقراء اور درویشوں کی خدمت کرنا۔ ۳۔ دنیا کو ہیچ سمجھنا۔

آپ نے ان وصیتوں پہ خوب عمل کیا۔ آپ نے لنگر سلیمانی کو پہلے سے زیادہ وسعت دی۔ غرباء اور مسافر اگر آدھی رات کو بھی آجاتے تو انہیں کھانا اور رہائش مل جاتی۔ فقراء کی خدمت کو آپ نے ہمیشہ اپنا شعار بنایا اور دنیا کو حقیر جانا۔ جو کچھ آیا راہِ خدا میں لٹا دیا۔ اپنے لئے ایک پائی بھی نہ رکھی۔ حضرت ثانیؒ فرمایا کرتے تھے "موسن غریب بہت امین ہے۔ لنگر شریف کے مال سے ایک ذرہ ضائع نہیں کرتا۔ حالانکہ مالِ لنگر اس کا مال ہے۔ اس میں سے کچھ خرچ بھی کر لے تو منع نہیں ہے مگر یہ بے چارہ لنگر شریف کے مال سے بہت ڈرتا ہے۔ اور اگر میں کبھی خود اپنے پاس سے کوئی چیز دیتا ہوں اور چند دنوں کے بعد پوچھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز اسی طرح رکھی ہوئی ہے۔ موسن غریب اتنا امین ہے۔"

شیخ کی نظر میں :-

(۱)

ایک شخص حضرتِ ثانیؒ کی خدمت میں تعویذ لینے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ "موسن سے لے لو۔" اس شخص نے خیال کیا کہ ان سے تعویذ لینا بے فائدہ ہے۔ پس آپ سے تعویذ نہ لیا۔ اسی رات اس نے خواب میں اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی زیارت کی۔

Marfat.com

انہوں نے فرمایا" تُو نے مُوسیٰ سے اس لیئے تعویذ نہیں لیا کہ بے فائدہ ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا تعویذ میرا تعویذ ہے۔" وہ شخص جب بیدار ہُوا تو بہت پشیمان ہُوا۔ دوسرے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور تعویذ لکھوا کر بصد اعتقاد لے گیا۔

(۲)

حضرتِ ثانیؒ اکثر آپ کو لنگر شریف اور آستانہ عالیہ کے امُور کے لیئے سفر پر روانہ کیا کرتے تھے۔ تمام سنگ مرمر جو جامع مسجد، روضہ شریف اور آستانہ عالیہ کی تعمیرات میں صرف ہُوا ہے۔ آپ ہی کا لایا ہُوا ہے۔ اس سنگِ مرمر کی خاطر آپ ریاست مکرانہ (ہندوستان) کی طرف متعدّد بار تشریف لے گئے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرتِ ثانیؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی اس علاقہ میں آپ کے لاتعداد مُرید تھے۔ حضرتِ ثانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ "اُس ملک یعنی مکرانہ، اجمیر شریف، اور جے پُور میں لوگ مجھے مُوسیٰ کے وسیلہ سے جانتے ہیں۔ کیونکہ جب میں اس علاقہ میں جاتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ مُوسیٰ کے والد صاحب آئے ہیں، آؤ اُن کی زیارت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے ایسا بیٹا عطا کیا ہے۔ جو میری شہرت کا وسیلہ ہے۔"

(۳)

حضرتِ ثانیؒ جب آخری اَیّام میں ضعیف ہو گئے تو اپنی جگہ آپ کو پاکپتن شریف کے عُرس مُبارک میں شرکت کے لیئے بھیجنے لگے۔ ایک دفعہ آپ کے رفقاء میں سے ایک شخص عُرس مُبارک ختم ہوتے ہی تونسہ شریف واپس آیا۔ اور حضرتِ ثانیؒ کی خدمت میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہُوا۔ حضرتِ ثانیؒ نے اس شخص سے عُرس مبارک کے حالات اور زائرین کی تعداد کے بارے میں پُوچھا۔ نیز اپنے فرزند ارجمند حضرت محمّد مُوسیٰؒ کے پاس لوگوں کی آمد و رفت اور حاضری کے بارہ میں پوچھا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! جس طرح پاک پتن شریف میں عُرس مُبارک کے موقعہ پر لوگ آپ کی خدمت میں جوق در جوق حاضری دیا کرتے تھے اسی طرح حافظ محمّد مُوسیٰؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں بلکہ اس دفعہ لوگ پہلے سے زیادہ حاضر ہوئے ہیں۔ حضرتِ ثانیؒ نے

Marfat.com

جوش میں آکر فرمایا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے یہی معنی ہیں۔"

کرامات :-

انبیائے کرام سے معجزات سرزد ہوتے ہیں اور اولیا اللہ سے کرامات۔ معجزہ کا اظہار ضروری ہے اور کرامت کا چھپانا ضروری ہے مگر پھر بھی کراماتِ اولیاء کا ذکر ملفوظات میں آہی جاتا ہے۔ آپ سے بھی بے شمار کرامات کا ظہور ہوا جن میں صرف دو درج ذیل ہیں۔

(۱)

آپ ایک دفعہ دورانِ سفر ایک بستی کے قریب سے گزرے تو دیکھا کہ بستی سے باہر میدان میں ایک جنازہ رکھا ہوا ہے لوگ بھی موجود ہیں۔ اور امام بھی موجود ہے مگر جنازہ نہیں ہو رہا۔ آپ قریب پہنچے تو امام نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ جس شخص کا یہ جنازہ ہے وہ گڈریا تھا۔ مگر ہم میں سے کسی نے اُسے کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا اور لوگوں کو بھی منع کر دیا ہے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہ شخص کلمہ گو تھا؟ لوگوں نے گواہی دی کہ کلمہ پڑھتا تھا۔ آپ نے فرمایا، اس کا جنازہ میں پڑھاتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے گڈریئے کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کے رفقاء اور بستی کے چند لوگوں نے اقتدا کی۔ نمازِ جنازہ کے بعد آپ نے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد جب لوگوں نے اس کا چہرہ دیکھا تو اس پر نور برس رہا تھا۔ آپ نے فرمایا، "اللہ کی بخشش نرالی چیز ہے۔"

(۲)

آپ کی ایک خادمہ تھیں جس کا نام بختاور تھا، وہ بہت بیمار ہو گئیں آپ نے خواجہ غلام زکریا دامت برکاتہٗ کی والدہ محترمہ کو فرمایا کہ اس خادمہ کی پوری نگہداشت اور خدمت کی جائے۔ دوسرے روز خواجہ غلام زکریا دامت برکاتہٗ کی والدہ صاحبہ نے آپ کی خدمت

Marfat.com

میں عرض کیا کہ غریب نواز مجھے اس کی خدمت میں کوئی عذر نہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جب میں اس کے سامنے کلمہ شریف یا آیاتِ قرآن پڑھتی ہوں تو وہ دوسری طرف مُنہ پھیر لیتی ہے۔ آپ نے جب یہ سُنا تو اس خادمہ پر ایک نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ اُس دن آپ خلافِ معمول گھر میں سات دفعہ تشریف لائے۔ ہر بار خادمہ کی طرف خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ جب ساتویں بار تشریف لائے تو اس کے قریب بیٹھ گئے اور اس کے دائیں کان میں بلند آواز سے "یا اللہ" کہا۔ پس فوراً ہی اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔ تین دن کلمہ کا ذکر کرتی رہی اور اسی حالت میں تیسرے روز فوت ہو گئی۔

ارشادات:-

(۱)

فرمایا کہ جب حضرت قبلہ عالمؒ نے اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کو خلافت عطا کی۔ تو فرمایا کہ جو کوئی بھی تمہارے پاس بیعت کے لیئے آئے اسے ضرور بیعت کریں۔ اعلیٰ حضرتؒ نے معذرت کی اور عرض کیا۔ میں کسی کو بیعت کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا" حافظ صاحب (اعلیٰ حضرتؒ) آپ عوام کو ضرور بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مقام دیا ہے وہ کسی کو نہیں دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مریدوں میں سے عوام کو وہ کچھ عطا کریں گے جو دوسروں کے مریدانِ خاص کو بھی عطا نہیں کیا۔

(۲)

فرمایا کہ حضرت یحییٰ مدنیؒ مدینہ منورہ میں عرصہ دراز تک اقامت گزیں رہے۔ آخر ان کے دل میں وطن کی خواہش پیدا ہوئی۔ انہوں نے چند بار حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے وطن احمد آباد گجرات (ہندوستان) جانے کی اجازت طلب کی مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ آخر وہ بغیر اجازت روانہ

Marfat.com

ہو گئے۔ راہ میں اونٹ سے گر گئے اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ شتربان کو کہا کہ واپس مدینہ منوّرہ پہنچا دو۔ دوبارہ حاضر ہو گئے۔ اب ہر وقت روضۂ اقدس کے آس پاس بیٹھے رہتے تھے۔ مجاور روضۂ اقدس نے کہا کہ تو ہر وقت یہاں بیٹھا رہتا ہے میں نہیں بیٹھنے دوں گا۔ رات کو مجاور نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو۔ یہ تو یہاں سے جانا چاہتا تھا مگر میں نے اسے واپس بلا لیا ہے تاکہ میرے پاس سے نہ جائے۔

(۳)

فرمایا کہ وصول کے کئی راستے ہیں، جو بطور سڑک کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سڑک کا راستہ اگرچہ طویل ہوتا ہے۔ لیکن صاف ستھرا اور بے خطر ہوتا ہے۔ اگرچہ دیر لگتی ہے۔ لیکن راہرو اگر چلتا رہے تو کسی نہ کسی وقت امن وعافیت سے منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ مگر چشتیہ طریق بطور پگڈنڈی کے ہے۔ اور نزدیک ترین راستہ آیا ہے۔ اگرچہ اس راہ میں کانٹے دار جھاڑیاں بکثرت ہیں۔ مگر محبّت اور ادب سے سالک برسوں کی بجائے مہینوں بلکہ دنوں میں یہ راستہ طے کر لیتا ہے۔

(۴)

فرمایا: عالم علم اور کتاب سے بات کرتا ہے مگر فقیر و درویش براہِ راست خدا کے پاس سے بات کرتا ہے لہٰذا شیخ طریقت کی ارادت ومطابقت راہِ سلوک کا بہترین توشہ ہے۔ اس کے بغیر منزل پر صحیح وسلامت پہنچنا نہایت کٹھن اور محال ہے۔ جو شخص شیخ و مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلتے ہوئے محض اللہ کے لئے مجاہدہ کریگا، اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے بہترین راستہ کھول دیں گے، اور جلد منزلِ مقصود تک پہنچا دیں گے۔

احوالِ علالت:

رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ میں آپ بیمار ہوئے۔ شوّال میں مرض نے غلبہ کیا۔ کثرتِ

Marfat.com

ذکرِ پاسِ انفاس کی وجہ سے غذا میں بہت کمی آ گئی۔ یہاں تک کہ کھانا پینا ترک ہو گیا۔
شوّال کے آخری عشرہ میں جمعہ کے دن بوقتِ چاشت آپ نے اپنے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ محمد حامدؒ سے فرمایا کہ مجھے روضہ شریف میں لے چلو۔ پس آپ کی چارپائی اُٹھا کر روضہ شریف میں لے گئے اور اعلیٰ حضرتؒ کے مزارِ مبارک کے قریب رکھ دی گئی۔ آپ نے مزارِ مبارک کا غلاف کھینچ کر اپنے سرِ مبارک پر ڈالا۔ اور آہستہ آہستہ چند باتیں کیں۔ منقول ہے کہ آپ نے اجازت طلب کی کہ "میں حضرت قبلہ عالمؒ کے عُرس مُبارک میں شرکت کر آؤں۔" پھر آپ نے خواجہ محمد حامدؒ سے فرمایا کہ مجھے اپنے بنگلہ شریف میں لے چلو۔ اگر بارہ گھنٹہ میں ختم ہو جاؤں تو بہتر ورنہ سمجھو کہ خیر ہے۔

اِنتقالِ نعمت:

جب بارہ گھنٹے گزر گئے تو آپ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو گئے۔ یہاں تک کہ روضہ شریف اور مسجد میں جانے لگے۔ ایک دن آپ نے خواجہ محمد حامدؒ کو اپنے نزدیک بلایا اپنے کھیسہ سے ایک چابی نکال کر دی اور فرمایا کہ یہ ایک صندوق کی چابی ہے۔ اس صندوق میں دوسرا صندوق ہے اور پھر اس کے اندر تیسرا صندوق ہے۔ اس میں ایک چیز ہے اس کی زیارت کرتے رہنا۔ اور اس پر عمل کرتے رہنا۔
پھر فرمایا کہ یہ صندوق اسی حالت میں حضرت قبلہ عالمؒ نے اعلیٰ حضرتؒ کو اور انہوں نے حضرتِ ثانیؒ کو عطا فرمایا تھا۔ پس حضرتِ ثانیؒ نے ساری زندگی یہ صندوق کسی کو نہ دکھایا۔ آخر میں یہ صندوق انہوں نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے ساری زندگی یہ صندوق کسی کو نہیں دکھایا۔ اب یہ تیرے سپُرد کرتا ہوں۔

سفرِ مہار شریف:۔

ماہِ ذی قعدہ کے آخری عشرہ میں آپ مہار شریف کے لئے روانہ ہُوئے۔
مہار شریف پہنچ کر آپ کو مرضِ دم کشی (دمہ) کا دورہ ہو گیا۔ اسی حالتِ مرض میں

Marfat.com

مسجد میں نماز کے لئے روضہ شریف میں زیارت کے لئے اور تقاریب عرس میں برکت کے لیے حاضر ہوتے رہے۔ جب عرس مبارک ختم ہوا تو مرض اتنا بڑھ گیا کہ آپ کے لئے مسجد اور روضہ شریف میں جانا دشوار ہو گیا۔ چنانچہ آپ اپنے ڈیرہ سے میاں محمد یوسف مہاروی کے دولت کدہ پر منتقل ہو گئے۔

اگلے دن آپ حضرت میاں محمد یوسف کے مکان پر خانقاہِ قبلہ عالم کی تعمیرات کے نقشے دیکھ رہے تھے اور جملہ صاحبزادگانِ مہاروی بھی موجود تھے کہ اچانک دُور سے خواجہ محمد حامد نمودار ہوئے۔ جملہ صاحبزادگانِ مہاروی دوڑے اور قدم بوسی کی۔ جب خواجہ محمد حامد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا "بابو کیسے آئے؟" انہوں نے عرض کیا کہ کئی تار دئے۔ خط لکھے مگر جب کسی کا جواب نہ ملا تو ناچار خود حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ "اچھا کیا تم آ گئے"

خلافت:۔

اسی روز شام سے قبل آپ نے خواجہ محمد حامد کو مسجد میں ختمِ خواجگان کے لئے بھیجا۔ دوسرے روز آپ خواجہ محمد حامد کو حضرت قبلۂ عالم کے روضہ شریف کے اندر لے گئے اور جملہ نعمت ہائے باطنی جو آپ کو اپنے آبا و اجداد سے ملی تھیں خواجہ محمد حامد کے سپرد کر دیں اور خلافت دے کر مجازِ مطلق بنا دیا۔

وصال:۔

اس سے اگلے روز آپ تونسہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ مرض بڑھ گیا۔ ادھر تونسہ شریف میں حضرت خواجہ محمود کی شادی کی تیاری کا جوش و خروش تھا۔ چاروں طرف سے لوگ ان کی شادی میں شرکت کے لئے تونسہ شریف آتے ہوئے تھے۔ چودہ ۱۴ ذوالحجہ جمعہ کی رات کو برات کی روانگی مقرر تھی مگر حضرت خواجہ محمود نے آپ کا حال دیکھ کر برات کی روانگی ملتوی کر دی۔ ۱۵ ذوالحجہ ہفتہ کی رات کو آپ نے حضرت

خواجہ محمد حامدؒ کو مسجد میں نمازِ عشاء کے لئے بھیجا۔ اور باقی حضرات کو بھی حجرہ سے باہر بھیج دیا۔ تاکہ اندرونِ خانہ سے خواتین حاضر ہو سکیں۔ پس جب اہلِ پردہ اندر آئیں تو اس وقت آپ چارپائی پر بیٹھے تھے، مگر واصل بحق ہو چکے تھے۔ اہلِ پردہ نے پاؤں سیدھے کئے اور شور و واویلا ہو گیا کہ جہاں بے نور ہو گیا۔

تجہیز و تکفین:۔

اگلے دن آپ کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا۔ آپ کی میت مبارکہ کو روضہ شریف کے جنوب کی طرف مجلس خانہ میں رکھا گیا اور نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ پھر زیارتِ عامہ ہوئی۔ ازاں بعد ڈیڑھ بجے کے قریب آپ کو صندوق میں رکھا گیا۔ اور روضہ شریف میں حضرت خواجہ خیر محمدؒ کے مشرق کی طرف دفن کر دیا گیا۔ ملک کے تمام کہ ومہ حاضر تھے۔ جناب دیوان صاحب پاکپتن شریف، صاحبزادگانِ مہاروی، مولوی صاحبان مکھڈی، خواجگانِ سیالوی و گولڑوی، مختلف خانقاہوں کے سجادہ نشینان اور بڑے بڑے نواب و خوانین اور ہزاروں دیگر افراد موجود تھے۔ سب یہ سمجھتے تھے کہ حضرت خواجہ محمودؒ نے سب کو شادی پر مدعو کیا ہے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ نے انہیں اپنی نمازِ جنازہ پر بلایا ہے۔

تاریخِ وصال:۔

۱۵ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ آپ کی تاریخِ وصال ہے۔ مختلف حضرات نے مادہ ہائے تاریخِ وصال نکالے۔ ان میں سے چند درج کئے جاتے ہیں:۔

ضیا بدایونی صاحب:۔

صدرِ بزمِ شریعت زبدۃ العارفین و سر السالکین
ہادیٔ دین شاہ محمد موسیٰ تونسویؒ

(=۱۳۲۳ھ)

Marfat.com

مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ

پیسرِ تونسہ شریف (= ۱۳۲۳ھ)

سجادگی :-

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ کے وصال کے بعد حسبِ دستورِ خاندان ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ بروز بدھ آپ کے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے سجادہ نشینِ ثالث کے طور پر رونق افروزِ سجادۂ سلیمانی ہوئے۔

اولاد :-

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام درج ذیل ہیں :-

۱۔ حضرت خواجہ محمد حامدؒ

۲۔ حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب مدظلہ العالی

۳۔ حضرت خواجہ عبداللہؒ

۴۔ حضرت خواجہ یوسفؒ

تا دمِ تحریر حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب مدظلہ العالی حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا مبارک سایہ تا دیر سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

چوتھا باب

حضرتِ حامی

خواجہ محمدؐ حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ تا ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ

ایک درویش ہمیشہ آپ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا۔ آپ کے پاس اس کی شکایت کی گئی تو فرمایا: "حدیث مبارک کے مطابق اگر وہ مجھے بُرا بھلا کہتا ہے تو وہ اپنی عبادت کا ثواب مجھے دیتا ہے۔ اِس لئے وہ میرا خیر خواہ ہے دُشمن نہیں ہے اسے کچھ نہ کہا کرو۔"

○

Marfat.com

ولادت اور تعلیم و تربیت:-

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی کے فرزندِ اکبر خواجہ محمد حامد تونسوی کی ولادت باسعادت ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ بروز شنبہ ہوئی۔ حضرت ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش کو جب آپ کی ولادت کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ "مبارک ہو، اس کا نام محمد حامد رکھو" بچپن ہی سے آپ میں آثارِ ولایت و کمالات ظاہر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے والدِ گرامی آپ سے بہت التفات رکھتے تھے۔ بارہا آپ کی آنکھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے: "حامد ہمارے گھر کا روشن چراغ ہے۔"

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو حسبِ دستورِ خاندان آپ کی تعلیم کا آغاز قرآنِ پاک سے کیا گیا۔ قرآنِ پاک کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے عربی فارسی اور علومِ دینی کی جملہ کتب کی تعلیم حاصل کی، یہاں تک کہ علومِ ظاہری کی تکمیل کر لی۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مولوی خدا بخش جراح کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اس کے بعد آپ علومِ باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے دادا جان حضرت ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش اور اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ کی سرپرستی و نگرانی میں تکمیل کے جملہ مراحل طے کیے۔

حضرت ثانی صاحب کی نوازشات:-

حضرت ثانی صاحب آپ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آپ کی لمحہ بھر کی جدائی کو بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اگر کبھی آپ سے حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں حاضری کے لیے دیر ہو جاتی تو حضرت ثانی صاحب بے قرار ہو جاتے اور فرماتے: "آج حامد نے دیر کر دی۔ خیر تو ہے اسے جلد بلاؤ۔" چنانچہ جب آپ حاضر ہوتے تو حضرت ثانی صاحب آپ کو گلے سے لگاتے۔ گود میں بٹھا کر پیار کرتے اور آپ کی آنکھوں پر بوسہ دیتے۔

Marfat.com

مسجد میں نماز باجماعت کے لئے آپ ہمیشہ حضرت ثانی صاحبؒ کے ساتھ آیا کرتے تھے۔ آخری عمر میں جب حضرت ثانی صاحبؒ ضعیف و ناتواں ہوگئے تو آپ پانچوں نمازوں کے لئے ان کا دستِ مبارک تھام کر مسجد میں اپنے ساتھ لاتے۔ حضرت ثانی صاحبؒ نے بارہا فرمایا: "خدا تعالیٰ حامد کو خوش رکھے یہ میری بہت خدمت کرتا ہے۔ اگر یہ میرا ساتھ نہ دیتا تو میں مسجد میں نمازِ باجماعت کے لئے بھی نہ آسکتا اور روضہ مبارک کی زیارت سے بھی محروم رہ جاتا۔" حضرت ثانی صاحبؒ آپ کو پیار سے "حامی" کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

ایک دن حضرت ثانی صاحبؒ نے اپنے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ حافظ محمدؐ موسیٰؒ سے پوچھا: "کیا حامد بیٹھا ہے؟" حضرت حافظ محمدؐ موسیٰؒ نے عرض کیا: "جی ہاں حاضر ہے"۔ فرمایا: "اپنا ہاتھ لاؤ۔" جب آپ نے اپنا ہاتھ حضرت ثانی صاحبؒ کے ہاتھ میں دے دیا تو پھر پوچھا: "یہ کس کا ہاتھ ہے؟" حضرت حافظ محمدؐ موسیٰؒ نے عرض کیا۔ "قبلہ یہ حامد کا ہاتھ ہے"۔ تب حضرت ثانی صاحبؒ نے اپنی تسبیح مبارک آپ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا: "اسے قابو کرو، اسے پڑھنا اور حفاظت سے رکھنا۔"

سجادگی کی بشارت:

حضرت ثانی صاحبؒ کے ایامِ علالت میں ایک دن جب جملہ اہلِ خاندان ان کے پاس حاضر تھے تو انہوں نے اپنے دونوں فرزندان خواجہ محمد موسیٰؒ اور خواجہ محمودؒ سے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس بیٹھو اور آپ سے فرمایا: "حامد تم جاؤ عصر کی نماز کا وقت ہو رہا ہے مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کرو۔ پھر روضہ شریف کی زیارت کے بعد وہیں بیٹھنا اور مغرب کی نماز پڑھ کر واپس آنا۔" آپ نے حسب الارشاد مسجد میں نماز باجماعت پڑھی۔ روضہ شریف کی زیارت کی۔ جب باہر تشریف لائے تو خلیفہ جمال الدین نے عرض کیا کہ میں نے مصلّہ بچھا دیا ہے مصلّہ پر تشریف رکھیں۔ مگر آپ مصلّہ پر نہ بیٹھے۔ فرمایا: "میں اپنے جدِّ امجدؒ اور والد بزرگوار کی موجودگی میں

Marfat.com

اس مصلّٰہ پر نہیں بیٹھ سکتا"۔ جب مغرب کی نماز کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے تو حضرت ثانی صاحبؒ نے پوچھا؟ حامد نماز ادا کرنے کے بعد مصلّٰہ پر بیٹھے تھے"۔؟ آپ خاموش رہے۔ حضرت ثانی صاحبؒ نے خلیفہ جمال الدین کو طلب کیا وہ آئے تو فرمایا؛ "کیا حامد کے لئے مصلّٰہ نہیں بچھایا گیا تھا۔ اگر یہ اس مصلّٰہ پر نہیں بیٹھے گا تو کون بیٹھے گا؟" خلیفہ جمال الدین نے عرض کیا کہ" قبلہ میں نے تو مصلّٰہ بچھایا تھا مگر صاحبزادہ صاحب بپاسِ ادب خود ہی نہیں بیٹھے"۔ حضرت ثانی صاحبؒ نے فرمایا۔ "یہی بیٹھے گا۔ یہی بیٹھے گا۔ یہی بیٹھے گا۔"

اِنتقالِ نعمت:۔

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ جب اپنی عمر مبارک کے آخری سال میں بیمار ہوئے۔ تو آپ کو اپنے پاس طلب کیا۔ آپ حاضرِ خدمت ہوئے تو اپنی جیب سے ایک کنجی نکال کر عطا کی اور فرمایا: "یہ ایک صندوق کی کنجی ہے جس میں ایک اور صندوق ہے اور اس صندوق میں ایک اور صندوق ہے۔ اس تیسرے صندوق میں ایک چیز ہے اس کی زیارت کرتے رہنا اور اس پر عمل کرتے رہنا۔" پھر فرمایا کہ "یہ سربستہ صندوق حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کو عطا فرمایا تھا۔ پس اعلیٰ حضرتؒ نے اپنی زندگی میں یہ صندوق کسی کو نہیں دکھایا۔ وصال سے قبل اعلیٰ حضرتؒ نے یہ صندوق حضرت ثانی صاحبؒ کو عطا فرمایا۔ پس انہوں نے اپنی حیاتِ مبارک میں یہ صندوق مبارک کسی کو نہیں دکھایا۔ وصال کے وقت یہ صندوق انہوں نے مجھے عطا فرمایا۔ پس میں نے اپنی زندگی میں یہ صندوق کسی کو نہیں دکھایا۔ اب میں یہ صندوقِ مبارک تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ پس تو بھی اپنی زندگی میں کسی کو نہ دِکھانا مگر اس کی زیارت اور اس پر عمل کو اپنا وظیفہ بنائے رکھنا۔"

چند دن بعد اسی علالت کے دوران حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ نے خواجہ محمد حامدؒ سے پوچھا۔ "حامد یار! کیا تو نے اس صندوق کی زیارت کی ہے اور اس پر عمل کیا ہے؟" آپ نے عرض کیا؛ "ہاں غریب نواز"۔ منقول ہے کہ ان ہی ایام میں ایک دن کسی نے

Marfat.com

عرض کیا کہ غریب نواز آپ خواجہ محمد حامدؒ کو اپنے دیگر چھوٹے بیٹوں کے بارہ میں کوئی حکم فرما جائیں۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ نے فرمایا" نہ۔ نہ میں حامد یار کو اُن کے بارہ میں کچھ کہہ کر نہ جاؤں گا کیونکہ حضرت ثانی صاحبؒ مجھے (خواجہ) محمودؒ کے بارہ میں کچھ فرما کر نہیں گئے تھے۔

سجّادگی:۔

آپ کو حضرت ثانی صاحبؒ نے اپنی اور حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کی حیات مبارکہ میں مصلّہ پہ بیٹھنے کی اجازت فرما دی تھی۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ نے اپنی علالت کے دوران نعمتِ باطنی منتقل فرما دی تھی۔ نیز حضرت قبلہ عالم رحؒ کی خانقاہ مبارک پہ وصال سے قبل آپ کو باقاعدہ خلافت عطا فرما دی تھی۔ حسب دستور خاندان بھی فرزند اکبر ہونے کی حیثیت سے آپ ہی سجّادگی کے اہل تھے۔ لہٰذا آپ سجّادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔ ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ بروز بدھ نمازِ عصر کے بعد جناب دیوان صاحبؒ۔ خواجہ محمود صاحبؒ اور دیگر بزرگوں نے روضہ مبارک کے دروازہ میں کھڑے ہو کر خواجہ محمد حامدؒ کے سر پہ دستار باندھی۔ پھر ۲۱ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ بروز جمعتہ المبارک صاحبزادگان مہاروی نماز جمعہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے ہمراہ روضہ شریف میں لے گئے اور آپ کی دستار بندی کی اور یوں حق بہ حقدار رسید کے مطابق آپ آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے سجّادہ نشینِ ثالث بن کر سجّادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔

حُسنِ انتظام:۔

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ کے وصال کے بعد آپ مسندِ سجّادگی پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے انتظام کو بہت خوش اسلوبی سے سنبھالا۔ لنگر کے نظام کو بہت وسعت دی۔ دن رات لنگر جاری رہتا تھا۔ آپ نے

Marfat.com

لانگری کو حکم دے رکھا تھا کہ جو بھی آئے خالی نہ جائے۔ ایک دفعہ تونسہ شریف میں ایسا قحط پڑا کہ غریب و نادار لوگ سخت پریشان ہو گئے۔ فاقوں تک نوبت پہنچ گئی۔ مگر ایسے قحط سالی کے ایّام میں بھی لنگر شریف کا دروازہ ہر کہ و مہ کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔

ایک دفعہ لنگر شریف میں غلّہ ختم ہو گیا آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا "مجھے کیا کہتے ہو۔" پھر روضہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "اسے جا کر کہو جس کا لنگر ہے میں تو اس کا خادم ہوں"۔ چنانچہ اُسی روز بمبئی کے پیر بھائیوں کی طرف پندرہ سو روپیہ آ گیا جو لنگر میں دے دیا گیا۔

خانقاہ شریف، جامع مسجد اور دیگر تمام مکانات میں بجلی کا انتظام بھی آپ ہی نے کیا۔ آپ نے خانقاہ شریف کے لئے بجلی کا اپنا کارخانہ لگوایا۔ اس کارخانہ سے تمام مکانات میں روشنی کا انتظام ہو گیا۔ گرمیوں میں مسجد و آستانہ میں پنکھے چلنے لگے۔ روضہ مبارک کے کلس پر بجلی کا قمقمہ لگوایا گیا، جس سے سارے شہر میں روشنی ہو گئی۔ نیز مسافروں کے لئے راہ نمائی کی صورت بھی پیدا ہو گئی۔ لنگر شریف کے لئے آٹا پیسنے کی مشین لگوائی۔ برف کا ایک کارخانہ بھی لگوایا۔ گرمیوں میں برف صرف لنگر یا آستانہ کے لئے ہی مخصوص نہ تھی بلکہ سارے شہر کو بھی تقسیم ہوتی تھی۔

معمولات و مقبولیت :-

آپ اپنے آبا و اجداد کے معمولات کے سختی سے پابند تھے۔ شریعت کی پیروی کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ اور سب کو قرآن و سُنّت پر چلنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اپنے خواجگانِ کرام اور مشائخ عظام کے مزارات مقدّسہ کی زیارت سے مشرّف ہوتے تھے۔ مہار شریف میں حضرت قبلہ عالمؒ کے عُرس مبارک پر باقاعدگی سے حاضری دیتے اور آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے جملہ عرائسِ مبارک اور تقاریب نہایت باقاعدگی اور پورے انتظام سے منعقد کراتے۔ خاص طور پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد بہت تزک و احتشام اور عقیدت و محبت سے

Marfat.com

کراتے تھے۔

آپ نے اپنے آباد اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے رُشد و ہدایت کا فریضہ خوب سرانجام دیا۔ چنانچہ لاکھوں انسانوں کو راہِ ہدایت کی تلقین کی اور منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ اجمیر شریف، دہلی شریف اور دیگر خانقاہوں کے پیرزادگان، سجّادہ نشینان، خادمان اور متوسّلان ہزاروں کی تعداد میں آپ کے حلقۂ غلامی میں داخل ہو کر اپنی مراد کو پہنچے۔ منقول ہے کہ حضرت خواجہ محمد حامدؒ جب بھی ہندوستان تشریف لے جاتے تو اجمیر شریف، دہلی شریف۔ ناگور شریف، اورنگ آباد شریف۔ بیکانیر اور احمد آباد ضرور تشریف لے جاتے۔ اجمیر شریف جاتے تو جناب دیوان صاحب کے قیام ہوتا۔ جناب دیوان صاحب، متولّی صاحب، خادمانِ درگاہ شریف اور دیگر ہزاروں افراد آپ کے مُریدتھے۔ اجمیر شریف میں ایک مرتبہ عورتیں اتنی کثیر تعداد میں مرید ہوئیں کہ ناقابل بیان ہے۔ عجیب روح پرور منظر تھا۔ آپ نے فرمایا سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھیں۔ململ کے تھان لائے گئے۔ تھان سے تھان بندھتے چلے گئے۔ اور ایک گھر سے دوسرے گھر اور ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ تک دیواروں اور چھتوں کے ذریعے پہنچا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پورے اجمیر شریف کے در و دیوار پر ایک جال سا بنا گیا۔ آپ درگاہ شریف میں یا دیوان صاحب کے مکان پر بیٹھ گئے اور تھان کا ایک سرا پکڑا اور ہزاروں عورتوں اور بچیوں کو بیعت فرمایا۔

قطُب مدار:۔

علی محمدؒ پراچہ سے منقول ہے کہ میں کراچی میں ایک فقیر باکمال کی خدمت میں اپنے چند عزیز و اقربا اور احباب کے ساتھ حاضر ہوا۔ اُس بزرگ کی وہاں بہت ہی شہرت تھی۔ کہ صاحب کمال بزرگ ہیں۔ جب ہم پہنچے تو دیکھا بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ سب باری باری اپنی حاجات پیش کرتے رہے یہاں تک کہ سب چلے گئے۔ میں اکیلا رہ گیا میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت یہ بتائیں کہ آج کل قطبِ مدار کون ہے۔ اس درویش نے

Marfat.com

فرمایا کہ آج کل تونسہ شریف میں ایک بزرگ ہیں اُن کا نام خواجہ محمدؒ حامد ہے وُہی قطبِ مدار[1] ہیں۔

کرامات:۔

تذکرۃ الاولیاء کی حکایت کے مطابق آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ کا کوئی کام قرآن وسنت کے خلاف نہیں تھا۔ اس پر استقامت ہی آپ کی کرامت تھی مگر تبرکاً چند واقعات کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

(۱)

لنگر کے کام میں غیبی امداد:۔ حافظ غلام حسین سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے غلّہ خریدنے کے لئے داجل بھیجا اور پیچھے سے نو بڑے خالی ٹین گھی کے بلئے ارسال کیئے۔ چنانچہ میں نے لنگر شریف کے لئے غلّہ خریدا اور گھی کے لئے بخارا کا ارادہ کیا۔ جب موٹر سے اُترا تو چونکہ بخارا سٹرک سے کچھ دُور تھا اس لئے میں نے آدمی بھیجا کہ بنخارا میں جاکر غوث شاہ سے کہے کہ گھوڑا اور چار اونٹ ٹین لادنے کے لئے لے آئے۔ رات ہو گئی مگر وہ آدمی پاس آیا اور نہ اونٹ اور سواری۔ میرے پاس لنگر شریف کا کافی روپیہ تھا۔ لہذا ڈر تھا کہ اس جنگل میں اگر چور یا ڈاکو آگئے تو روپیہ بھی چھین لیں گے۔ اور جان سے بھی مار ڈالیں گے۔ اس لیے میں نے آپ کو یاد کرکے کہا کہ "میرے خواجہ حامد میاں صاحب اگر روپیہ لُوٹا گیا تو بھی لنگر کا نقصان ہوگا اور اگر مجھے کسی نے مار ڈالا تو میرا خون بہا آپ کے ذمہ ہوگا۔" خدا کی شان ابھی یہ بات میرے منہ سے نکلی تھی کہ دیکھتا ہوں ایک شخص گھوڑے

---

[1] اولیاء اللہ کی بے شمار اقسام ہیں۔ بعض نے اس گروہ پاک کو بارہ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ جملہ اقسام میں سب سے افضل اقطاب ہیں۔ اقطاب کے بھی بے شمار انواع ہیں۔ جن میں سب سے بڑا قطب مدار ہوتا ہے۔ باقی سب اقطاب اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔

Marfat.com

پر سوار آرہا ہے اور ساتھ چار اونٹ بھی ہیں۔ اس شخص نے آکر وہ گھوڑا سواری کے لیئے مجھے دے دیا اور چاروں اونٹ بھی میرے سپرد کر دیئے۔ میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ساربانوں سے تین اونٹوں پر لدوا کر بخارا کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب بخارا پہنچا تو اترتے ہی میں نے غوث بخش شاہ سے کہا کہ پہلے اونٹوں کے لئے چارہ اور گھوڑے کے لئے دانہ کا انتظام کرو۔ اُس نے کہا گھوڑا اور اونٹ کہاں ہیں۔ میں نے جو اُدھر نگاہ کی تو دیکھا کہ ٹین پڑے ہیں مگر گھوڑا، اونٹ اور ساربان غائب ہیں۔

(۲)

اولادِ نرینہ کیلئے دُعا:۔ میاں نصیر بخش مترو ایک رئیس آدمی تھا۔ اُس کے اولادِ نرینہ نہیں تھی۔ وہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور اولاد کے لئے دُعا کا طالب ہوا۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے جلد ہی فرزند عطا کیا۔ اظہارِ تشکر کے طور پر اُس نے خانقاہ عالیہ کے بڑے دروازہ پر چاندی چڑھوائی، جو آج تک آپ کی قبولیتِ دُعا کی گواہی دے رہی ہے۔

(۳)

آگ پر قابو پانا:۔ ایک دفعہ رمضان المبارک میں محمود خاں ہوتانی کے مکان میں آگ لگ گئی۔ وہاں بیسیوں اُونٹ خشک گھاس کے بھی پڑے تھے۔ آگ آناً فاناً بھڑک اُٹھی۔ اور اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ انتہائی کوشش کی گئی مگر آگ نہ بجھی۔ بلکہ پھیلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ شہر کو آگ لگ جانے کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ کنوئیں پر جو مشین لگی ہوئی ہے چلا دی جائے۔ مشین چلا دی گئی۔ پمپ سے پانی فوارے کی طرح جاری ہو گیا۔ لوگ پانی لے جا کر آگ پر ڈالنے لگے مگر آگ کے شعلے پانی ڈالنے کے باوجود بھڑکتے جاتے تھے۔ آخر آپ نے چند کنکریوں پر دم کیا اور فرمایا جا کر آگ پر ڈال دو۔ جونہی وہ کنکریاں آگ پر ڈالی گئیں آگ فوراً بجھ گئی۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ   تیرِ جستہ باز گرداند ز راہ

Marfat.com

محاسن :-

آپ نہایت خوش اخلاق، کم گو، نیک کردار، شیریں زبان اور بُردبار انسان تھے۔ مکارمِ اخلاق کا عمدہ نمونہ تھے۔ زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں بے مثال تھے۔ عفو و درگزر اور صبر و تحمّل کے زیورِ اخلاق سے آراستہ تھے۔ ہمدردی و غمگساری کوٹ کوٹ کر طبیعت میں بھری ہوئی تھی۔ دردمندی اور غربا پروری کے ساتھ حق گوئی و بے باکی کی صفات سے بھی متصف تھے۔ آپ نہایت حلیم الطبع تھے۔ اکثر غربا کی دعوت قبول فرمایا کرتے تھے اور ان کے ہاں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ مگر کھانا طبیعت پر موقوف تھا۔ اگر کوئی اصرار کرتا تو کوئی عذر فرما کر معذرت خواہ ہو جاتے۔ اور فرماتے "میں آ گیا میرے ساتھیوں نے کھا لیا۔" پھر میزبان اصرار نہ کرتے۔ آپ کا یہ فعل تقویٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ مزید برآں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے اس ارشاد کے بھی مطابق ہے جس میں حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ "ہر کسی کی روٹی مت کھا بلکہ ہر کسی کو روٹی کھلا۔" غرضیکہ آپ اپنے آبا و اجداد اور مشائخ عظّام کے محاسن کا بہترین نمونہ تھے۔

حق گوئی و بے باکی

بمقدمہ تونسہ شریف آپ کو بحیثیت گواہ پیش ہونا تھا۔ کریم بخش وکیل نے آپ سے عرض کیا کہ جو کچھ میں آپ کو کہوں وہی بیان دیجئے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے جو کچھ پوچھا جائیگا سچ سچ بیان دے دوں گا۔ مگر اُس نے پھر اصرار کیا۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ غصّہ سے فرمایا کیا تم مجھ سے جھوٹ بلوانا چاہتے ہو۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ جب جج نے آپ سے پوچھا کہ کیا خواجہ محمودؒ اپنے والد بزرگوارؒ (حضرتِ ثانی خواجہ شاہ اللہ بخشؒ) سے مجازِ بیعت ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کیا آپ بھی اپنے دادا جانؒ (حضرت ثانی صاحبؒ) سے مجازِ بیعت ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں تو اپنے والدِ بزرگوار (حافظ محمد موسیٰؒ) سے مجازِ بیعت ہوں۔

Marfat.com

جج نے پوچھا کہ آپ کو اپنے والدِ بزرگوار سے کیا ملا ہے؟ اس کی کیفیت بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ "یہ اُس شخص کو بتایا جا سکتا ہے جو اس کا اہل ہو۔ چونکہ تم اس کے اہل نہیں ہو اس لئے تمہیں اس کے متعلق نہیں بتایا جا سکتا"۔ ڈسٹرکٹ جج نے فیصلہ لکھتے وقت یہ بھی لکھا تھا کہ آپ جیسا سچا شخص دنیا میں مَیں نے نہیں دیکھا ہے اگرچہ انہیں معلوم تھا کہ ایسا بیان دینے سے انہیں مقدمہ میں نقصان رہے گا۔ مگر پھر بھی حق گوئی سے باز نہیں رہے۔

تحمّل و بُردباری:۔

میاں حافظ احمد جعفر سے منقول ہے کہ آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں ایک درویش قیام پذیر تھا۔ آپ ہمیشہ اس کی خاطر مدارات فرماتے اور بہت خیال رکھتے۔ ایک دفعہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے اس درویش سے کہا کہ حضرت خواجہ صاحب قبلہ سفر سے واپس آئے ہیں۔ تم بھی جا کر سلام و قدم بوسی کرو۔ اُس نے جواباً آپ کی شان میں چند نازیبا کلمات کہے۔ جو میرے لئے ناقابلِ برداشت تھے۔ میں نے اُسے بہت زیادہ سخت سُست کہا۔ یہ بات آپ تک پہنچ گئی۔ آپ نے مجھے بلا کر یہ حکایت بیان فرمائی:

"حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی رہتا تھا۔ آپ کے سامنے تو آپ سے عزت و احترام سے پیش آتا۔ مگر آپ کی غیر حاضری میں نازیبا کلمات کہتا۔ ایک دن جب وہ آیا تو حضرت خواجہ حسن بصریؒ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اُس نے عرض کیا کہ حضرت میں اس لائق کہاں۔ فرمایا کہ تم میرے بہت بڑے محسن ہو اس لیے کہ تم ساری رات عبادت کرتے ہو۔ اور دن کے وقت میری شکایتیں کرتے ہو اور مجھے بُرا بھلا کہتے ہو۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص دوسرے کی غیبت کرتا ہے۔ اُس کی نیکیاں دوسرے کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔ اس حدیث کے مطابق تم میرے محسن ہو۔ اِس لئے تمہاری تعظیم کے لئے کھڑا ہوں"۔

اس حکایت کے بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر وہ درویش میری شکایت

Marfat.com

کرتاہے اور مجھے بُرا بھلا کہتا ہے تو وہ اپنی عبادت کا ثواب مجھے دیتا ہے میں اس کے عوض اگر کھانا کپڑا دیتا ہوں تو کونسی بڑی بات ہے۔ وہ میرا خیر خواہ ہے دُشمن نہیں ہے اُسے کچھ نہ کہا کرو۔"

مشائخ کی تعظیم:-

جناب دیوان صاحب پاکپتن شریف کسی وجہ سے آپ سے ناراض ہو گئے تھے چنانچہ آپ کی نذر قبول نہیں کرتے تھے۔ مگر آپ ہمیشہ قدم بوسی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے۔ اور ان کی صحبت میں بیٹھنا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے۔ اسی حالت میں بیس۲۰ برس گزر گئے اور دونوں کے رویے میں سرمو فرق نہ آیا۔ آخر ایک دن حضرت دیوان صاحب نے اپنے پاس بلایا۔ نذر قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا "میں تم سے راضی ہُوا واقعی تم آزمائش میں کامیاب نکلے"

آپ تقریباً ستائیس برس سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز رہے اور ایک جہان کو فیض یاب فرماتے رہے۔ لاکھوں افراد کو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں داخل فرما کر تقویٰ اور پرہیزگاری کے راستہ پر گامزن کرایا۔ لاتعداد صاحب استطاعت افراد کو سلوک و معرفت کی منازل طے کرانے کے بعد خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ غرضیکہ پنجاب۔ سندھ۔ افغانستان بلوچستان۔ بہاولپور۔ بیکانیر۔ جودھپور۔ دہلی شریف اور اجمیر شریف کے گوشہ گوشہ میں آپ کا فیضانِ رُوحانی پہنچا اور لاکھوں انسان آپ کے حلقۂ غلامی میں داخل ہو کر اپنی مُراد کو پُہنچے۔

علالت و وصال:-

ماہ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ میں آپ حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی کے عُرس مُبارک میں شرکت کے لئے چشتیاں شریف تشریف لے گئے۔ وہیں آپ کی طبیعت علیل ہو گئی۔ اسی حالتِ بیماری میں عُرس مبارک کے اختتام پر آپ دہلی شریف تشریف لے گئے اور وہاں حضراتِ خواجگانِ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں سے واپسی پر پاکپتن شریف

Marfat.com

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ وہاں سے راتوں رات بذریعہ کار تونسہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ تونسہ شریف پہنچ کر طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ آخر ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ (۳۰۔ اپریل ۱۹۳۲ء) کو آپ کا وصال ہوگیا۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلیہِ راجِعُون۔ آپ کو روضۂ مبارک میں حضرت خواجہ حافظ محمدؐ موسیٰؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ مفتی محمد عبدالعلیم مسکینؒ نے اس مصرع سے آپ کی تاریخِ وصال نکلی :

جنابِ خواجۂ حامد بسند شہید شنو

۱۳۵۰ھ

اولاد :

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین فرزند عطا کیے۔ سب سے بڑے حضرت خواجہ حافظ سدیدالدّین صاحبؒ۔ دُوسرے حضرت خواجہ خان محمدؐ صاحبؒ۔ تیسرے حضرت خواجہ محمدؐ یوسف صاحب مدظلّہ العالی۔

سجّادگی :۔

حضرت خواجہ محمدؐ حامدؒ کے وصال کے بعد حسبِ دستورِ خاندان آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت خواجہ حافظ غلام سدیدالدّین تونسویؒ مسندِ نشین ہوئے۔

خلفاء :

حضرت خواجہ محمدؐ حامدؒ کے بے شمار خلفاء تھے، ان میں سے چند خلفاء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ خدابخش صاحب مہاروی۔ مہار شریف

۲۔ حضرت خواجہ حافظ غلام سدیدالدّین تونسویؒ سجّادہ نشین تونسہ شریف

۳۔ حضرت خواجہ خان محمدؐ تونسویؒ سجّادہ نشین تونسہ شریف

۴۔ حضرت خواجہ قمرالدّین سیالویؒ سجّادہ نشین سیال شریف

Marfat.com

۵۔ مولوی عبدالمعبود معینیؒ ۔ اجمیر شریف

۶۔ حضرت عبدالحکیمؒ نل والے ۔ دہلی شریف

۷۔ حضرت عبدالعزیز عرف عزیز میاںؒ ۔ الہ آباد

۸۔ حضرت عبدالمالکؒ ۔ غزنی خیل ۔ صوبہ سرحد

۹۔ حضرت مولوی فتح محمدؒ ۔ مہوئی ۔ تحصیل تونسہ شریف

۱۰۔ حضرت میاں محمدؒ ۔ حامد آباد ۔ تحصیل فتح جنگ ضلع کیمبل پور

Marfat.com

پانچواں باب

حضرت خواجہ

حافظ غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۸ رمضان ۱۳۲۷ھ تا ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ

○

ایک عقیدت مند نے آکر اپنا سر زمین پر رکھا۔ آپ بہت ناراض ہوئے۔ فرمایا: "یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے پر رحمت کی نظر ڈالتے ہیں تو پیشانی پر ڈالتے ہیں۔ اس لئے میں قطعاً پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میرے سامنے اپنی پیشانی زمین پر رکھے"۔

○

Marfat.com

ولادت اور تعلیم و تربیت:

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدّینؒ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۸۔ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ بروز جمعۃ المبارک جلال آباد ضلع فیروزپور (بھارت) میں اپنے نانا نواب نظام الدّین خان صاحب والئِ ریاست ممدوٹ کے دولت کدہ پر ہوئی۔ آپ نے علومِ ظاہری مختلف اساتذہ کرام سے حاصل کیے۔ سب سے پہلے حافظ فتح دین صاحب سے قرآن مجید پڑھا۔ پھر قاری عبدالحکیم صاحب ملتانی سے حفظ کیا اور علم قرأت سیکھا ازاں بعد آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے فاضل اُستاد جناب شیخ غلام رسول صاحب سے فارسی عربی اور درسِ نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ مولوی عبداللہ ککھڑی سے بھی چند علوم حاصل کیے اور آخر میں جامعہ ازہر (مصر) سے علومِ دینی کا نصاب منگوا کر ان کتابوں کی تعلیم کے بعد جامعہ ازہر کا امتحان دیا اور سند حاصل کی۔

بیعت و خلافت:

منقول ہے کہ حضرت خواجہ محمّد حامدؒ نے ایک دن آپ کو طلب کیا اور حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمانؒ کے روضہ شریف میں اپنے ہمراہ لے گئے، آپ کو حکم دیا کہ غلاف شریف کو مضبوطی سے پکڑ لو اور خود قبلہ رُو کھڑے ہو کر توجہ فرمائی۔ چند منٹ کے بعد آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا "سدید الدّین مبارک ہو کہ حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمانؒ نے تمہیں اپنی ارادت و غلامی میں قبول فرمالیا ہے۔" اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمانؒ سے روحانی بیعت کی اور پھر ظاہری طور پر اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمّد حامدؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور جملہ مراحلِ تربیتِ روحانی طے کرنے کے بعد خلافت کی نعمت سے فیض یاب ہوئے۔

سجّادگی:

آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمّد حامدؒ کا وصال ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ

کو ہُوا۔ وصال کے تیسرے دن حسبِ دستورِ خاندان آپ کی تقریبِ سجّادگی ہوئی، جس میں حضرتِ خواجگانِ مہاردی، حضراتِ خواجگانِ تونسوی، جملہ اکابرین خاندان اور محبّین و متوسّلینِ سلسلہ عالیہ سلیمانیہ نے شرکت کی۔ آپ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو سجّادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے اور تقریباً تیس برس جلوہ افروز رہے۔ اس دورِ سجّادگی میں آپ نے تبلیغِ دین اور قیامِ پاکستان کے لیے جو خدمات انجام دیں، وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

عبادت و ریاضت:

ابتدائی دور میں آپ نے بہت ریاضت کی۔ منقول ہے کہ جب آپ نے قرآنِ پاک ناظرہ پڑھ کر حفظ کرنا شروع کیا۔ تو حضرت خواجہ محمدؐ حامدؒ نے آپ کو حکم دیا کہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کے مزارِ مبارک کے سرہانے اکتالیس دن چلہ کشی کریں اور ہر روز حصنِ حصین کھڑے ہو کر ختم کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ چلّہ ختم کیا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو آپ کو حضراتِ خواجگانِ دہلویؒ کے مزاراتِ مقدسہ پر چلہ کشی کرنے کی خاطر دہلی شریف جانے کا حکم ملا۔ آپ روانہ ہوگئے اور تمام مزارات مبارکہ پر حاضری دی اور چلّہ کیا۔ آپ نے وہاں اس قدر ریاضت کی کہ روایت ہے کہ آپ عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ دہلی شریف سے آپ روحانی دولت سے مالامال ہو کر واپس لوٹے۔

حج مبارک:

آپ ۱۳۷۱ھ میں حج مبارک کے لئے الحرمین الشریفین تشریف لے گئے۔ جب آپ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو آپ نے جذب و کیف کے عالم میں روضۂ اقدس کی جالیوں کو بوسے دیئے۔ روضۂ اقدس و مسجدِ نبوی کے خدام نے آپ کو منع کیا۔ آپ نے انہیں احادیثِ مبارکہ اور روایاتِ صحیحہ سے دلائل دے کر قائل کر لیا۔ چنانچہ اس کے

Marfat.com

بعد آپ جتنا عرصہ وہاں حاضر رہے آپ کو خدّام نے منع نہ کیا۔ اس مبارک سفر کے دوران اور مکّہ معظّمہ اور مدینہ منوّرہ کے قیام میں آپ کا معمول تھا کہ آپ روزانہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتے اور حصن حصین کا ختم بھی کرتے۔ منقول ہے کہ مدینہ طیبّہ کے قیام کے دوران آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے بھی فیض یاب ہوئے۔

چہ حُسنت آنکہ دریک دم رخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بارِ دگر بینم

محاسن:

پابندیٔ شریعت:۔ ایک مرتبہ روضہ شریف کے سامنے تشریف فرما تھے کہ ایک عقیدت مند نے آکر اپنا سر زمین پر رکھ دیا۔ آپ بہت ناراض ہوئے۔ فرمایا اے بے وقوف عالم ہوکر خلافِ شرع عمل کرتا ہے۔ یاد رکھ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر رحمت کی نظر ڈالتے ہیں تو پیشانی پر نظر ڈالتے ہیں اس لیے میں قطعاً ناپسند کرتا ہوں بلکہ ناجائز سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص میرے سامنے اپنی پیشانی زمین پر رکھے۔

عجز وانکسار:

منقول ہے کہ آپ ایک دفعہ آستانہ عالیہ میں تشریف لائے تو خدّام نے آپ کے بیٹھنے کے لئے چادر بچھائی۔ مگر آپ نے چادر پہ بیٹھنے سے انکار کر دیا اور زمین پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ والدی و مُرشدی حضرت خواجہ محمد حامدؒ کا یہی طریقہ تھا کہ وہ آستانہ عالیہ میں زمین پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ لہٰذا مجھے اپنے شیخ کا طریقہ اچھا لگتا ہے اور لذّت دیتا ہے۔

حکمت:

حاجی عبدالستار افغانی نے ایک دفعہ عرض کیا کہ یا حضرت مشائخ سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ بیعت کرتے وقت مرید کو کوئی وظیفہ بتلاتے تھے مگر آپ مرید کو کوئی وظیفہ تلقین نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ در اصل اس میں حکمت یہ ہے کہ شیخ جب اپنے

Marfat.com

مرید کو کوئی وظیفہ بتا دیتے ہے تو اس کا پابندی کے ساتھ پڑھنا مرید پر لازم ہو جاتا ہے۔ یہ زمانہ غفلت اور سُستی کا ہے۔ استعداد اس قدر کم ہو گئی ہے کہ لوگ فریضہ نمازِ پنجگانہ بھی ادا نہیں کرتے اور اس کی ادائیگی میں بھی غفلت کرتے ہیں، وظیفہ کی پابندی کیسے کریں گے اس لیے میں مرید پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

حق گوئی و بے باکی:

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے عُرس مُبارک کے موقعہ پر بوقتِ رسم باب الجنت نماز کے وقت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ آپ نے گورنر پنجاب سے اختلاف کرتے ہوئے نظامی مسجد میں صحیح وقت پر علیحدہ جماعت کرائی، جس میں دیگر مشائخ و علمائے کرام کے علاوہ حضرت خواجہ میاں نورجہانیاں صاحب سجادہ نشین آستانہ معلّیٰ چشتیاں شریف نے بھی آپ کی اقتدا میں دوبارہ نماز پڑھی ؎

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

مُرشد خانے کا احترام:۔

آپ اپنے آبا و اجداد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے مُرشد زادوں کا بیحد احترام کرتے تھے۔ چشتیاں شریف کی حاضری کو مقدّم سمجھتے تھے اور عُرس مُبارک کی تقاریب میں اپنے جملہ رفقاء و معتقدین کے ساتھ کئی دن حاضر رہتے اور لنگر جاری رکھتے تھے۔ آپ نے تعمیرات کے سلسلہ میں بھی بہت خدمات انجام دیں چنانچہ شعبان ۱۳۷۷ھ میں آپ نے قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمّد مہارویؒ (پیر و مُرشد حضرت خواجہ شاہ محمّد سلیمان تونسویؒ) کے مزارِ مبارک کی مرمت کا منصوبہ بنا کر اس پر کام شروع کرایا۔ دورانِ تعمیر آپ نے بھی اس میں بطور مزدور شرکت کی۔ آپ بہ نفسِ نفیس گارے کی کڑاہیاں اپنے سر پر اٹھاتے تھے اور معماروں تک

Marfat.com

پہنچاتے تھے۔ جب آپ کو اس خدمت سے روکا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ عین سعادت ہے۔ مزید فرمایا کہ جب والدِ گرامی حضرت خواجہ محمدؒ حامدؒ نے مزارِ مقدّس کی مرمت کرائی تھی تو وہ خود بھی بحیثیت مزدور کام کرتے رہے تھے اور گارا اپنے سر پر اٹھا کر لاتے تھے۔ میں بھی والدی و مرشدی کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت قبلہ عالمؒ مجھ سے یہ خدمت لے رہے ہیں۔

درگاہ معلّٰی اجمیر شریف کی خدمت:

حضراتِ خواجگانِ تونسویؒ کا اجمیر شریف کی درگاہ شریف سے گہرا رابطہ رہا ہے۔ حضرت ثانی شاہ اللہ بخشؒ جب حج مبارک پر تشریف لے گئے تو پہلے اجمیر شریف حاضری دی اور وہیں اپنے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ حافظ محمدؒ موسیٰؒ کو مزارِ مبارک کے اندر لے جا کر خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمدؒ حامدؒ بھی درگاہ اجمیر شریف کی مقبول ترین شخصیت تھے۔ خدامِ درگاہِ عالیہ میں سے بیشتر آپ سے بیعت تھے اور عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کو بھی اپنے آبا و اجداد کی طرح درگاہ شریف سے عقیدت تھی اور آپ بھی اپنے آبا و اجداد کی طرح وہاں عزّت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے بھی وہاں بے شمار مرید تھے۔ بلکہ اجمیر شریف کے قرب و جوار کے والیانِ ریاست بیکانیر، جودھپور اور جے پور کے راجے مہاراجے اور ہندوستان کے بے شمار ہندو سکھ عیسائی بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔

اجمیر شریف کی درگاہِ معلّٰی کے انتظام و انصرام کو قانونی شکل دلوانے اور درگاہ بل پاس کرانے میں زیادہ تر حصہ آپ ہی کا ہے۔ آپ مدّتوں درگاہ کمیٹی کے صدر بھی رہے اور اپنے حسنِ انتظام سے ہر طبقۂ فکر سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔

رسمِ شبّیری:

تاریخ گواہ ہے کہ ملّتِ اسلامیہ پر جب بھی کبھی کوئی نازک وقت آیا، مشائخِ عظام

صُوفیائے کرام اور علمائے حق نے خانقاہوں اور مدرسوں سے نکل ملک ملت کی راہ نمائی کی۔ برِّصغیر میں بھی جب تحریکِ پاکستان کا آغاز ہُوا اور غیر اسلامی قوتوں نے پاکستان کی مخالفت کی تو حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا ؎

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبّیری

چنانچہ اس معرکۂ حق و باطل میں جہاں بہت سے علماء اور مشائخ نے حصہ لیا وہاں آپ کا نامِ نامی سرِ فہرست ہے۔

تحریکِ پاکستان :-

آپ نے تحریکِ پاکستان میں ایک مجاہد کی طرح فعّال کردار ادا کیا۔ آپ ۱۹۴۵ء میں مُسلم لیگ کے باقاعدہ رُکن بنے۔ آپ نے شب و روز مُسلم لیگ کے لیے کام کیا اور اپنے عقیدت مندوں کو مُسلم لیگ میں شامل ہونے کی تلقین کی۔ اگرچہ بہت سے ہندو والیانِ ریاست آپ کے معتقد تھے اور اجمیر شریف میں آپ کی ذاتی جاگیر بھی تھی مگر آپ کو کوئی خوف یا لالچ راہِ حق سے باز نہ رکھ سکا۔ آپ بلا خوف تحریکِ پاکستان کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ نے اپنے لاکھوں مریدوں کو عام انتخابات میں مسلم لیگ کے حق میں ووٹ ڈالنے اور انہیں کامیاب بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مسلم لیگ کو فتح نصیب ہوئی۔

تعمیرِ پاکستان :

قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے صرف تعمیرِ پاکستان اور نفاذِ اسلام کی خاطر انتخابات میں حصّہ لیا چنانچہ ایک دفعہ فرمایا کہ :

"میں جو یہ ممبری کر رہا ہوں اس کا مطلب دنیا طلبی یا جاہ و حشم کی خواہش نہیں بلکہ یہ ایوانِ حکومت تک کلمۂ حق پہنچانے کا ذریعہ ہے تاکہ کل

Marfat.com

قیامت کے دن مجھ سے یہ نہ پوچھا جائے کہ تو نے حق و صداقت کے لیے کوشش کیوں نہیں کی۔" السّعی منّی والاتمام من اللہ تعالیٰ۔

آپ ۱۹۵۰ء میں جناح عوامی مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ڈیرہ غازی خان کے حلقہ سے پنجاب اسمبلی کے رکن بنے اور جب وحدتِ مغربی پاکستان (ون یونٹ) کا قیام عمل میں آیا تو آپ دوبارہ رکن بنے۔ سیاست میں یہ عملِ اشتراک محض اعلائے کلمۃ الحق کے لئے تھا۔

استحکامِ پاکستان:

آپ نے استحکامِ پاکستان اور سربلندئ اسلام کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد ملّتِ اسلامیہ پاکستانیہ پر ایک نازک وقت آیا جب مسئلہ کشمیر پیدا ہوا۔ انگریز، ہندو اور مہاراجہ کشمیر نے باہمی گٹھ جوڑ کر کے ایک گہری سازش کے تحت کشمیر کا مشروط الحاق ہندوستان سے کر دیا۔ اس سازش کے نتیجہ میں آزادئ کشمیر کی جنگ کا آغاز ہوا۔ جنگ نے جہاد کی صورت اختیار کر لی۔ آپ نے اس جہاد میں شرکت کے لیے اپنے مریدین کو ترغیب دی۔ چنانچہ آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے ہزاروں عقیدت مندوں نے اس جہاد میں شریک ہو کر دادِ شجاعت دی۔ آپ نے خود بہ نفسِ نفیس میدانِ جہاد میں جانے کا ارادہ کیا مگر حکومتِ پاکستان نے تشکریہ کے ساتھ اجازت نہ دی۔

خراجِ عقیدت:

آپ کے سیاسی کردار کے بارے میں میری معلومات بہت محدود تھیں۔ چنانچہ میں نے پاکستان کے ممتاز صحافی، تحریکِ پاکستان کے نڈر مجاہد اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے پیر بھائی جناب میاں محمد شفیع صاحب (م۔ ش) کو ایک خط لکھا۔ میاں صاحب موصوف آپ کے ساتھ پنجاب اسمبلی کے رکن تھے۔ بلکہ اسمبلی ہال میں آپ کے ہم جلیس

Marfat.com

(SEAT FELLOW) تھے۔ انہوں نے بکمال نوازش جواب سے سرفراز فرمایا۔
آپ کے بارے میں انہوں نے اپنے مکتوب گرامی میں تحریر کیا ہے کہ :

"حضرت مولانا خواجہ حافظ سدید الدّین صاحبؒ ایک عالم باعمل تھے انہوں نے تحریکِ پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔ ڈیرہ غازی خاں سے ایک ضمنی انتخاب میں جو یونینسٹ۔ کانگرس اور اکالی اتحاد (COALITION) کے زیرِ اہتمام منعقد ہوا تھا۔ حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین صاحبؒ نے اپنے آپ کو مُسلم لیگ کے امّیدوار کی حمایت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ اپنی رولز رائس کار میں حلقۂ انتخاب میں جگہ جگہ گھوم کر مُسلم لیگ کا پیغام عوام تک پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میدان مُسلم لیگ کے ہاتھ رہا۔"

"حضرت قبلہ خواجہ حافظ سدید الدّین صاحبؒ سے ۱۹۵۱ء میں صوبائی اسمبلی میں بطور مُسلم لیگی رُکن اسمبلی عموماً ملاقات رہتی تھی۔ حافظ صاحبؒ قول کے پکّے اور وعدے کے سچے تھے۔ اگرچہ ان کا رشتہ داری کے لحاظ سے نواب ممدوٹ سے تعلّق تھا۔ لیکن چونکہ نواب صاحب مُسلم لیگ کو چھوڑ چکے تھے۔ اس لیے نواب صاحب کے لیے ذاتی احترام کے باوجود قبلہ خواجہ حافظ صاحبؒ نے حزبِ اختلاف سے تعلّقات منقطع نہ کیئے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا تھا کہ نواب صاحب کے گرمی کھانے کے باوجود حافظ صاحبؒ نے وہی کیا جو اُن کی ضمیر کا تقاضہ تھا۔"

"حضرت قبلہ خواجہ حافظ صاحبؒ اسمبلی کے کوئی معرکۃ الآراء مقرّر نہ تھے لیکن وہ ایک باضمیر، دیانتدار، مخلص اور دردمند انسان تھے جو سچّی بات کہنے سے کبھی گریز نہیں فرماتے تھے۔ میں نے تونسہ شریف میں ان کے آستانے پر حاضری کے دوران محسوس کیا تھا کہ تونسہ شریف کی گدّی شریف کے وابستگان حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ کے احترام و عقیدت میں کوئی کسر

Marfat.com

اٹھا نہیں رکھتے تھے۔ لیکن حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ اپنے عظیم اسلاف کی مقدّس روایات کی روشنی میں اپنے مریدوں سے ہمیشہ خوش خلقی اور محبّت سے پیش آتے تھے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ اپنی جہالت کے باعث میں حضرت قبلہ خواجہ حافظ سدیدالدّین صاحبؒ سے سیٹ فیلو (SEAT FELLOW) ہونے کے باوجود اکتساب فیض سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتوں اور انوار کی بارش فرماویں۔ آمین۔"

شعروشاعری:۔

حاجی عبدالستار افغانی سے منقول ہے کہ آپ شعر بھی کہتے تھے۔ رضا اور حافظ تخلّص کرتے تھے۔ آپ کا فارسی غزلیات کا ایک دیوان تیار ہوگیا تھا۔ مگر آپ نے اس کا کبھی اظہار نہ فرمایا۔ مولوی گل محمد صاحب (چودھواں والے) کو ایک دن وہ دیوان مل گیا۔ وہ نقل کرنے لگے۔ ابھی صرف ایک غزل نقل کی تھی کہ آپ نے وہ دیوان واپس منگوالیا۔ اس نقل شدہ غزل کے چند اشعار یہ ہیں۔

دلدار گفتا کیستی گفتم دُعا گوئے شما — عزمِ کجا داری بگو گفتم سر کوئے شما
گفتا چرا دل خستہ گفتم کہ زخمے خوردہ ام — گفتا کہ زد تیغِ جفا گفتم دو ابروئے شما
گفتا کہ نام خود بگو گفتم کہ من حافظ سگم — گفتا زِ سگانِ کیستی گفتم سگِ کوئے شما

ایک اور غزل کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

تمہارے حُسن کی ہے اس چمن میں جلوہ افروزی
اسی سے چشمِ پُرنم نے بھی کی ہے بہرہ اندوزی
ادائے کج کلاہاں راچہ داند مدّعی جاہل!
کہ ایں حاصل نہ گردد غیر دلدوزی وجانسوزی

یہ شعر بھی آپ کا ہے:

زلطفِ شاہِ سلیمانؒ زنورؒ وفخرالدّینؒ — سگے ست خاکِ درِ حامدیؒ سدیدالدّینؒ

Marfat.com

اقوالِ زرّیں:

حضرت خواجہ حافظ سدید الدّینؒ کے ملفوظات کے مرتّب جناب حاجی عبدالستار افغانی ملفوظات کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ فرید الدّین عطارؒ اپنی تالیف تذکرۃ الاولیاء کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے غور کرنے کے بعد معلوم ہُوا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور حدیثِ پاک پڑھنے کے بعد تمام باتوں سے بہتر بزرگوں کا ذکر ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے پُوچھا گیا کہ مرید کو بزرگوں کی حکایات پڑھنے یا سُننے سے کیا فایدہ حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مردانِ خدا کا ذکر اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا لشکر ہے جس سے مریدِ ضعیف کو قوّت اور امداد ملتی ہے۔ احقر نے اپنے پیر بھائیوں کو نفع پہنچانے کی غرض سے اس کتاب میں اپنے شیخ معظّم حافظ جی حضرت خواجہ غلام سدید الدّینؒ کی زبانِ گوہر فشاں سے جو فوائد سُنے اور آپ کے جو حالات و کرامات اپنی آنکھوں سے دیکھے یا راست گو پیر بھائیوں سے سُنے درج کر دیے ہیں۔"

اس کتاب کا اُردو ترجمہ مولوی محمود سدیدی صاحب خطیب جامع مسجد آستانۂ عالیہ سلیمانیہ نے کیا ہے۔ اس تالیفِ لطیف میں سے چند ملفوظات پیش کیے جا رہے ہیں

(۱)

ایک دفعہ حضرت خواجہ محمد حامدؒ نے آپ سے فرمایا کہ "میں ہر وقت تمہارے لئے حضراتِ خواجگانؒ کی توجہ طلب کرتا رہتا ہوں یہ بتاؤ کہ تمہیں اسم اعظم معلوم ہو گیا ہے یا نہیں"۔ آپ نے عرض کیا کہ "مجھے اسم اعظم معلوم ہے"۔ انہوں نے فرمایا کہ "بتاؤ اسم اعظم کیا ہے؟" آپ نے عرض کیا کہ "اپنے پیر و مرشد کا نام مرید کے لیئے اسمِ اعظم[1] ہے۔"

---

[1] اسمِ اعظم کے بارے میں مختلف کُتب میں بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر اس سلسلہ میں حضرت خواجہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ایک دفعہ عبدالستار افغانی نے عرض کیا کہ حضرت مولانا رومؒ نے فرمایا ہے:

یک زمانہ صحبتِ با اولیا   بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

اس کی دلیل کیا ہے؟ حضرت حافظ سدید الدین صاحبؒ نے فرمایا کہ "اگر کوئی شخص ایک سو سال تک بھی عبادت کرتا رہے تو اُسے کیا معلوم کہ اُس کی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور و قبول بھی ہوتی ہے یا نہیں لیکن ولی کامل کی صحبت یقینی طور پر عملِ مقبول ہے کیونکہ ولی کامل اپنی صحبت میں اُس وقت آنے دیتے ہیں جب اس کی حاضری پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے قبول کرا لیتے ہیں"۔ مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ "شیخ کی رضامندی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ پس جس نے اپنے شیخ کو راضی کر لیا اُس نے اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا"۔

ابراہیم بن ادہمؒ کا قول بہت مختصر اور جامع ہے۔ منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اسمِ اعظم جانتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؒ نے جواباً فرمایا۔ "جی ہاں جانتا ہوں۔ اسمِ اعظم یہ ہے کہ تم اپنے پیٹ کو لقمۂ حرام سے اور دل کو حُبِّ دنیا سے پاک وصاف رکھو۔ تو پھر اسمائے الٰہی میں سے جس اسم مبارک کو بھی پڑھو گے وہ اسمِ اعظم ہوگا"۔
میرے والدِ گرامی حضرت مولوی محمدؐ حسین قیس چشتی سلیمانیؒ فرماتے تھے کہ انہوں نے ایک دفعہ حضرت خواجہ شاہ محمدؐ عبدالصمد فخری فریدی دہلویؒ سے اسمِ اعظم کے بارے میں سوال کیا تو حضرت صاحب دہلویؒ نے فرمایا کہ "شیخ اپنے مرید کو بیعت کرتے وقت اسمائے الٰہی میں سے جو اسم بطور ورد بتاتا ہے وہ اسمِ الٰہی اُس مرید کے لئے اسمِ اعظم ہوتا ہے"۔
شاہنامۂ اسلام کے مصنف شاعرِ اسلام جناب حفیظ جالندھری مرحوم نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت لکھتے ہوئے ایک ایسا شعر کہا ہے جس میں اسمِ اعظم کی بہترین تشریح کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

وہ نورِ لم یزل جو باعثِ تخلیقِ عالم ہے
خدا کے بعد جس کا اسمِ اعظم اسمِ اعظم ہے

(مرتّب)

Marfat.com

(۳)

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ علم ضرور حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ علم کے بغیر آدمی کچھ بھی نہیں۔ خداوند تعالیٰ جاہل کو بزرگی عطا نہیں کرتے۔ علم شرطِ اوّل ہے۔ اس لئے کہ

؎ بے علم نتواں خدا را شناخت [۱]

(۴)

فرمایا۔ بزرگوں نے بلند مقامات محنت و ریاضت سے حاصل کئے ہیں۔ شیخ طریقت کو چاہیئے کہ مجاہدات و ریاضات میں ہر وقت کوشاں رہے۔ بلند مقامات پر پہنچ کر بھی مجاہدات میں تساہل نہ کرے۔ اپنے آپ کو ہرگز ظاہر نہ کرے۔ اور شہرت کو بالکل پسند نہ کرے۔ اس لئے کہ چھُپنے میں راحت ہے اور شہرت میں آفت۔

علالت و وصال:

ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ میں آپ بیمار ہوئے۔ بیماری طول پکڑتی گئی۔ جب مقامی علاج کارگر ثابت نہ ہوئے تو علاج کے لیے میو ہسپتال لاہور میں داخل ہو گئے۔ وہاں تقریباً ایک ماہ ماہر ڈاکٹروں کے زیرِ علاج رہے۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آپ نے واپسی کا حکم دیا۔ لاہور سے تونسہ شریف بذریعہ کار روانہ

---

[۱] مشائخ چشت کا ایک محکم اصول یہ تھا کہ وہ کبھی ایسے شخص کو خلافت نہیں دیتے تھے جس نے علوم ظاہری کی تکمیل نہ کر لی ہو۔ حضرت بابا فریدالدّین گنج شکرؒ اور حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوب الٰہیؒ نے کبھی کسی ایسے شخص کو خلافت نہیں دی جو صاحبِ علم نہ ہو۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ سے پوچھا گیا کہ خلافت کے لئے کن اوصاف کی ضرورت ہے تو آپ نے فرمایا :- "اس کام کے لئے بہت سے اوصاف درکار ہیں۔ لیکن جس زمانہ میں کہ میرے خواجہ (خواجہ فریدالدّین گنج شکرؒ) نے مجھے دولتِ خلافت سے نوازا تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تجھے علم، عشق، عقل تینوں چیزوں سے نوازا ہے اور جو شخص یہ تین صفات رکھتا ہو اُسے مشائخ کی خلافت سزاوار ہے۔" (مرتّب)

Marfat.com

ہو گئے۔ طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ آپ کے ایک دیرینہ ہم جماعت حافظ غلام رسول پراچہ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ مجھے قرآن پاک سے فلاں فلاں سورتیں پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ وہ حسب الارشاد آپ کو مطلوبہ سورتیں سناتے رہے اور یوں سفر کٹتا رہا۔ مگر اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا، ابھی راستہ میں تھے کہ پیغام وصال آن پہنچا۔ بھائی پھیرو اور پتوکی کے درمیان سبزہ زار جنگل میں بتاریخ ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ بروز یک شنبہ گیارہ بجے قبل دوپہر آپ واصل بحق ہو گئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔ آپ کا جسدِ مبارک تونسہ شریف پہنچا جہاں ایک کہرام مچ گیا۔ تجہیز و تکفین و نمازِ جنازہ کے بعد آپ آستانۂ عالیہ سلیمانیہ میں روضۂ مبارک کے اندر حضرت ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش رح کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

خلفاء:

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین رح نے متعدد اصحاب کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ اُن میں سے چند خلفاء کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ خلیفہ سید معین الدین صاحب خامس اجمیری۔ حیدر آباد
۲۔ خلیفہ حاجی محمد خان رح ساکن راجستھان
۳۔ خلیفہ ضیاء الدین رح عرف زین الزاہدین۔ اجمیر شریف۔
۴۔ میاں غلام نبی صاحب سجادہ نشین شیخ فاضل۔ بوریوالہ۔ ضلع ملتان
۵۔ صوبن فقیر صاحب ساکن نزد اڈہ سنجر سیداں۔ تحصیل تونسہ شریف
۶۔ فقیر اسماعیل صاحب ساکن اندرونِ کوہ۔ تحصیل تونسہ شریف
۷۔ بورہ شاہ صاحب ساکن ججہ عباسی مواضعات خان پور
۸۔ غلام مصطفٰے صاحب بھٹہ ساکن ملتان

سجادگی:

آپ کی اولاد نہ تھی۔ اس لئے حسب دستورِ خاندان وصال کے تیسرے دن

Marfat.com

بتاریخ ۱۵ شوال ۱۳۷۹ھ (= ۱۳ اپریل ۱۹۶۰ء) آپ کے حقیقی برادرِ خورد حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسویؒ مسندِ سجّادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ کی سجّادگی کے بارے میں شاہ محمدؒ پہلوان (درہ پیزو) سے منقول ہے کہ جناب میاں اللہ داد صاحب مہاروی فرماتے ہیں۔

"حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدینؒ کے وصال سے چند روز قبل بروز جمعۃ المبارک حضرت خواجہ گُل محمدؒ (فرزند حضرت خواجہ خیر محمدؒ) آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ حاضری کے بعد واپس جا رہے تھے کہ چاندی والے دروازہ پر ان کی ملاقات حضرت خواجہ نظام الدینؒ (فرزند حضرت خواجہ محمودؒ) سے ہوئی۔ وہ آستانہ عالیہ پر حاضری دینے آ رہے تھے۔ اور ہم آپ کے ساتھ تھے۔ خواجہ گُل محمدؒ نے خواجہ نظام الدینؒ سے فرمایا۔

"اے نظام ہمارا سجّادہ نشین جا رہا ہے۔ میں حکم دیتا ہوں کہ آپ خواجہ خان محمدؒ کی سجادہ نشینی کی دستار باندھیں گے۔"

حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے عرض کیا کہ یہ تو حضرت دا داجان کا کام ہے۔ خواجہ گُل محمدؒ نے فرمایا کہ میں ابھی دادا صاحبؒ سے فیصلہ کر کے آ رہا ہوں۔"

"تقریباً ایک ہفتہ بعد حضرت خواجہ غلام سدید الدینؒ کا وصال ہو گیا۔ تیسرے دن حضرت خواجہ خان محمدؒ کی سجّادہ نشینی تھی۔ حضرت دیوان صاحب پاک پتن شریف خواجگانِ مہار شریف، خواجگانِ تونسوی اور دیگر سجّادہ نشین، خلفاء اور متوسّلین حاضر تھے مگر ابھی تک حضرت خواجہ نظام الدین صاحبؒ تشریف نہیں لائے تھے کہ اتنے میں خواجہ گل محمدؒ تشریف لائے اور چاندی والے دروازے پر کھڑے ہو کر پُوچھا کہ" نظام (خواجہ نظام الدینؒ) آیا ہوا ہے یا نہیں"۔ جواب ملا کہ ابھی تشریف نہیں لائے۔ چنانچہ وہ فوراً خواجہ نظام الدین صاحبؒ کے دولتکدہ پر تشریف لے گئے اور انہیں" نظام نظام" کہ کر زور زور سے آواز دی اور ساتھ ساتھ دروازہ

Marfat.com

پر اپنا عصا مارا۔ خواجہ نظام الدّین صاحبؒ تیزی سے باہر نکلے۔ خواجہ گل محمدؒ نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا کہ "آپ دستار بندی کے لئے کیوں نہیں گئے۔" حضرت خواجہ نظام الدّین صاحبؒ فوراً آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور اس عظیم اجتماع میں حضرت خواجہ خان محمدؒ کی دستار بندی فرمائی۔ پھر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

" اللہ پاک کی، بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی کرم نوازی ہے کہ اعلیٰ حضرت پیر پٹھانؒ کی اولاد موجود ہے۔ خواجہ خان محمدؒ حضرت پٹھانؒ کی اولاد ہے اور تختِ سلیمانی کا حقیقی وارث ہے۔"

دستار بندی و خطاب کے بعد حضرت خواجہ خان محمدؒ، حضرت دیوان صاحب، خواجگانِ مہاروی اور خواجگانِ تونسوی درگاہ شریف کے اندر چلے گئے۔"

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدّین تونسویؒ حافظِ قرآن، عالم باعمل صوفی باصفا، صاف باطن، بے ریا عاشقِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم، محبّ اہل بیت، درویش صفت، سادہ طبیعت اور قلندرانہ سیرت کے بزرگ تھے۔ آپ تقریباً تیس برس مسندِ سلیمانی پر رونق افروز رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ملک و ملّت سلسلہ چشتیہ اور آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی بے بہا خدمات سرانجام دیں۔

صاحبِ تاریخ مشائخِ چشت پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب اپنی تصنیفِ لطیف میں آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" خواجہ محمد حامد تونسویؒ کے بعد حافظ سدید الدّین صاحبؒ سجّادہ نشین ہوئے۔ وہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ حالاتِ حاضرہ سے باخبر اور اصلاحی کاموں میں منہمک۔ خاکسار مصنّف نے جب تاریخ مشائخ چشت کی ترتیب کا کام شروع کیا تو انہوں نے غیر معمولی ہمت افزائی کی۔ ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ (مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء) کو داعیِ اجل کو لبّیک کہا۔" [1]

---

[1] جلد پنجم ص ۴۴۰

Marfat.com

چھٹا باب

خواجۂ دلنواز

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ تا ۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

کسی نے پوچھا کہ حضرت دُعا قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا "وہ مالک الملک ہے۔ اس کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے۔ البتہ یہ حدیث شریف سُن لو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کسی کے حصّہ میں بہت نیک اعمال ہوں گے۔ حالانکہ اس نے دنیا میں کئے نہیں ہوں گے۔ وہ حیران ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کہ تمہاری وہ دعائیں جو دنیا میں قبول نہ ہوسکیں آج نیک اعمال بن گئی ہیں۔"

Marfat.com

حکایت از قدِ آں یارِ دلنواز کنیم
بہ ایں بہانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

○

Marfat.com

حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسویؒ کی ولادت،

ولادت اور تعلیم و تربیت:- باسعادت ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ (= ۲۶ رفروری ۱۹۱۶ء) کو ہوئی۔ آپ کا نام خان محمدؒ رکھا گیا۔ بچپن ہی سے آپ میں آثارِ ولایت نمایاں تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مختلف اساتذہ سے حاصل کی اور علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کی تکمیل اپنے والدِ گرامی قطب دوراں حضرت خواجہ محمد حامدؒ کے سایۂ عاطفت میں کی اور خلافت و اجازت کی نعمت سے فیض یاب ہوئے۔

منقول ہے کہ آپ کے چار اُستاد تھے۔ مولوی فخرالدین صاحب جراح۔ مولوی عبداللہ جکھڑولی صاحب۔ مولوی شیخ غلام رسول صاحب اور مولوی احمد بخش گدائی والے صاحب۔ مولوی فخرالدین صاحب جراح سے آپ نے فارسی، مولوی عبداللہ جکھڑولی صاحب سے صرف نحو، مولوی شیخ غلام رسول صاحب سے تصوّف اور مولوی احمد بخش گدائی والے صاحب سے فلسفہ و منطق کی تعلیم حاصل کی۔ مثنوی شریف آپ نے اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی اجازت سے شروع کی تھی اور وہ اس طرح کہ جب آپ نے ملفوظات شریف کی تمام کتابیں پڑھ لیں تو مولوی شیخ غلام رسول صاحب نے حضرت خواجہ غلام حسین مہارویؒ سے کہا کہ آپ جناب خواجہ محمد حامدؒ سے اجازت دلادیں تاکہ صاحبزادہ صاحب کو مثنوی شریف شروع کرادوں۔ حضرت خواجہ محمد حامدؒ نے حضرت خواجہ غلام حسین مہارویؒ کو استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت خواجہ غلام حسین مہارویؒ کو استخارہ میں اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کی طرف سے بشارت ہوئی کہ مثنوی شریف پڑھنے کی اجازت ہے۔

الغرض آپ نے دینی تعلیم، فلسفہ و منطق۔ صرف و نحو۔ کتُب تصوّف اور مثنوی شریف کی تعلیم بڑے انہماک سے حاصل کی۔ قرآن و حدیث پر ماہرانہ نظر تھی۔ اپنی گفتگو کے دوران میں مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات کرتے ہوئے اکثر آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ کا حوالہ دیتے تھے۔ تصوّف کے مسائل پر آپ کی گہری نظر تھی۔ ملفوظات کے اکثر حوالہ جات

Marfat.com

کو بطور استدلال بلا تکلّف پیش کرتے تھے۔ اکثر دیکھا گیا کہ مجلس میں جب کسی نے کسی عام دینی مسئلہ پر یا تصوّف کے کسی مسئلہ پر سوال کیا تو آپ فوراً قرآن و حدیث اور تصوّف و سلوک کی کتب کے حوالہ سے ایسا جواب عطا فرما دیتے جس سے آپ کے تبحر علمی اور عمیق مطالعہ کی نشاندہی ہوتی تھی۔

بیعت و خلافت:

آپ کی بیعت اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمدؒ حامد تونسویؒ سے تھی۔ انہی سے سلوک و معرفت کی مکمل تربیت حاصل کی۔ عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ اور شریعت و طریقت کے جملہ مراحل طے کئے اور تعلیم و تربیت کی تکمیل کے بعد ان سے خلافت و اجازت حاصل کی۔

آپ کو زیاراتِ مقامِ مقدّسہ و مزاراتِ عالیہ کی بہت لگن تھی۔ اسی قلبی خواہش کے مطابق آپ نے پاکستان، ہندوستان، افغانستان، ایران اور عراق کے مزاراتِ عالیہ کی زیارات کیں۔ چشت شریف کی زیارت سے بھی چار بار مشرّف ہوئے۔ سنہ ۱۹۶۵ء میں چشت شریف کے سجادہ نشین سیّد احمد چشتی صاحبؒ تھے۔ اس وقت اُن کی عمر تقریباً نوّے سال تھی۔ انہوں نے آپ کی بہت قدر و منزلت کی۔ مہمان نوازی کی اور یہ عزّت افزائی فرمائی کہ آپ کو اپنی طرف سے خلافت کی نعمت عطا فرمائی۔ خلافت و اجازت کے وقت اپنے مشائخ کی طرف سے ایک کلاہ پہنائی، جائے نماز عطا کی اور ایک کمربند بھی باندھا۔ جو خواجگانِ چشت کا نشانِ جہاد ہے۔

سجّادگی:

آپ کے برادرِ بزرگ حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسویؒ کا وصال ۱۳ شوال سنہ ۱۳۷۹ھ (سنہ ۱۹۶۰ء) کو ہوا۔ اُن کے وصال کے تیسرے دن حسبِ دستورِ خاندان آپ کی تقریبِ سجّادگی ہوئی۔ جس میں حضرت دیوان غلام قطب الدّین فریدی سجّادہ نشین

Marfat.com

پاک پتن شریف نے دستار بندی کی حضرت خواجگانِ مہاروی، خواجگانِ تونسوی، جملہ اکابر خاندان اور محبین و متوسلین نے شرکت کی۔ آپ ۱۵ رشوال ۱۳۷۹ھ (۱۹۶۰ء) کو مسندِ سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے۔ جناب طائر تونسوی نے اظہارِ حقیقت کے نام سے ایک منظوم نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ جس کا آخری بند ہے ؎

طائرؔ یہ دُعا مانگ کہ ہے وقت اجابت　　سجّادہ نشیں خان محمدؒ ہو سلامت
تا حشر رہے تختِ سلیمانی کی زینت　　ہے فخرِ رعایا کا زہے قوم کی عزّت
یہ شاہِ سلیمانؒ کے سجّادہ نشیں ہیں
اب میں نہیں مانوں گا کہ ایسے بھی کہیں ہیں

آپ تقریباً بیس برس آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے سجادہ نشیں رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے تبلیغ اسلام، توسیع سلسلہ اور تربیت و اصلاح میں جو گراں قدر خدمات سر انجام دیں وہ نا قابلِ فراموش ہیں۔ اس مختصر کتاب میں آپ کی جملہ صفات اور تمام خدمات کا تذکرہ نہیں کیا جا سکتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک مفصّل کتاب کی صورت میں یہ فرض انجام دیا جائے گا۔

شکل وصورت :-

اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو پاکیزگیٔ باطن اور حُسنِ معرفت سے نوازا تھا اُسی طرح ظاہری حسن و جمال سے بھی وافر حصہ دیا تھا۔ آپ شکل وصورت۔ لباس و وضع، عادات و اطوار۔ رفتار و گفتار، نشست و برخاست اور سیرت و کردار میں اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کا مکمل نمونہ تھے۔ سردیوں میں گرم کرتا و شلوار، گرم واسکٹ، گرم ٹوپی اور گرم چادر اور گرمیوں میں سفید کلاہ چار ترکی، سفید کرتا اور نیلا تہبند آپ کا لباس ہوتا تھا۔ چہرہ نُورانی تھا جس میں بلا کی کشش تھی۔ آپ کی زیارت سے اطمینان وسکون ملتا تھا اور آپ کی صحبت میں خدا یاد آتا تھا۔ کلام کم مگر سادہ، اثر آفرین اور شیریں۔ ایک حسین مسکراہٹ ہر وقت لب مبارک پر کھیلتی رہتی تھی۔ کوئی دُور سے دیکھے تو جلال کی ہیبت سے قریب جانے سے

Marfat.com

ڈرے۔ کوئی قریب سے دیکھے تو جمال کی عظمت سے سرشار ہو کر رہ جاتے۔ آپ جلال و
جمال کا ایسا حسین پیکر تھے کہ جسے ایک بار دیکھنے کے بعد بار بار دیکھنے کی شدید خواہش پیدا
ہوتی تھی ؎

ہمہ شہر پُر ز خوباں منم و خیالِ ماہے
چہ کنم کہ چشمِ بدخو نکند بہ کس نگاہے

اخلاق :-

مکارمِ اخلاق کو قرآن و سُنّت میں بنیادی مقام حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم کا فرمانِ مبارک ہے ۔" میں تو بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تعلیم دُوں
تصوّف و سلوک میں اخلاق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حضرت شیخ ابوالحسنؒ کا قول ہے
کہ" تصوّف رسوم اور علوم کا نام نہیں بلکہ اخلاق کا نام ہے "۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے
کرام اور مشائخِ عظّام تمام خود بھی اخلاقِ اعلیٰ کے حامل رہے ہیں اور اسی کی تعلیم و
تربیت بھی دیتے رہے ہیں۔

آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔ تقویٰ، صبر، شکر، توکّل، تحمّل، عفو، اور
صدق کی صفات سے متّصف تھے۔ حلیم الطبع تھے اور عجز و انکسار کا پیکر۔ حد سے زیادہ
مہمان نواز اور سخی تھے۔ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ بے حساب دیتا ہے تو بندہ اللہ
تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتے وقت حساب کیوں کرے۔ حساب کرنا ہی ہے تو نیک و بد
اعمال کا حساب کرنا چاہیئے۔

ہر شخص سے خواہ وہ آشنا ہو یا بیگانہ۔ مرید ہو یا غیر مرید۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ امیر ہو یا
غریب، محبّت و شفقت سے ملتے تھے۔ کسی کو رنجیدہ و ملول نہ دیکھ سکتے تھے۔ کسی کو
دُکھی دیکھ کر اس کی دلجوئی یا حاجت روائی کے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ کوئی آپ کو نقصان
پہنچانے کی کوشش کرتا یا آپ کی شان میں گستاخی کرتا تو آپ درگزر فرماتے۔ پیر بھائیوں کی
خوشی و غم میں شریک ہوتے۔ احباب کی خیریت و عافیت کے لئے بے چین رہتے۔ خدّام

Marfat.com

کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ ان کی اور ان کے خاندان کی ضروریات کا ہر وقت خیال رکھتے۔ علم و عمل، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت یا خلافت و سجادگی پر کوئی فخر و ناز نہ تھا۔ ہمیشہ عجز و انکسار کا اظہار کرتے۔ زائرین کو ہاتھ نہیں باندھنے دیتے تھے۔ جھک کر آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ قدموں یا گھٹنوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے تھے۔ کوئی شخص قدم بوسی کرنا چاہتا تو روک دیتے بلکہ بعض دفعہ ناراض ہوتے۔

معمولات :

آپ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے۔ نوافلِ تہجد کے بعد مزارِ مبارک پر حاضر ہوتے، جاروب کشی کرتے۔ غلاف تبدیل کرتے، نوافل پڑھتے اور دعا مانگتے۔ نمازِ فجر مسجد میں باجماعت ادا کرتے۔ نمازِ فجر کے بعد آستانہ شریف میں درسِ قرآن کا دستور ہے، آپ باقاعدگی سے سنتے۔ پھر مزارِ مبارک میں حاضر ہوتے۔ وہاں سے فارغ ہو کر عبادت خانہ میں تشریف رکھتے۔ وہیں اشراق کے نوافل ادا کرتے۔ پھر مزارِ مبارک کی زیارت کر کے گھر تشریف لے جاتے۔ ناشتہ کے بعد پھر نشست گاہ میں تشریف فرما ہوتے اور وظائف میں مشغول رہتے۔ نمازِ چاشت ادا کرتے اور پھر احباب و زائرین کے ساتھ گفت و شنید میں مصروف ہو جاتے۔

بارہ یا ایک بجے دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے اندرونِ خانہ تشریف لے جاتے۔ کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ پھر مسجد میں آ کر نمازِ ظہر باجماعت ادا کرتے۔ آستانہ کے قریب کمرہ میں تشریف فرما ہوتے اور نمازِ عصر سے قبل تک بیٹھتے۔ عوام سلام کے لئے حاضر ہوتے رہتے۔ اپنی اپنی حاجات پیش کرتے اور اپنی مراد کو پہنچتے۔ یہیں شام کی چائے نوش فرماتے۔ نمازِ عصر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے اور آتے جاتے مزارِ مبارک میں حاضری دیتے۔ نمازِ عصر کے بعد کمرۂ آستانہ میں کچہری لگتی۔

مغرب کی نماز کے لیے ذرا قبل از وقت تشریف لے جاتے۔ مزارِ مبارک پر حاضری دینے کے بعد مسجد میں جا کر ختمِ خواجگان میں شرکت فرماتے۔ نمازِ مغرب باجماعت

Marfat.com

ادا کرنے کے بعد عبادت خانہ میں تشریف فرما ہوتے۔ مزار مبارک کا طواف کرتے اور پھر رات کے کھانے کے لئے گھر تشریف لے جاتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر لنگر خانہ کے قریب والے مکان میں جلوہ فرما ہوتے۔ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے واپس جا کر وظائف پڑھتے اور بعض احباب و خدّام سے باتیں بھی کرتے اور پھر وظائف سے فارغ ہو کر دیر سے سوتے۔

حج و زیارت:

آپ آٹھ بار حج مبارک کی سعادت سے فیض یاب ہوئے۔ پہلا حج مبارک ۱۹۶۴ء میں کیا۔ آپ نے دو مرتبہ عمرہ ادا کیا۔ آخری عمرہ ۱۹۷۸ء میں ادا کیا۔ ہر بار جب بھی آپ حج یا عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔ مدینہ منوّرہ میں چالیس یا اکتالیس دن قیام کیا۔ مدینہ منوّرہ کے قیام کے دوران کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے کہ ان کی خدمت کرے۔ مسجد نبوی میں ہر وقت ہاتھ باندھ کر رہتے تھے۔ مدینہ منوّرہ کی گلیوں میں بھی ہاتھ باندھ کر چلتے تھے۔ روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے تو ہمیشہ قدموں کی طرف بیٹھتے۔ روضۂ مبارک کی جالیوں کو نہ آپ ہاتھ لگاتے تھے نہ بوسہ دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ میں جالیوں کے بوسہ کو خلافِ شریعت نہیں سمجھتا البتہ خلافِ ادب ضرور سمجھتا ہوں۔

آپ جنّت البقیع کے اندر بھی حاضر نہ ہوتے، فرماتے تھے کہ جہاں آج کل راستے بنے ہوئے ہیں کسی زمانہ میں یہاں بھی قبور تھیں اس لئے میں پاسِ ادب کی خاطر ان راستوں پر بھی قدم نہیں رکھّا۔ مدینہ منوّرہ سے محبّت عشق کے مقام تک تھی۔ کئی دفعہ فرمایا۔ جی چاہتا ہے کہ صاحبزادہ عطاء اللہ کو سجادگی دے کر مدینہ طیبّہ جا بسوں۔ مکہ مکرّمہ میں قیام کے دوران شب و روز حرم شریف میں گزارتے۔ صرف چند منٹوں کے لئے ضروریات کی خاطر قیام گاہ پہ آتے۔ مدینہ منوّرہ کی زیارت کے علاوہ آپ نے ہندوستان۔ افغانستان۔ ایران، عراق اور شام کی زیارات بھی کیں۔ چشت

Marfat.com

شریف بغداد شریف، نجفِ اشرف۔ کربلائے معلیٰ بصرہ شریف، اجمیر شریف۔ دہلی شریف اور اورنگ آباد شریف کی زیارات سے آپ بارہا مشرف ہوئے۔ بعض مزاراتِ عالیہ پر حاضری سے قبل آپ اپنی داڑھی کے بال بڑھا لیتے اور اپنی داڑھی مبارک سے جاروب کشی کرتے۔

اتباعِ شریعت:

آپ خود شریعت کے پابند تھے۔ قرآن و سُنت کی پیروی ہر عمل میں پیشِ نظر رکھتے تھے۔ ہر ملنے والے کو شریعت کی پابندی کی تلقین و تاکید فرماتے تھے۔ احکامِ خداوندی، سنتِ نبوی اور طریقِ مشائخ کا ہر وقت خیال رکھتے تھے جسے بیعت کرتے اُسے نماز، روزہ، اتباعِ سُنت اور پاسداریٔ شریعت کی تاکید فرماتے۔ جب بھی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے یہی فرماتے۔"اے اللہ! ہمیں سچا مُسلمان بنا۔" مریدین و متعلقین قدم بوسی کرنا چاہتے تو آپ سختی سے منع فرماتے اور کہتے بھلے آدمیو مجھے گناہ گار نہ بناؤ۔ اور خلافِ شرع کام نہ کرو۔ ایک دفعہ عورتیں سلام کے لیے حاضر ہوئیں تو فرمایا یہ کوئی ثواب کا کام نہیں کہ تم مردوں میں ننگے مُنہ پھر رہی ہو۔ آپ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ عورتیں عُرس پر آئیں۔ پاکپتن شریف میں ایک عورت نے قدم بوسی کرنی چاہی تو آپ فوراً پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا۔ اے بی بی میں تیرے لیے نامحرم ہوں" فرماتے تھے کہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے کیونکہ ہم بڑے ہی نازک دَور میں سے گزر رہے ہیں۔ آپ یہ دُعا بھی ہر وقت پڑھنے کی تلقین فرماتے

"رَبِّ اغفِر وَارحَم وَ اَنتَ خَیرُ الرَّاحِمِین"۔

علمی خدمات:۔

آپ نے علومِ ظاہری و باطنی کا گہرا مطالعہ کیا تھا اپنی تمام مصروفیات کے باوجود مطالعہ کے لیے ضرور وقت نکالتے۔ کُتبِ تصوّف و ملفوظات کی اشاعت کا آپ کو بہت خیال تھا۔ فرماتے تھے۔" ہزاروں کتابیں مدارس اور خانقاہوں کے

Marfat.com

کتب خانوں میں کِرم خوردہ ہو رہی ہیں مگر اہلِ خانقاہ و مدرسہ اسے تبرّک جان کر کسی کو دیکھنے بھی نہیں دیتے۔ یہ بات اچھی نہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کتابوں کو باہر نکالا جائے۔ ان کے تراجم کرائے جائیں اور عام فہم اُردو زبان میں ان کتابوں کے ملخّص ترجمے کئے جائیں، جن کی ضخامت اور قیمت کم ہو تاکہ بزرگوں کے نظریات و ملفوظات عام لوگوں تک پہنچیں کیونکہ علم وہ ہے جو علمِ نافع ہے۔ ان کتابوں کو صندوقوں اور الماریوں میں بطورِ تبرّک بند کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ بُخل ہے اور بُخل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔"

مناقب المحبوبین:

آپ نے اپنے کتب خانہ سے مجھے بہت سی کتابیں عنایت فرمائیں اور ان کے تراجم کے بارہ میں ہدایات دیں۔ مناقب المحبوبین کا فارسی نسخہ بھی آپ نے اپنے ذاتی کتب خانہ سے عطا فرما کر اس کے ملخّص ترجمے کا حکم دیا۔ ہر مقام پر آپ کی ہدایات آتی رہیں۔ الحمد للہ کہ آپ کی دعاؤں سے اس کا ترجمہ مکمّل ہوا۔ کتاب شائع ہو گئی اور مقبولِ عام ہوئی۔ یہ بالکل آپ کی سرپرستی سے ہوا۔ اس کی اشاعت کا آپ کو اس قدر شوق تھا کہ بے چینی سے اس کا انتظار کرتے تھے کہ کب شائع ہو گی اور جب شائع ہو کر آپ کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے اظہارِ مسرّت و تشکّر فرمایا۔ دورِ حاضر کے صوفیا و مشائخ میں ایسا علمی ذوق خال خال ہی دیکھنے میں آتا ہے۔

لنگر:

آپ کا لنگر بھی بہت وسیع تھا۔ عرائس مبارک کے مواقع پر تو لنگر اپنے عروج پر ہوتا۔ پاک پتن شریف، چشتیاں شریف اور دیگر مقامات پر بھی آپ کا اپنا لنگر جاری رہتا۔ آپؒ کے لنگر سے کبھی کوئی خالی نہیں گیا۔ عرائس مبارک کے دنوں میں تو لنگر دن رات جاری رہتا تھا۔ آپ خود لنگر کی نگرانی فرماتے تھے اور خود ہی لنگر

Marfat.com

تقسیم فرماتے تھے چٹھی لکھی جاتیں اور ان پر نام درج کیے جاتے۔ ہر سرائے کے ہر کمرہ میں ہر مہمان کے لیئے وقت پر ناشتہ، دوپہر کا کھانا، شام کی چائے اور رات کا کھانا پہنچتا۔ پھر تحقیق بھی فرماتے کہ کھانا ہر جگہ وقت پر پہنچا یا نہیں۔ کھانا ٹھیک تیار ہوا یا نہیں۔ ہر بات کی طرف دھیان رہتا۔ منقول ہے کہ ایک دفعہ چائے کی دیگیں تیار ہوگئیں تو آپ پڑتال کے لیے تشریف لے آئے۔ دیکھا تو چائے کی دیگوں سے مٹی کے تیل کی بُو آرہی تھی۔ فوراً نئی چائے بنانے کا حکم دیا۔ ہر ایک کی مناسب رہائش کے انتظام کی خود دیکھ بھال کرتے۔ جس کے پاس بستر نہ ہوتا اُسے بستر مہیا کیا جاتا۔ آپ خود ہر ایک کا خاص خیال رکھتے اور خود کمروں میں جاکر احوال پوچھتے اور معذرت بھی کرتے۔

تعمیرات:

تعمیرات کا ذوق وشوق ورثہ میں پایا تھا۔ آستانہ عالیہ کی جملہ عمارات کی دیکھ بھال کی طرف ہر وقت دھیان رہتا تھا۔ آپ نے آستانہ عالیہ کی جامع مسجد کی مرمت کرائی۔ اس کے نقش ونگار بوسیدہ ہوگئے تھے۔ آپ نے نئے نقش ونگار کرائے۔ آستانہ عالیہ کے صحن کے فرش پر جہاں محفل سماع ہوتی ہے۔ خوبصورت پتھر لگوایا۔ برآمدے کے ستونوں کی مرمت کرائی۔ بعض دیواروں اور ستونوں کو سیم کا خطرہ تھا۔ مختلف ماہرینِ تعمیرات کے مشورہ سے اس کا تدارک فرمایا۔ جامع مسجد کے باہر والے صحن میں سفید سنگ مرمر لگوایا جو آپ کے وصال سے کچھ دن قبل مکمل ہوا۔ چشتیاں شریف میں بھی تعمیرات کرائیں چشت شریف میں بھی زائرین کے لئے تعمیرات کرائیں۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کے قصبہ محرابی میں بھی ایک مسجد تعمیر کرائی۔

دینی خدمات:

آپ نے ساری زندگی تبلیغ اسلام کے لیئے وقف کر دی تھی آپ کے تمام دورے تبلیغی مقاصد کے پیش نظر کیے جاتے۔ آپ اپنے اعمال وافعال، گفتار و کردار،

Marfat.com

اور نشست و برخاست میں ایک نمونہ پیش کرتے تھے ساتھ ساتھ زبانی بھی شریعت کے اتباع کی تلقین فرماتے تھے۔ مریدین اور حاضرین کو نماز کی پابندی کی سختی سے تلقین کرتے تھے آپ کا کوئی پروگرام نماز باجماعت کے اوقات میں حائل نہیں ہوتا تھا۔ آپ یقیناً حضرت ثانی شاہ اللہ بخش تونسویؒ کے اس قول کے عامل و حامل تھے۔ کہ ایک دفعہ حضرت ثانی صاحبؒ سے کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت آپ کے سلسلہ کی پہچان نیلا تہبند ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں ہماری پہچان نماز باجماعت ہے۔ آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ نماز کا وقت ہو جائے تو میرا انتظار نہ کیا جائے۔ حالانکہ شاید ہی کبھی انتظار کرنا پڑا ہو۔

آپ نے آستانہ عالیہ کی جامع مسجد میں درسِ قرآن و حدیث کا آغاز کیا۔ ہر روز نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآنِ پاک ہوتا اور نمازِ عشاء کے بعد درسِ حدیثِ پاک۔ یہ درس مولانا حافظ محمود سدیدی سلیمانی خطیب مسجد دیتے۔ آپ درس میں باادب بیٹھتے اور حتی المقدور درس سے ناغہ نہ فرماتے۔ جامع مسجد میں اور آستانہ عالیہ میں دیگر دینی تقاریب اور محافلِ میلاد منعقد ہوتیں۔ اگر تونسہ شریف میں ہوتے تو ضرور شرکت فرماتے۔ رمضان المبارک کا مہینہ عام طور پر آستانہ عالیہ میں گزارتے اور مسجد میں اعتکاف بھی کرتے۔

سماع :-

آپ سماع کے قائل تھے مگر آداب کے ساتھ۔ اپنے آباو اجداد اور مشائخ عظام کے عرائس مبارک کے مواقع پر تین تین محافل سماع کا انتظام فرماتے تھے۔ محافل کا انتظام و انصرام نہایت عمدگی سے کرتے تھے۔ آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی محافل سماع میں شرکت کرنے والے اس بات کے شاہد ہیں کہ آج پاکستان و ہندوستان کی کسی خانقاہ میں ایسی مقدس و پاکیزہ اور پُرسکون و پُرکیف محفل شاید ہی کہیں ہوتی ہو۔ محفل کو ایک خوبصورت رنگارنگ خوشبودار گلدستہ کی طرح سجایا جاتا۔ ہر ایک نشست

Marfat.com

و مقام متعین ہوتا۔ خواجگان و پیرزادگان، سجادہ نشینان و مقربین، محبین و متعلقین اور اور علماء و فضلاء کے لئے اگلی صف میں جگہ مقرر ہوتی۔ سب مؤدب بیٹھتے۔ کوئی ننگے سر نہ ہوتا۔ کوئی زانو اوپر نہیں کر سکتا تھا۔ آداب کا خاص لحاظ رکھا جاتا۔ کوئی دم نہیں مار سکتا تھا۔ سب نفس گم کردہ بیٹھتے۔ آپ کی نظر چاروں طرف ہوتی۔ اشاروں سے محفل کا نظام چلتا۔ خدام و عصا بردار اشاروں کی زبان سمجھتے۔ کوئی اپنی مرضی سے نہ بیٹھ سکتا نہ حرکت کر سکتا۔ سب سے پہلے ختم شریف پڑھا جاتا۔ اور دعا ہوتی۔ پھر درگاہی قوال نعت شریف سے محفل کا آغاز کرتا۔ اور نعت شریف پر ختم کرتا۔ کوئی اپنی جگہ سے اٹھ کر نذر پیش نہیں کر سکتا تھا۔ خدام نذر اکٹھی کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کے دل کے دھڑکنے کی صدا بھی نہیں آرہی ہے۔ کوئی داد نہیں دے سکتا تھا۔ کوئی فرمائش نہیں کر سکتا تھا۔ عورتوں اور بچوں کو قطعاً اجازت نہیں تھی کہ محفل کے قریب بھی آئیں۔ نماز کے اوقات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ کوئی ہاؤہو کا نعرہ بلند نہیں کر سکتا تھا۔ اگر کسی کو وجد و ذوق ہوتا تو اُسے اٹھا کر فوراً باہر بھجوا دیا جاتا۔ البتہ ایک عرس مبارک پر ایک بزرگ نظام الدین خراسانی کو وجد ہوا تو آپ بھی کھڑے ہو گئے اور ساتھ ہی ساری محفل بھی کھڑی ہو گئی۔ پندرہ بیس منٹ یہ کیفیت رہی۔ آپ کی اپنی کیفیت میں نے تین مرتبہ دیکھی مگر صرف یہ کہ آنکھیں تر ہو گئیں اور بس۔ یہ آپ کی قوت برداشت تھی۔

مشائخ کی تعظیم :-

آپ سادات و مشائخ کا بے حد ادب کرتے تھے۔ چشتیہ سلسلہ کے بنیادی اصول ہی دو ہیں۔ محبت اور ادب۔ یہاں ہمارے ہاں جسے یہ دو مقام حاصل ہو جائیں وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے جیسا کہ حضرت احمد جامؒ فرماتے ہیں:

احمد تو عاشقی بہ مشیخت ترا چہ کار
دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشد نشد

مخدومی و مرشدی حضرت خواجہ دلنوازؒ محبت و ادب کا حسین ترین پیکر تھے۔ ادب

Marfat.com

کی یہ حالت تھی کہ مہار شریف و چشتیاں شریف کا چھوٹا سا صاجزادہ اور حضرت قبلۂ عالمؒ کی اولاد میں سے کوئی بچہ بھی ان کے لیے باعثِ تکریم ہوتا محفل کا آغاز نہیں کرتے تھے جب تک صاحبزادگان و خواجگانِ مہاروی تشریف نہ لے آئیں۔ ان کے لئے سرو قد کھڑے ہو جاتے ان کے سامنے اس طرح بیٹھتے جیسے کہ ایک طفلِ مکتب اپنے بزرگ اُستاد کے سامنے بیٹھا ہو۔

وصال سے پہلا رمضان المبارک کراچی میں گذارا۔ جب کراچی سے رُخصت ہوئے اور ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو غنی بھائی صاحب و جملہ پیر بھائی پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ جناب شاہ عارف الدین فخری (حضرت مولانا فخر الدین صاحب دہلویؒ کی اولاد میں سے ہیں) بھی رخصت کرنے کے لئے سب پیر بھائیوں کے ساتھ اسٹیشن پر پہنچے۔ آپ ہاتھ جوڑ کر جناب فخری صاحب سے عرض کر رہے تھے کہ حضرت آپ تشریف لے جائیں میں اس وقت تک گاڑی میں سوار نہیں ہو سکتا جب تک آپ پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ اور یہی ہوا کہ جب جناب فخری صاحب تشریف لے گئے تو تب آپ گاڑی میں سوار ہوئے۔

آپ حضرت بابا صاحبؒ (حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ) کی اولاد کی بھی بے حد عزت کرتے تھے۔ جناب نذیر چشتی صاحب آپ کے مرید ہیں۔ مگر حضرت بابا صاحبؒ کی اولاد میں سے ہیں، اس لیے آپ ان کا بھی بہت احترام کرتے تھے۔ حفظِ مراتب کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک بار عرس مبارک کے موقع پر ہم سب عبادت خانہ میں موجود تھے کہ ایک نوجوان مرید سیّد زادہ سیّد عبداللہ شاہ تشریف لائے۔ جناب نذیر چشتی صاحب نے انہیں اشارہ کیا کہ پیچھے بیٹھ جائیں۔ آپ نے جلال میں فرمایا "تم چشتی ہو تو وہ سیّد ہے۔"

بس ایک سناٹا طاری ہو گیا۔ یہ تھا ہمارے خواجۂ دلنوازؒ کے ادب کا مقام۔

ارشاداتِ گرامی :-

محب النبی حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ کے ملفوظات فخر الطالبین کے نام سے

میر نورالدین حسن خان فخری نے ترتیب دئے تھے وہ دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ "مرشد سے جو کچھ سنے اُسے اندھیری رات کا چاند جان کر یاد رکھے۔ اور اگر فرصت ہو تو کاغذ پر لکھ کر عمل کرنے کے لئے حفاظت سے رکھے کہ اس میں جو وقت صرف ہوتا ہے عبادت ہی میں لکھا جاتا ہے"۔ اسی نقطہ نظر سے مخدومی و مرشدی کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں۔ تفصیلاً ایک الگ باب میں درج ہیں۔ تبرکاً چند ارشادات یہاں بھی درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اہلِ محبت کی عقیدت میں اضافہ ہو۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

(۱) ذکر چلا کہ بعض بزرگ گفتگو بہت کم کرتے ہیں۔ حالانکہ زائرین و حاضرین کچھ حاصل کرنے آتے ہیں۔ فرمایا ایک شخص عطار کی دکان میں بیٹھے، چاہے وہ عطر خریدے یا نہ۔ اُسے عطر کی خوشبو ضرور آئے گی۔ اسی طرح اگر ایک شخص لوہار کی دکان میں بیٹھے تو بھٹی کی آگ سے اس کے کپڑے جلیں یا نہ مگر تپش اور دھواں ضرور پہنچے گا۔ فرمایا اسی طرح بزرگوں کی صحبت کا فیضان ضرور پہنچتا ہے چاہے وہ گفتگو کریں یا نہ۔

(۲) کسی نے عرض کیا کہ حضرت، ڈاکٹر آپ کو آرام کا مشورہ دیتے ہیں آپ زیادہ آرام کیا کریں۔ فرمایا میں کیا کروں لوگ میلوں چل کر مجھے ملنے آتے ہیں۔ شرم آتی ہے کہ میں ملنے سے انکار کر دوں۔ آخر مجھ میں کیا خوبی ہے جو مجھے ملنے آتے ہیں۔ یہی نا کہ میں ایک ولی اللہ کا غلام ہوں۔ اُن سے نسبت رکھتا ہوں اور اُن کے دربار کا جاروب کش ہوں۔ اس کے علاوہ میرے اندر اور کیا ہے میں انہیں کیا دیتا ہوں۔ بس دُعا کرتا ہوں اُن کے کام تو اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔

(۳) فرمایا۔ نماز میں تین بار دُعا مانگنا حدیث شریف میں آیا ہے۔ اچھا ہی ہے کہ دُعا زیادہ مانگی جائے۔ سوالی کا کام مانگنا ہے جتنی بار بھی مانگے اچھا ہے آقا کا کام عطا کرنا ہے جب چاہے اور جو چاہے عطا کرے۔

Marfat.com

(۴) فرمایا۔ بزرگوں کی اولاد کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ تھوڑی بھی عبادت کریں تو انہیں بلند درجات مل جاتے ہیں۔ مگر عام آدمیوں کو زیادہ ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے البتہ شرط یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی اولاد صاحب ایمان ہو۔ اسی سلسلہ میں فرمایا۔ ایک دفعہ میں نے کسی عمل کی زکوٰۃ کا تذکرہ میاں علی محمد صاحب سے کیا۔ فرمانے لگے آپ کو زکوٰۃ کی ضرورت نہیں۔ آپ ایسے ہی پڑھیں گے تو زکاۃ دینے والوں سے زیادہ بہتر نتائج نکلیں گے۔

(۵) کسی نے پوچھا کہ حضرت دُعا قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا وہ مالک الملک ہے اس کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے۔ البتہ یہ حدیث شریف سُن لو کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کسی کے حصہ میں بہت نیک اعمال ہونگے حالانکہ اس نے دنیا میں کئے نہیں ہوں گے۔ وہ حیران ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہاری وہ دُعائیں جو دُنیا میں قبول نہ ہوسکیں۔ آج نیک اعمال بن گئی ہیں۔

(۶) خواجہ عبداللہ صاحبؒ نے آپ سے پُوچھا کہ حضرت میں بہت باقاعدگی سے درود شریف پڑھتا ہوں مگر ابھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف نہیں ہُوا۔ آپ نے فرمایا۔ درود شریف نا قبول نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کی قبولیت اپنی جگہ موجود ہے۔ جمع ہو رہا ہے جب بھی چاہیں گے کرم کردیں گے۔ زیارت عطا کرنا ان کا کرم خاص ہے۔ پھر فرمایا کہ درود شریف پڑھنے سے زیارت نہ بھی حاصل ہو تو حج ضرور ہو جاتا ہے۔ پھر جب کوئی حج پہ جاتے تو مدینہ عالیہ حاضری کے وقت روضۂ مبارک پر بھی حاضری ہوتی ہے جس حاضری کے متعلق خود آنحضرت صلّی اللہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس نے میری زیارت کی۔ پس اس طرح اُسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی حاصل ہوگئی۔

(۷) فرمایا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس لیے بیعت نہیں ہوتے کہ جو پہلے سے بیعت شدہ ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ فرمایا ایسا سوچنا درست نہیں ہے۔ نسبت ضروری ہے۔ اچھا کرنا اور تبدیلی لانا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ انسان کے

Marfat.com

لیے صرف کوشش ہے۔ پھر فرمایا کہ ہمارے بزرگ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ اگر کافر بھی آجائے تو اُسے بھی لاحول.... کا سبق دے دو۔

(۸) فرمایا بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیخ نے ہمیں وظیفہ بتلایا مگر اس کے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ فرمایا کہ فائدہ یقین، اعتقاد، مداومت اور ادب سے پہنچتا ہے مگر اب وہ پہلے لوگوں جیسا اعتقاد اور اُن جیسا ادب کہاں۔ اس سلسلہ میں آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے ایک مُرید غوث نام تھے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد ایک دن بھی مزار مبارک کے اندر نہیں گئے پاسِ ادب کی خاطر۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ مزارِ مبارک کے اندر گئے اور کسی خادم کی زبانی حضرت ثانی صاحبؒ کو پیغام بھیجا کہ ایک کُتا مزارِ مبارک کے اندر چلا گیا ہے جلدی آکر باہر نکالیں۔ جب حضرت ثانی صاحبؒ تشریف لائے تو دیکھا غوث صاحبؒ کا سر اعلےٰ حضرتؒ کے قدموں میں ہے اور انتقال کر چکے ہیں۔

(۹) ایک دفعہ احباب نے آپ کے اپریشن کے بعد عرض کیا۔ کہ حضرت ڈاکٹر وں کا مشورہ ہے کہ آپ مکمل آرام کریں۔ فرمایا لوگ اتنی اتنی دُور سے مجھے ملنے کے لیے آتے ہیں مجھ میں کیا خوبی ہے۔ صرف یہ کہ میری نسبت ایک اللہ کے نیک بندے سے ہے یا یہ کہ میں ایک ولی اللہ کی خانقاہ کا جاروب کش ہوں۔

(۱۰) کسی نے عرض کیا کہ حضرت دُعا فرمائیں میرا ظاہر و باطن درست ہو جائے۔ فرمایا۔ ظاہر کا کیا ہے باطن کی فکر کرو۔ اسے درست کرو۔ باطن درست ہو گیا تو ظاہر بھی ٹھیک ہو جائیگا۔ مزید فرمایا کہ اس کے حصُول کے لیے اِتبّاعِ سُنّت ضروری ہے۔

(۱۱) آپ سے سوال کیا گیا کہ آدمی اپنی خواہشات کو کس طرح کم کرے۔ فرمایا قبر کو یاد رکھے۔ پھر فرمایا۔ دنیا بُری نہیں ہے البتہ جو چیز خدا سے غافل کرے وہ بُری ہے پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

چیست دُنیا از خدا غافل بُودن   نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

Marfat.com

علالت و وصال :-

آپ ایک عرصے سے بلڈ پریشر فشارِ خون اور ذیا بیطس کے امراض میں مبتلا تھے مگر فکر مند نہ تھے۔ چند برس قبل حیدر آباد میں ایک اپریشن بھی ہوا۔ وصال سے ایک سال قبل شدید تپِ محرقہ لاحق ہوا اور ملتان میں زیرِ علاج رہے۔ مگر پھر صحت بحال ہو گئی۔ احباب پرہیز، آرام یا سیر کا مشورہ دیتے تو ٹال دیتے اور فرماتے آخر کتنا عرصہ جینا ہے۔

۲۳ - اپریل ۱۹۷۹ء کی شب آپ چشتیاں شریف سے تونسہ شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ تونسہ شریف پہنچے تو نمازِ فجر کا وقت ہو رہا تھا۔ نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز کے دوران آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ نماز بیٹھ کر ادا کی۔ اور دُعا بھی کی۔ اس کے فوراً بعد آپ کو ابتدائی طبی امداد پہنچائی گئی۔ اور پھر نشتر ہسپتال ملتان لے جایا گیا۔ وہاں باقاعدہ علاج جاری رہا۔ ملتان میں بہتری کی صورت نہ پا کر ۳ - مئی ۱۹۷۹ء کو کراچی لے جایا گیا۔ ۴ - مئی بروز جمعۃ المبارک کراچی پہنچے۔ احباب، اقربا اور خدام ساتھ تھے۔ ۹ بجے صبح ہسپتال پہنچے۔ ابھی لٹایا ہی گیا تھا کہ رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعُون ○ آپ کے وصال کی خبر بجلی کی طرح ملک اور بیرونِ ملک میں پھیل گئی۔ ریڈیو پاکستان۔ ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے آپ کے وصال کی خبر پا کر ملک کے کونے کونے سے ہزاروں لوگ تونسہ شریف پہنچ گئے۔ کراچی سے آپ کا جسدِ مُبارک ۵ مئی ۱۹۷۹ء بروز ہفتہ دوپہر کو پہنچا۔ اندرون خانہ لے گئے۔ از سرِ نو غسل دیا گیا اور حسب وصیّت تبرّکات کے ساتھ دوبارہ تکفین ہوئی۔ پہلے مستورات نے زیارت کی پھر اقربا و اہلِ خاندان و خواجگانِ تونسوی نے۔ پھر نمازِ ظہر کے بعد آستانہ عالیہ میں آپ کے جسدِ مبارک کو رکھ دیا گیا۔ لوگ زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ گریہ وزاری اور آہ و بکا سے فضائیں سوگوار ہو گئیں۔ ٹھیک چار بجے

Marfat.com

آستانہ عالیہ کے صحن میں نماز جنازہ ادا ہوئی۔ امامت کے فرائض حضرت خواجہ کریم بخش صاحب مہاروی نے ادا کئے۔ پھر مزار مبارک کے اندر لے جا کر اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحؒ کے قدموں میں اور حضرت خواجہ محمّد حامد تونسوی رحؒ کے پہلو میں آپ کو دفن کر دیا گیا ہے

آنچہ دل از فکر آں مے سوختے بیم ہجر بود
آخر از بے مہریٔ گردوں باآں ہم ساختیم

آپ کے وصال پر گورنر پنجاب اور دیگر علماء و مشائخ و اکابرین نے بیانات دیئے۔ اخبارات نے خبریں شائع کیں۔ روزنامہ آفتاب ملتان اور روزنامہ سعادت فیصل آباد نے خاص نمبر آپ کے چہلم پر شائع کیئے۔

اولاد:۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند عطا کیئے۔ ان میں سب سے بڑے خواجہ حامد حسن رحؒ تھے جن کا وصال اٹھائیس سال کی عمر میں یکم شعبان ۱۳۸۸ھ (۲۴۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء) کو ہو گیا۔ آپ کو ان کے وصال کا بہت صدمہ ہوا۔

دوسرے بیٹے کا نام خواجہ خالد حسن رحؒ تھا جو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

تیسرے بیٹے کا نام خواجہ عطاء اللہ صاحب ہے۔

سجّادہ نشین:۔

حضرت خواجہ خان محمد رحؒ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب مدظلہ العالی آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے چھٹے سجّادہ نشین بنے۔

خلفاء:۔

آپ کے خلفاء کے بارے میں ابھی تک میرے پاس جامع اور حتمی معلومات

Marfat.com

نہیں۔ انشاء اللہ آئندہ مکمل فہرست دے سکوں گا اور ان کے مختصر حالات بھی درج کرنے کی کوشش کرونگا۔ اس وقت کچھ نام درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ خواجہ عطاء اللہ صاحب تونسوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف

۲۔ غازی صلاح الدین صاحبؒ حیدر آباد

۳۔ سید معین الدین صاحب خامس حیدر آباد

۴۔ سیّد برکت علی شاہ صاحبؒ کراچی

۵۔ سیّد عثمان علی شاہ صاحبؒ کرماں والہ شریف (پنجاب)

۶۔ حاجی شیر محمد صاحب خانقاہ حافظ حبیب اللہ صاحبؒ ضلع ساہیوال

۷۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی فیصل آباد

Marfat.com

قطعۂ تاریخِ وصال

(از محمدؐ انور یا آبر)

حضرت خواجہ خان محمدؒ
پیرِ کامل کی فرقت ہے
سات جمادی الآخر جمعہ
خواجہ صاحبؒ کی رحلت ہے
(۱۳۹۹)

قطعۂ تاریخِ وصال

(از مولوی فیض احمد صاحب ضیائی)

مُرشدِ برحق رھنما!
خواجہ خان محمدؒ ما
رفتہ رُوحِ او سُوئے جناں
فضل و کرم ایں عین خُدا

Marfat.com

خلافت نامہ

حضرت خواجہ صاحب قبلہؒ کے خلفاء کی فہرست درج کردی گئی ہے۔ اس عاجز و مسکین کو جو خلافت نامہ آپ نے عطا فرمایا تھا اس کا عکس بطور تبرک درج کیا جارہا ہے۔

فقیر حضرات بزرگان کے طریقہ کے مطابق خلیفہ افتخار احمد صاحب چشتی
کو خلافت سلسلہ چشتیہ و نقشبندیہ و قادریہ و سہروردیہ دیتا ہے
اور دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم بطفیل آنحضرت و خواجگان ان کو تبلیغ اسلام
کی طاقت عطا فرما دے آمین ثم آمین فقیر خان محمد عفی عنہ ۳۰ صفر المظفر ۱۳۹۴ھ

"فقیر حضرات بزرگانؒ کے طریقہ کے مطابق خلیفہ افتخار احمد صاحب چشتی کو خلافت سلسلہ چشتیہ و نقشبندیہ و قادریہ و سہروردیہ دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم بطفیل آنحضرتؐ و خواجگانؒ ان کو تبلیغ اسلام کی طاقت عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین

فقیر خان محمد عفی عنہ

۳۰ صفر المظفر ۱۳۹۴ھ

Marfat.com

مکتوبِ گرامی

حضرت خواجہ صاحب قبلہؒ کے مکتوبات جن چند خوش نصیب احباب کے پاس ہیں ان میں سے برادرم چوہدری افتخار افضل صاحب کے پاس غالباً سب سے زیادہ ذخیرہ ہے۔ انشاء اللہ ان مکتوبات کو مطبوعہ شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک مکتوب بطور تبرک درج کیا جا رہا ہے:

۷۸۶
۹۲
[illegible]

[illegible]
20/11/[illegible]

مکرم [illegible] صاحب سلمہ

السلام علیکم
برادرم محمد صاحب کتاب لیکر آئے شکریہ
شکریہ اللہ تعالیٰ بفضلہ و بحضرتہ جزائے خیر عطا فرماوے
اگر ممکن ہو سکے جو کتاب مجھے حضرت قبلہ والد صاحب کے
متعلق آپ نے تصنیف فرمائی ہے [illegible] سلسلہ نقشبندیہ
و قادریہ مناقب المحبوبیہ سے نقل فرما کر [illegible]
فرما دیویں اور [illegible]
سب [illegible] ہو اور احباب کو سلام مسنون [illegible] والسلام

دعا گو
[illegible]

ساتواں باب

حضرت خواجہ

جناب عطاء اللہ صاحب تونسوی دامت برکاتہ

۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء

Marfat.com

ولادت و تعلیم و تربیت

آستانۂ عالیہ سلیمانیہ کے چھٹے سجّادہ نشین، حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسویؒ کے فرزند حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب تونسوی ہیں۔ آپ ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوئے۔ منقول ہے کہ آپ کی ولادت سے قبل حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ محمدؒ حامد تونسویؒ فرما رہے ہیں کہ: "اے خان محمدؒ، تمہارے ہاں اب جو فرزند پیدا ہوگا، اس کا نام عطاء اللہ رکھنا۔"

حسبِ دستورِ خاندان مقرّرہ وقت پر آپ کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا۔ آپ کی بیعتِ ارادت حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسویؒ سے ہے۔ سات برس کی عمر میں بیعت ہوئے۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے انہیں مانگا بھی تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے مجھے دے دیں۔ میں اس کی تربیت کروں گا۔ اس لحاظ سے یہ حضرت حافظ صاحب قبلہؒ کے مرید بھی ہیں اور مراد بھی۔

خلافت

حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب قبلہؒ نے ۱۹ مئی ۱۹۶۹ء کو

Marfat.com

اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی خواجہ عطاء اللہ صاحب کو تحریری طور پر خلافت و سجّادگی عطا کر دی تھی اور اپنے سامنے عُرس مُبارک کے موقع پر دستار بندی بھی کرا دی تھی۔ دستار بندی پاکپتن شریف کے سجّادہ نشین حضرت دیوان غلام قطب الدّین چشتی مدظلہ نے کی۔ اس خلافت نامہ کی نقل درج ذیل ہے۔

۷۸۶
۷۹۲

منکہ خواجہ خان محمّد خلف الرشید خواجہ حضرت محمّد حامد سجّادہ نشین درگاہ عالیہ خواجۂ خواجگان خواجہ شاہ محمّد سلیمان سلطان المتوکلّان واقعہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں کا ہوں، میں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ، بلا رغبتِ غیرے اپنی خوشی و مرضی سے اپنی عین و حیات میں اپنے واحد پسر صاحبزادہ عطا اللہ خاں کو سجّادہ نشین درگاہِ متذکرہ بالا نامزد و منتخب کرتا ہوں جو کہ ہر پہلو سے میرے بعد سجّادہ نشین درگاہ مذکورہ بالا کا اہل بھی ہے۔ لہٰذا میں اپنے اختیارات دربارہ تقرّری سجّادہ نشینی کو استعمال کرتے ہوئے اس تحریر کی رُو سے اپنے پسر صاحبزادہ عطا اللہ خاں مذکور کو اپنا خلیفہ اور سجّادہ نشین منتخب و نامزد کرتا ہوں اور اختیار دیتا ہوں کہ صاحبزادہ عطا اللہ خاں میری وفات کے بعد درگاہِ عالیہ خواجۂ خواجگان خواجہ حضرت شاہ محمّد سلیمان تونسوی سلطان المتوکلّان واقعہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں کے مسلّمہ طور پر اور کما حقہٗ سجّادہ نشین ہوں گے۔ میرے عزیز و اقارب خلفاء و مریدین کو کسی قسم کا کوئی اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ ان پر یہ عین فرض ہے اور آئندہ بھی یہ فرض ان پر عائد ہوگا کہ وہ صاحبزادہ عطا اللہ خان کو سجّادہ نشین درگاہِ عالیہ مذکورہ بالا تسلیم کریں۔ اور ان کی پیروی کریں اور کما حقہٗ تعظیم بجا لاویں۔ لہٰذا تحریر ہذا سنداً تحریر کر دی ہے تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکے۔ المرقوم ۱۹۔ مئی ۱۹۶۹ء

دستخط خواجہ خان محمّد صاحب
(رحمۃ اللہ علیہ)

دستخط گواہان:

(۱) دیوان غلام قطب الدّین سجّادہ نشین پاک پتن شریف

Marfat.com

۲۔ میاں نور جہانیاں صاحب محمودی سجّادہ نشین مہار شریف
۳۔ صاحبزادہ نور احمد صاحب خلف حضرت خواجہ میاں محمد عبداللہ صاحب سجّادہ نشین منگھیراں شریف۔
۴۔ حضرت حاجی محمد غوث صاحب خلف حضرت خواجہ محمد عارف صاحب مہار شریف
۵۔ خواجہ نور حسن صاحب خلف حضرت خواجہ خدا بخش صاحب
۶۔ خواجہ محمد قمر الدین صاحب سجّادہ نشین سیال شریف
۷۔ مولوی احمد دین صاحب سجّادہ نشین مکھڈ شریف
۸۔ محمد عبداللہ صاحب سجّادہ نشین میرا شریف
۹۔ میاں غلام نبی صاحب سجّادہ نشین شیخ فاضل
ان کے علاوہ پانچ اور حضرات کے بھی دستخط ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب قبلہؒ کے وصال کے تیسرے دن حسب دستورِ خاندان، ۶۔ مئی ۱۹۷۹ء کو آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں محفلِ قل شریف ہوئی۔ اس اجتماع میں خواجہ عطا اللہ صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ رسمِ دستار بندی اجمیر شریف کے سجّادہ نشین حضرت خواجہ دیوان سیّد آلِ مجتبیٰ مدظلہ العالی نے ادا کی۔ اس مبارک موقعہ پر حضرت خواجہ صاحب قبلہؒ کے ہزاروں عقیدتمندوں اور مریدین کے علاوہ مہار شریف، تونسہ شریف، سیال شریف و دیگر خانقاہوں کے سجادگان اور مختلف علمائے کرام اور اکابرینِ ملّت نے شرکت کی۔ روضۂ مبارک کے اندر حاضر ہو کر سب سے پہلے دیوان صاحب اجمیر شریف نے دستار باندھی۔ پھر خواجہ معین صاحب مہاروی نے اور پھر خواجگانِ تونسوی نے اور پھر حضرت دیوان صاحب نے دُعا فرمائی۔ پھر سب باہر تشریف لائے۔ صاحبزادہ خواجہ عطا اللہ صاحب کو مصلّٰۂ سلیمانی پر بٹھایا گیا اور دُعائے خیر کی گئی۔

۸ رجون ۱۹۷۹ء بروز جمعۃ المبارک حضرت خواجہ صاحبؒ کے چہلم کے سلسلہ میں اجتماع ہوا۔ اس مبارک محفل میں حضرت خواجہ قطب الدین صاحب مدظلہ العالی

Marfat.com

سجّادہ نشین پاکپتن شریف نے از سرِ نو جناب خواجہ عطا اللہ صاحب کی دستار بندی کی اور دُعا فرمائی۔

سجّادگی

آپ ۱۹۷۹ء سے سجّادہ سلیمانی پر رونق افروز ہیں۔ آپ نے سجّادہ نشین بننے کے بعد حج و عمرہ بھی ادا کیا۔ ہر سال اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ کے مطابق پاکپتن شریف اور چشتیاں شریف حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدّین مسعود گنج شکرؒ کے عُرس مبارک کی تقاریب میں حاضر ہوتے ہیں۔ چشتیاں شریف میں حضرت مولانا فخرالدّین دہلویؒ اور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمّد مہارویؒ کے عراس مبارک میں بھی باقاعدگی سے حاضری دیتے ہیں۔ خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمّد تونسوی کے معمول کے مطابق سیال شریف میں حضرت خواجہ شاہ شمس الدّین سیالوی اور اُن کے سجّادہ نشین حضراتؒ کے عراسِ مبارک میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو، آپ کے آبا و اجداد اور مشائخِ عظّام کے نقشِ قدم پر چلائے۔ اُن کے مقامات عطا کرے اور دین و سلسلہ و آستانۂ عالیہ کی بہترین خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

؎ ایں دُعا از من و از جملہ جہان آمین باد

Marfat.com

زمانۂ سجّادگی

بانیٔ آستانۂ عالیہ سلیمانیہ

شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۸۳ھ تا ۱۲۶۷ھ)

(۱)

حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رح

(۱۲۶۷ھ تا ۱۳۱۹ھ)

(۲)

حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رح

(۱۳۱۹ھ تا ۱۳۲۳ھ)

(۳)

حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رح

(۱۳۲۳ھ تا ۱۳۵۰ھ)

(۴)

حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی رح

(۱۳۵۰ھ تا ۱۳۷۹ھ)

(۵)

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رح

(۱۳۷۹ھ تا ۱۳۹۹ھ)

(۶)

موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب تونسوی دامت برکاتہٗ

(از ۱۳۹۹ھ

Marfat.com

حصّہ چہارم

مقالات

Marfat.com

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

Marfat.com

پہلا باب

تذکرہ نویسی میں جدید رجحان

(از پروفیسر محمد اسحاق قریشی)

Marfat.com

تذکرہ نویسی میں نیا رُجحان

(از پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی ایم۔اے، پی ایچ ڈی)

تأثر پذیری انسانی فطرت کا اقتضاء ہے۔ انسان جس شخصیت سے متأثر ہوتا ہے یا جس وجود کی کوئی حیثیت اس کے دل میں مرعوبیت یا استعجاب کی کیفیت پیدا کرتی ہے وہ اس شخصیت یا اس کے اثر آفریں پہلو کے تذکرے میں مسرت محسوس کرتا ہے ذکر کے چند محرکات ہیں۔ حسِّ تعلّم کی تسکین، خواہشِ فیض یا مطالعہ سیرت کا تاریخی ذوق۔ محرّکات کے تنوّع کے حوالے سے سوانح حیات کی پیش کش کا انداز مختلف رہا ہے معروضی سیرت نگاری یا موضوعی انداز تحریر نے مختلف جہتیں متعین کی ہیں، تاریخِ عالم اور تاریخِ اقوام کے مطالعہ سے اس بوقلمونی کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلام چونکہ حیاتِ انسانی کی مقصدیت کا قائل ہے اس لئے عالمِ اسلام کے مختلف علمی رجحانات اور ادبی میلانات میں مقصدیت کا عنصر نمایاں رہا ہے۔ موضوع سوانح حیات کی تدوین ہے مگر مقصد ان سوانح سے مستقبل کی راہیں تلاش کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا ہے۔ سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تدوین میں یہی پہلو سیرت نگاروں کے پیش نظر رہا ہے۔ کسب فیض ہی وہ داعیہ ہے اور اصلاحِ نفس ہی وہ محرک ہے جو ہدایت کی روشن مثالوں کی جستجو میں تاریخ کے مطالعے میں معاون رہا ہے۔ صحابہ کرام ہدایت کے ستارے تھے اس لئے سفرِ حیات کے راہی ان سے راہ یابی کی کوشش میں مشغول رہے ہیں۔ سیر صحابہ کی ترتیب ہمیشہ سے اہلِ اسلام کا مرغوب موضوع رہا۔ اور اس مقصد کے لئے ضخیم کتابیں مرتب ہوئیں صحابہ کرام کے بعد صوفیا کا گروہ انسانیت کے درد کی درمانی اور بھٹکے ہوئے قافلہ انسانیت کی راہنمائی

Marfat.com

کا فریضہ انجام دیتا رہا ہے۔ صوفیا کی زندگیاں روشنی کے مینار تھیں جن سے متوسلین اور معتقدین حسبِ ظرف و خواہش مستفیض ہوتے رہے۔ اور اس نیک ارادے کے تحت بیسیوں نہیں ہزاروں کتب تیار ہوئیں۔ ذوق کے مطابق اخذ و ترک کے اصول متغیر رہے۔ مگر مقصد ایک ہی تھا کہ ان نورانی ہستیوں سے استفادہ تو کیا جائے۔ تاکہ زندگی کی شب تاریک میں اُجالا ہو سکے۔ کبھی علاقوں کی نسبت سے تو کبھی خاندانوں کے حوالے سے بزرگانِ دین کے سوانح تحریر کئے گئے۔ جب تصوّف ایک مستقل طریقِ زندگی کے طور پر اپنایا جانے لگا اور سلسلۂ رشد و ہدایت کی مختلف کڑیاں تلاش کی جانے لگیں تو باہم اتصال کو اہمیت حاصل ہوئی اور متعدد سلسلہ ہائے تصوّف وجود میں آئے۔ ان میں چار سلاسل کو اہمیت نصیب ہوئی۔ ان میں نقشبندیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ اور چشتیہ سلاسل خصوصیت سے موضوع بنے اور ہر سلسلے میں اکابر صوفیا کی زندگیوں کے بارے میں متعدّد کتب تصنیف ہوئیں۔ برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ اس لئے یہی سلسلہ اکثر موضوعِ تالیف رہا۔ زیر تبصرہ کتاب "تذکرۂ خواجگانِ تونسوی" جسے پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب نے تالیف فرمایا اسی سلسلۂ کتب میں ایک مفید اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔

'تذکرہ' کا لفظ اپنے سوانحی پہلوؤں کے احاطے کے باوجود نصیحت طلبی اور فیض خواہی کا عنصر رکھتا ہے۔ قرآن مجید کو خود اللہ تعالیٰ نے تذکرہ کہہ کر متعارف کرایا ہے کہ اس سے کسبِ ہدایت کے پہلو کو اوّلین اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان علماء اس قرآنی اشارے سے متأثر ہو کر اپنی تصنیفات کو اسی حوالے سے پیش کرتے رہے ہیں۔ کوئی کب پیدا ہوا۔ کہاں زندگی گزاری۔ معمولات و مشاغل کیسے تھے۔ اولاد و متوسلین کی تعداد کتنی ہے۔ یہ سب ضروری عنوانات ہیں مگر بنیادی مقصد اس معروضی تصویرکشی سے کہیں عظیم تھا کہ ان واقعات و سوانح سے قاری کی زندگی کیسے متأثر ہو۔ اس حوالے نے ساری گفتگو کو داخلیت عطا کر دی ہے اور حالات و مشاہدات کے بیان میں مؤلف صرف مرتّب ہی نہیں رہا۔ بلکہ ان حالات کے ساتھ ساتھ ہم قدمی کا حظ اٹھانے لگا ہے۔ اسی لئے صوفیا کے حالات پر لکھی جانے والی کتابوں کو تذکرہ کا نام دیا جاتا رہا کہ مقصود حکایتِ واقعہ

Marfat.com

نہیں بلکہ ان واقعات کو اپنے حالات کے تناظر میں اپنی ذات کا حصہ بنانا ہے۔ چشتی صاحب کا تذکرۂ خواجگانِ تونسوی کا مقصد تالیف بھی یہی ہے یہ لفظوں میں ہدایت کے استعارے اور رہنمائی کے منوّر اشارے ہیں۔ چشتی صاحب نے طلب ہدایت کے لئے خاندان چشت کے معزز و محترم گھرانے 'تونسہ' کا انتخاب کیا ہے کہ اس سے ان کی اپنی نسبت ہے اور اس نسبت نے تذکرے میں اپنائیت کا جوہر پیدا کر دیا ہے۔

سلسلہ چشتیہ یوں تو خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے شروع ہوا تھا مگر اسے حرفی شناخت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی علیہ الرحمۃ کے وجود سے ملی کہ چشت جیسے ایک غیر معروف قصبے کو اُن کی ذات نے دوام عطا کر دیا۔ سقوطِ بغداد کے بعد جب عالم اسلام پر نزع کی حالت طاری تھی، اکثر صوفیاء نے برّصغیر کا رُخ عطا کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے تو برّصغیر کے مستقبل کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا اس لئے آپ یہاں تشریف لے آئے۔ اور اجمیر سلسلہ چشتیہ کا مرکز بنا۔ آپ کی توجّہ اور روحانی فیض رسانی سے ایک نہایت وقیع ادارہ جسے سلسلہ چشتیہ کا زرّیں حلقہ کہا جا سکتا ہے وجود میں آیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، بابا فرید الدین گنج شکرؒ، خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ اُن اکابر صوفیہ میں سے ہیں جن پر عالم اسلام ہمیشہ ناز کرے گا۔ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ سے یہ سلسلہ شمالی ہند سے دکن میں منتقل ہوا کہ خواجہ نظام الدّینؒ اورنگ آبادیؒ اور ان کے صاحبزادے خواجہ فخر الدّینؒ کی مساعیٔ جمیلہ سے دکن کا علاقہ نورِ اسلام سے منوّر ہو گیا۔ مگر خواجہ فخرؒ جلد ہی دہلی منتقل ہو گئے اور یہاں سے ہی خواجہ نور محمد مہارویؒ نے آپ سے روحانی کسب فیض کیا۔ انہیں کے بارے میں خواجہ فخرؒ نے فرمایا۔" مکھّن پنجابی لے گیا چھاچھ پیو سنسار

خواجہ نور محمد مہارویؒ سے یہ فیض شہباز طریقت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کو منتقل ہوا۔ خواجہ تونسویؒ کی ذات ہی چشتی صاحب کی کتاب کا مرکزی موضوع ہے۔

تذکرۂ خواجگانِ تونسوی کی جلد اوّل جسے چشتیہ اکادمی فیصل آباد نہایت خوبصورت گرد پوش اور حسنِ طباعت کے ساتھ مزیّن کیا ہے پانچ حصّوں پر مشتمل ہے۔ حصّہ اوّل

Marfat.com

ابتدائی معلومات اور تعارفی کلمات پر محیط ہے۔ حصہ دوم کتاب کا مرکزی حصہ ہے کہ اس کے باب اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواجہ فخر علیہ الرحمۃ تک کے خاندانِ چشتیہ کے اکابرین کے مختصر حالات درج ہیں۔ باب دوم خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ اور آپ کے نامور مریدین کے حالات کے لئے وقف ہے۔ یہ حصہ جو دو ابواب پر مشتمل ہے بہت معلومات افزا ہے۔ حصہ سوم کتاب کا موضوع ہے کہ فیضانِ سلیمانی کے نام سے خاندانِ تونسوی کے حالات کے تفصیلی بیان کے لئے مخصوص ہے۔ حصہ سوم کے سات ابواب ہیں۔ باب اوّل میں سرخیل سلسلہ خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے حالات ہیں۔ دوسرے باب میں سلسلۂ تونسوی کے عظیم صوفی ولی کامل خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے سوانح درج ہیں۔ باقی میں حضرت حافظ محمد موسیٰؒ خواجہ محمد حامدؒ۔ حافظ سدید الدینؒ خواجہ خان محمدؒ اور موجودہ سجادہ نشین خواجہ عطا اللہ کے بارے میں مفید معلومات اور قدرے تفصیلی حالات ہیں۔ کتاب کے حصہ چہارم میں چشتی صاحب نے بکمال عاجزی دیگر ہم عصر اہلِ قلم کی نگارشات درج کر دی ہیں جن میں یہ نیاز مند حافظ لدھیانوی، چودھری غلام رسول اور پروفیسر عبدالمجید چشتی شامل ہیں۔ آخری یعنی حصہ پنجم منظومات پر مشتمل ہے اور مؤلف نے اپنے ادبی رجحان کی تسکین کا سامان کیا ہے۔

تذکرہ خواجگانِ تونسوی سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ برّصغیر کا وہ حصہ جو وطنِ عزیز پاکستان کہلایا خاندانِ تونسوی کی برکات سے زیادہ مستفید ہوا ہے۔ خصوصاً صوبہ پنجاب کی تمام نمایاں ہستیاں جو سلسلہ چشتیہ سے منسلک تھیں اسی گھر سے کسبِ فیض کرتی رہی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تونسوی خاندان نے تبلیغ دین اور اشاعت خیر و حکمت میں کس قدر وقیع کارنامے انجام دیئے ہیں۔ کتاب اگرچہ بظاہر سوانح حیات کے مشتملات پر محیط ہے مگر حقیقتاً چشتی صاحب کا قلبی سوز اور آتش محبت واقعات کے ورے کئی گوشے تلاش کرتی رہی ہے۔ واقعات کی ترتیب و تسوید میں ایک ماہرانہ چابکدستی کارفرما ہے۔ اور مجموعی مطالعے کے بعد یہ تاثر بڑا نمایاں ہو جاتا ہے کہ یہ نامور ہستیاں قومی درد اور اصلاح کے ایک جذبے سے سرشار تھیں کہ انہوں نے سنگلاخ زمین میں نخلِ اسلام کی آبیاری کو اپنا ہمہ وقتی مشن بنایا ہوا تھا۔ چشتی صاحب نے واقعات کے دروبست میں تبلیغی کارناموں کی افادیت کو نمایاں کر کے حالات

Marfat.com

سلف نےگے مطالعہ کا سلسلہ عطا کیا ہے۔ عام طور پر صوفیا کے تذکرے کرامات کی حکایات سے بھرے ہوتے ہیں۔ کرامات کی اہمیت اور حیثیت کا مؤلف کو اعتراف ہے۔ اس لئے وقفے وقفے سے ان کا ذکر کیا گیا ہے مگر یہ تذکرے عمومی تأثر کو شدید تر کرنے کا باعث بنے ہیں کہ کرامات برائے کرامات مقصود نہیں اور نہ ہی مؤلف کرامات کے ذکر کو طویل کرنے کا شائق نظر آتا ہے۔ کتاب کا سب سے روشن پہلو تعلیمات اسلامیہ کا صوفیانہ اندازِ درس ہے۔ خواجگانِ تونسوی شریعت کی پابندی کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ اور عجمی اثرات سے اپنے دامن کو بچاتے تھے۔ عام طور پر صوفیا کی عقیدت و محبت میں جو شریعت کی نفی کا رجحان پیدا ہو رہا ہے وہ درحقیقت صوفیانہ نظریات سے انحراف ہے۔ چشتی صاحب نے تعلیمات پر مناسب توجہ دے کر اس پریشان کن تأثر کو ختم کیا۔ یہ کتاب کا وہ نمایاں وصف ہے جس کی تقلید ہونا چاہیئے۔

تذکارِ صوفیا میں ایک اور بڑا اہم پہلو علمی کارناموں کی وضاحت ہے۔ عموماً علم کی نفرت، عشق و عقل کا تقابل، اور علم کے حجاب کے تذکرے ہوتے ہیں۔ اس سے حلقہ ہائے تصوّف میں بے علمی ایک روایت بنتی جا رہی ہے۔ اندھی عقیدت اور کم نظری نے جہالت کو فروغ دیا ہے۔ چشتی صاحب کو اس کا احساس ہے اس لئے انہوں نے تذکرہ کا معتدبہ حصّہ علمی کارناموں کی وضاحت کے لئے وقف کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ صوفیا کے ہاں مروّج کتب درسیہ کی نشاندہی کی ہے۔ خواجہ محمد عاقلؒ کا علمی شعور اور خواجہ محمد جمالؒ کے مجاہدانہ کارنامے، خواجہ خان محمد علیہ الرحمۃ کا نایاب کتب کی اشاعت پر اصرار اور صاحبِ کتاب کی توسیع علمی کے شغف میں حوصلہ افزائی، بے عملی اور بے علمی کے خلاف قابلِ اعتماد حوالے ہیں۔ حافظ سدید الدینؒ کی تحریک پاکستان کے سلسلے میں عملی کاوشیں اور م۔ش کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں ان کا باوقار کردار، دینی سیاست کا رُخ متعین کرنے میں خواجہ اللہ بخشؒ کا فنِ قرأت سے خصوصی انہماک اور خواجہ سلیمان تونسویؒ کا اتباعِ شریعت پر زور، خاندانِ تونسوی کے صوفیانہ مشاغل کو قائدانہ کردار مہیا کرتا ہے۔ تذکرہ خواجگانِ تونسوی کے مؤلف کی نظر میں ان اکابر صوفیاء کا یہی رُخ نمایاں ہے۔ اس لئے انتخاب واقعات میں اختصار کے باوجود

Marfat.com

حُسنِ انتخاب جھلکتا ہے۔

چشتی صاحب کی تالیف سے تذکرہ نویسی میں جدید رُجحان کی نشاندہی ہوتی ہے۔ کتاب مختلف رسائل کی شکل میں تھی جسے نہایت احتیاط سے باہم پیوست کیا گیا ہے۔ اس طرح ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ایک لائق مطالعہ اور قابلِ عمل صحیفہ مرتب ہُوا ہے۔ خدا کرے جس جذبے سے جلد اوّل طبع ہوئی ہے وہ برقرار رہے اور باقی دونوں جلدیں جلد قاری تک پہنچیں۔ ہر درد مند قاری منتظر رہے گا۔

Marfat.com

دوسرا باب

حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب حافظ لدھیانوی صاحب)

Marfat.com

حضرت قبلہ خواجہ خان محمّد تونسوی نوّر اللّٰہ مرقدہٗ

(از جناب حافظ لدھیانوی صاحب)

محترمی پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب جامعہ چشتیہ میں اپنے والدِ ماجد حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پاس بے تابی سے ٹہل رہے تھے اور بار بار جامعہ چشتیہ کے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے میرا اچانک گزر جامعہ چشتیہ کی طرف سے ہوُا۔ چشتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوُا اور جامعہ چشتیہ میں بے وقت حاضری اور اضطرابی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا۔ اشتیاقِ فراواں کے سارے انداز ان کے چہرے پر بکھر گئے۔ انتہائی مسرّت و شادمانی کے عالم میں فرمایا کہ میرے مُرشد حضرت قبلہ خواجہ خان محمّد صاحب تشریف لا رہے ہیں ان کا ہی انتظار ہے۔ وقت بہت کم تھا آپ تک پیغام نہ پہنچا سکا۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے فون پر اپنی آمد کی اِطلاع دی۔ چند احباب کو اطلاع دے سکا۔ پھر اسی بیتابانہ انداز میں فرمایا بس چند منٹوں میں حضرت تشریف لانے والے ہیں۔ حضرت کی آمد کے بارے میں ان کا وجود خوشخبری کی علامت بن گیا تھا۔

مملکتوں کے سَربراہ سرکاری یا ذاتی دورے پر دوسرے ممالک میں آتے ہیں۔ راستے خوبصورت دروازوں سے سجائے جاتے ہیں، رنگ برنگ جھنڈیوں سے، خوبصورت پھریروں سے، بینڈ باجے سے گارڈ آف آنر سے، مہکتے ہوئے گلاب کے ہاروں سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے۔ طمطراق اور شان و شوکت کے سب سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ ان کے اعزاز میں دعوتیں ہوتی ہیں۔ پورے ملک میں ان کی آمد کی دھوم مچ جاتی ہے، یہ سب کچھ درست ہے۔ مگر جس شانِ بیتابی جس حُسنِ اضطراب جس کیفیتِ قلب و رُوح سے محترمی پروفیسر افتخار احمد چشتی اپنے ہادی و مُرشد اپنے مربّی حضرت خواجہ خان محمّد صاحب کا انتظار فرما رہے تھے اس پر شاہانہ

Marfat.com

استقبال کے سارے انداز قربان کر دئے جائیں۔ یہ چشم و جاں کا معاملہ نہ تھا، یہ قلب و رُوح کا معاملہ تھا۔ بعض خوشیاں جسم کی دیواروں سے چمٹ کر رہ جاتی ہیں، بعض مسرّتیں محدود وقت کے لئے ہوتی ہیں، مگر بعض انبساط و شادمانی کے ایسے بھی لمحات ہوتے ہیں جو زندگی پر محیط ہو جاتے ہیں۔ ایک ایک لمحہ کیفیّتوں کی کتنی دنیائیں لیے ہوتا ہے۔

میں ابھی حضرت کی زیارت سے مشرّف نہ ہُوا تھا۔ ابھی وہ لمحۂ سعید میرا مقدّر نہ بنا تھا کہ میں حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کی رُوحانی صحبت سے فیض یاب ہوتا مگر محترمی چشتی صاحب سے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحبؒ کے فیوضِ باطنی، ان کے زُہد و تقویٰ، ان کی پُرکشش شخصیّت، ان کی ریاضت و عبادت اور ان کی رُوحانی مجالس کی کیفیّتوں کے بارے میں سُن چکا تھا۔ چشتی صاحب کے اشتیاق میں میرا وجود بھی شامل ہوگیا۔

خوشبو جب پھیلتی ہے تو اس کی راہ میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اس کی لطافت ایک عالم کو گھیرے میں لے لیتی ہے۔ اگرچہ چند احباب کو حضرت اقدسؒ کی آمد کا علم تھا مگر حضرت کی آمد کی خبر فصلِ بہار کے جھونکے کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی۔ احباب نے ایک دوسرے کو خوش خبری سُنائی۔ اس طرح کافی احباب کو حضرت کی آمد کا علم ہو گیا۔ محترمی چشتی صاحب کے حلقۂ احباب اور حلقۂ مریدین و معتقدین میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلّق رکھنے والے ہیں۔ ان میں پروفیسر صاحبان، کاروباری لوگ، مختلف عقائد و نظریّات رکھنے والے سبھی قسم کے احباب شامل ہیں۔ مشتاقانِ دید کا ایک گروہ جامعہ چشتیہ پہنچ چکا تھا۔ دلوں کا اضطراب عقیدت کا نشان بن گیا۔ سب دروازے کے نزدیک حضرت کی آمد کے منتظر تھے۔ اس بابرکت لمحے کے منتظر تھے کہ وہ حضرت کی زیارت سے پیاسی رُوحوں کو سیراب کریں۔ ابھی حضرت تشریف نہ لائے تھے کہ سیال شریف سے خواجہ قمرالدّین نورؒ اللہ مرقدہ کے فرزند خواجہ حمیدالدّین سیالوی استقبال کے لئے

Marfat.com

تشریف لے آئے۔ حضرت خواجہ شاہ شمس الدّین سیالوی نورّاللہ مرقدہٗ کے خانوادے کا یہ فرد بھی اسی انداز سے حضرت کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

آخر حضرت کی کار جامعہ چشتیہ میں داخل ہوئی۔ دھڑکنوں نے اُٹھ اُٹھ کر حضرت کا استقبال کیا۔ مسرّت کے آنسو دامن کی دولت بن گئے۔ ہر آدمی وفورِ شوق سے حضرت سے مصافحہ کر رہا تھا۔ خواجہ قمر الدّین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے خواجہ حمید الدّین سیالوی نے قدم بوسی کی آپ پیچھے ہٹ گئے۔ مریدین معتقدین میں جب کوئی قدم بوسی کرنا چاہتا تو آپ سختی سے منع فرماتے۔ اور کہتے بھلے آدمیو مجھے گنہگار نہ بناؤ۔ اور خلافِ شریعت کام نہ کرو۔ حضرت نے متبسّم لبوں سے ہر ایک کی خیریّت پُوچھی۔ شفقت و محبّت کے انداز قلب و نظر پہ چھا گئے۔

حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کا چند گھنٹے کا قیام تھا۔ جامعہ چشتیہ میں ایک کمرہ جسے حجرہ کہنا زیادہ موزوں ہے۔ حضرت کے آرام و قیام کے لئے آراستہ کیا گیا تھا! ارادتمند حلقے میں مؤدّب بیٹھ گئے۔ چشتی صاحب دروازے سے لگ کر اپنے مربّی و مرشد کی زیارت کر رہے تھے۔ اچانک حضرت کی نظر دروازے کی طرف اُٹھی۔ چشتی صاحب کو اندر تشریف لانے کے لئے فرمایا۔ چشتی صاحب نے آتے ہی دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔ پیچھے ہٹ کر دوزانو ہو کر، نظریں جھکا کر بیٹھ گئے۔ چشتی صاحب کا وجود ادب و احترام کی تفسیر بن گیا۔

خواجہ خان محمدؒ صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے روحانی وراثت کے علاوہ حُسن و جمال سے وافر حصّہ عطا فرمایا تھا۔ ایسی شخصیّتیں تعارف کی محتاج نہیں ہوتیں، ان کا نورانی چہرہ، ان کے تقویٰ کا نور، ان کی پرہیزگاری کا حسن خود تعارف بن جاتا ہے۔۔ دراز قد، سُرخ و سفید جسم۔ متناسب اعضاء۔ سفید داڑھی۔ ستھرا لباس۔ گفتگو میں نرمی، ریاضت میں استقامت، بات میں اثر، چال میں عجز، محبّت و شفقت کا پیکر، اتّباعِ سُنّتِ رسُول اللہ کا مظہر، ایک جاذب شخصیّت۔۔ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نورّاللہ مرقدہٗ کے رُوحانی ورثے کا صحیح وارث، رشد و ہدایت کا پیکر، محبّت و اخلاق کا سرچشمہ

Marfat.com

عبودیّت کی شان، خشیّت اللہ کی تفسیر۔ یہ اس مردِ بزرگ، مقبولِ بارگاہِ خداوندی کا نامکمل سا خاکہ ہے۔

بعض شخصیّتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے بارے میں کچھ لکھتے ہوئے اپنی بے بضاعتی، کم علمی کا شدّت سے احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ بزرگ و محترم بھی انہی مقرّبانِ بارگاہِ الٰہی میں سے تھے جن کے بارے میں کچھ رقم کرتے ہوئے قلم عجز کے سجدے گزارتا ہے فکر کی بلندی، تصوّر کی وسعت، خیال کی رنگینی، ان کے کمالات اور ان کے روحانی درجات کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ ان کے بارے میں لکھتے ہوئے تشبیہ دامن سمیٹ لیتی ہے۔ استعارے عاجز آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی محبوب شخصیّتوں کو ہر جہتِ زندگی میں مکمّل، ہر میدانِ عمل میں یکتا، ہر قول و فعل میں یگانہ بنایا ہوتا ہے۔ ان کا ایک ایک لفظ زندگی کی گرہیں کھولتا سینے کی ظلمتوں کو دُور کرتا، رُوح کی بیماریوں کو شفا بخشتا ہے۔ قبلہ و مکرّم خواجہ خان محمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ ایسی ہی بزرگ شخصیّتوں کے کمالات کا مظہر تھے۔ ایک دُنیا ان کے سامنے سر جھکائے عجز و نیاز کا مظاہرہ کرتی مگر ان کے عجز و انکسار میں فرق نہ آتا۔ دل میں برتری کا شائبہ بھی نہ گزرتا۔ تقویٰ انسان کے دل سے تکبّر نخوت اور خود پرستی کی جڑیں اکھاڑ پھینکتا ہے۔ عظمت و احترام، برتری و فوقیّت کے تمام اثرات مٹا دیتا ہے۔ ایسے بزرگوں کا تو ہر لمحہ حضوری میں گزرتا ہے۔ ریاضت و عبادت ان کی روحانی غذا بن جاتا ہے۔ وہ علائق دنیا سے اس طرح دامن سمیٹ لیتے ہیں کہ پھر دنیا کے غبار کا کوئی ذرّہ ان کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت خواجہ خان محمدّ صاحب قدّس سرّہ العزیز کی مجلس میں دل کی حالت بدل جاتی تھی۔ ان کے چہرۂ انور کی زیارت سے دل کی کثافت مٹتی نظر آتی تھی۔ ان کی گفتگو سے خیالات میں نورانیت پیدا ہوجاتی۔ آپ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ جب گفتگو فرماتے تو پاکیزگی نطق کے بوسے لیتی۔ زہد کا نور مجلس کو گھیر لیتا۔ آپ مختصر سے کلمات ادا کر کے پھر یادِ الٰہی میں مشغول ہوجاتے۔ آپ کا

Marfat.com

زیادہ وقت درود شریف کے وِرد میں گزرتا۔ کہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کو پختہ کرتا ہے۔ قرب کے انعام سے نوازتا ہے اور روحانی درجات کی بلندی کا موجب ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روئے زمین میں جتنی خانقاہیں ہیں سب چراغِ حرم سے روشن ہیں جتنی نسبتیں ہیں۔ سب اسی نسبتِ مطہّرہ کی ضیا پاش ہیں۔ ہر جگہ وہی نور جلوہ گر ہے۔ وہ محبوبِ کائنات ہر دل کی دھڑکن ہے۔ اسی نسبت سے بزرگانِ دین مرجعِ خلائق ہیں۔

حضرت خواجہ خان محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ نے چند گھنٹے اس کمرے میں قیام کیا۔ یہ چند گھڑیاں زندگی کی حسین ترین یادگار بن گئیں۔ بعض لمحے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا تصوّر صدیوں پر پھیل جاتا ہے۔ خواجہ غریب نواز قدّس سرہ العزیز نے حضرت داتا گنج بخش نوّر اللہ مرقدہٗ کے مزارِ مقدّس پر چلّہ کیا۔ یہ چالیس دنوں کا تصوّر اَنمٹ ہوگیا۔ اسی طرح جہاں جہاں بزرگانِ دین کے نقشِ پائے مُبارک پڑے وہ جگہ روحانی انوار کا نشاں بن گئی۔ ان کے نقوشِ مبارک کی ہزار ہا یادگاریں آج بھی تابندہ و درخشاں ہیں۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ نوّر اللہ مرقدہٗ کے قیام کی چند گھڑیاں آج بھی نہاں خانۂ دل میں اُجالا کرتی نظر آتی ہیں، ایک عجیب کیف محسوس ہوتا ہے۔ ان کے قیام کا تصوّر زندگی سے ہم آہنگ ہوگیا۔

حضرت خواجہ خان محمدؒ نوّر اللہ مرقدہٗ نے نماز ادا کی۔ اگر تقویٰ کی صحیح صورت دیکھنا ہو تو کسی بزرگ کامل کسی ولی اللہ کو خداوندِ قدّوس کے حضور رکوع و سجود کرتے دیکھے۔ ان کے رکوع و سجود سے اتنے بڑے دربار کی حاضری کی نشاندہی ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ وہ احسان کے مقام پر ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کے دربار میں ان کی خشیّت ان کی عبدیّت، ان کا عجز و نیاز، ان کی محویّت بندے اور خدا کے تعلّق کی تفسیر ہوتی ہے۔ میں خواجہ خان محمدؒ نوّر اللہ مرقدہٗ کو خدائے واحد و قدّوس کے حضور رکھ کر سجدہ ریز ہوتے دیکھ رہا تھا، میرے دل پر ان کے باطنی کمالات، انکے روحانی

Marfat.com

درجات کا شعور اُبھر رہا تھا۔ روحانیت خدا کو راضی کر لینے کا نام ہے، اس کا صحیح بندہ بننے کو کہتے ہیں جب انسان اپنا ہر عمل ہر فعل اور اپنی ہر حرکت اپنا ہر قول رضائے الٰہی میں ڈھال لیتا ہے تو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ خواجہ محمد معصوم سرہندی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے مکتوب میں تحریر کیا ہے۔" بندگی نام ہے گردن نہادن کا اور اپنے ارادے سے باہر آجانے کا اور مرضئ خدا کے ساتھ وابستہ ہوجانے کا، جو کچھ محبوب سے پہنچتا ہے محبوب ہوتا ہے انعام ہو یا تکلیف محب فدائے محبوب ہوتا ہے۔"

یہ مقام رضا بڑی مشقت محنت اور ریاضت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی نزدیک ترین منزل صحبتِ شیخ ہے۔ صحبتِ شیخ سے ذکرِ الٰہی میں لذت نصیب ہوتی ہے۔ اتباعِ سُنّت جزوِ زندگی بن جاتی ہے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ قبلہ خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ ایک عظیم الشان درگاہ کے سجادہ نشین تھے گویا روحانی فیض ان کو قطبِ زماں مخدومِ جہاں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرّہ العزیز سے براہِ راست نصیب ہوا۔ بزرگانِ دین، اولیاء اللہ مقربانِ خداوندی وراثت میں دولت نہیں چھوڑتے کہ یہ فانی شے ہے مگر روحانی وراثت ضرور منتقل ہوتی رہتی ہے بشرطیکہ اس شجرۂ نسب میں کوئی اس کا اہل ہو۔ حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی زندگی کے ہر عمل کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں ڈھالا اور خاندانی وراثت کے حقدار ہوگئے۔

انبیاء علیہم السلام کی وراثت علم ہوتا ہے وہ علم جو مخلوقِ خدا کو بھلائی اور خیر کا راستہ دکھائے۔ جنّت کا وارث بنائے۔ بزرگانِ دین بھی علم کا حصول اس مقصد کے لئے کرتے ہیں کہ بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچے وہ اپنے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے والوں کو صراطِ مستقیم پر چلائیں۔ اور رشد و ہدایت سے ان کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں۔ ہمارے سامنے ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ کسی شخص نے اپنا ہاتھ کسی بزرگ کسی ولی اللہ کے ہاتھ میں دیا۔ اس بزرگ نے چند جملے کہے۔ تبلیغ کی۔ گناہوں سے توبہ کرائی۔ کچھ وظائف بتائے۔ آئندہ نیک کاموں کے کرنے کی تلقین کی تو اس کی زندگی میں انقلاب آگیا۔

Marfat.com

گناہوں سے اجتناب کرنے لگا اور نیکیوں کی طرف طبیعت مائل ہو گئی۔ یہ تبدیلی یہ انقلا
تب ہی ممکن ہے جب مُرشد خود عالم دین ہو اور اتّباعِ سُنّت پر سختی سے کاربند ہو
بغیر عمل کے علم انسان کو ابلیس بنا دیتا ہے۔

قبلہ خواجہ خان محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اساتذہ سے دینی علوم کا اکتسا
کیا۔ آپ کے چار اُستاد تھے۔ مولوی فخر الدّین صاحب جرّاح، مولوی عبد اللہ جکھڑ و لی
صاحب۔ مولوی شیخ غلام رسُول صاحب اور مولوی احمد بخش گدائی والے صاحب
مولوی فخر الدّین صاحب سے آپ نے فارسی، مولوی عبد اللہ جکھڑ ولی صاحب
صرف و نحو، مولوی شیخ غلام رسول صاحب سے تصوّف اور مولوی احمد بخش گدا
والے صاحب سے فلسفہ و منطق کی تعلیم حاصل کی۔ مثنوی شریف آپ نے اعلیٰ حض
خواجہ محمد سلیمان شاہ نوّر اللہ مرقدہٗ کی اجازت سے شروع کی یعنی خواجہ غلام
مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو استخارے میں اعلیٰ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی
مرقدہٗ کی طرف سے بشارت ہوئی کہ مثنوی شریف پڑھنے کی اجازت ہے۔

یہ تو ظاہری تعلیم تھی جس سے دینی مسائل سے آگاہی ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث
نُور سینے میں اترتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا انشراحِ صدر کر دیتا ہے
تعلیم جب روحانیت کی منزلوں سے گزرتی ہے تو انوارِ الٰہی ظاہر ہونا شروع ہو جا
ہیں۔ یعنی دینی تعلیم سالک کے لئے راہِ حق اور معرفتِ حق کی پہلی منزل ہے۔
تعلیم کا چراغ سلوک اور مجاہدے کی منزلوں میں آفتاب بن کر چمکتا ہے۔ اگر دین
علم نہ ہو تو شیطان گمراہ کرنے کے سَو راستے تلاش کر لیتا ہے۔ مگر عالم کا علم ہر
ہر منزل پر اس کی رہنمائی کرتا ہے اور شیطانی وساوس سے بچاتا ہے۔

کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ نسبت نبوّت حاصل ہو جاتی ہے۔ ان بزرگوں کو
قلم کی حاجت نہیں ہوتی۔ ایسے کئی بزرگوں کے حالات نظر سے گزرے جنہوں نے
میں تعلیم حاصل نہ کی مگر اللہ تعالیٰ نے معارفِ الٰہیہ اور قرآن پاک کے اسرا
رموز ان پر منکشف کر دئے۔ ان پر ظاہری اور باطنی علوم کے تمام دروازے کھ

Marfat.com

دئے۔ وہ مشکل سے مشکل اور دقیق سے دقیق فقہی مسائل کا ایسا عالمانہ اور مدلّل جواب دیتے تھے کہ اس دور کے علماء حیران رہ جاتے تھے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دینی مسائل میں رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ یہ ان بزرگوں پر نبوّت کی تجلّی پڑتی ہے جو ان کے سینے کو علوم کا خزینہ بنا دیتی ہے کسی بھی نبی کا کوئی استاد نہ تھا سب تلمیذالرّحمٰن تھے۔ کسی کا شعر ہے۔

نہ رفت خواجہ بمکتب نہ خواند حرف کتاب
کتاب خواندۂ اورا مگر جواب نہ شد

بہرکیف مرشد کے لئے عالم ہونا ضروری ہے خواہ وہ اکتسابِ علم کرے یا اسے عطیۂ ربّانی ہو۔

قبلہ خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ سے ان کے مریدین، معتقدین دینی مسائل دریافت کرتے آپ قرآن وحدیث کے حوالے سے چند جملوں میں ان کی تشفّی کر دیتے تھے کہ مزید کسی تحقیق کی گنجائش باقی نہ رہتی تھی۔

"کلّم النّاس علیٰ قدرِ عقولہم کے مطابق آپ ہر شخص سے اس کی ذہنی استعداد، اس کے علم اور اس کے فہم کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ علم کی بات بے علم کو سمجھانا ہی بلاغت کا کمال ہے۔ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ عطا فرمایا تھا کہ سوال کرنے والے کے فہم کے مطابق جواب دے کر اس کی تسلّی کر دیتے تھے۔

مقرّبانِ بارگاہِ ربّ العزّت کی پاکیزہ مجالس میں ویسے ہی ذہن کے جالے، دل کی ظلمت اور خیال کی پراگندی ختم ہو جاتی ہے یہ ان بابرکت صحبتوں کا فیضان ہوتا ہے کہ فہم دین آسان ہو جاتا ہے اشکال خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ وساوس گناہ کی تاریکی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جب انسان کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو دل کے بند کواڑ خود بخود کھل جاتے ہیں اور دین کی سمجھ آسان ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ارشادِ گرامی ہے اللہ تعالیٰ جس سے راضی ہوتا ہے اسے تفقّہ فی الدّین عطا کر دیتا ہے۔ خواجہ خان محمّد صاحبؒ کی مجلس میں قلب و رُوح کی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ کسی مسئلے کے اشارے سے ہی سارا مسئلہ سمجھ آجاتا تھا۔

دُنیا کی ہر شے اپنے اثرات رکھتی ہے، چاندنی سکون کا موجب ہوتی ہے۔ دھوپ کی

Marfat.com

تمازت جسم کو حرارت پہنچاتی ہے۔ پھول کی خوشبو فرحت پیدا کرتی ہے۔ جب یہ مادی اور غیر مرئی چیزیں طبیعتوں پر اپنے اثرات مرتب کرتی ہیں تو ایک اللہ کے نیک بندے کی صحبت میں تقویٰ کی خوشبو، دل کا اطمینان، دین سے رغبت، اعمال میں پاکیزگی، کردار میں نفاست اور اخلاق میں بلندی ضرور پیدا ہوگی۔ قبلہ خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ کی صحبتِ اقدس میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ ذہن کی ساری پریشانیاں دور ہو گئی ہیں۔ تفکرات کے تمام جال ٹوٹ گئے ہیں دنیوی علائق کی کثافت سے نجات مل گئی ہیں۔ یہ چند گھڑیاں روحانی اہتزاز، سکونِ قلب اور رجوع الی اللہ کی گھڑیاں ہوتی تھیں۔

شام کو خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سیال شریف کے لئے روانگی تھی۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ چند گھڑیاں چشم زدن میں گزر گئیں۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد

آپ نے رخصت ہونے سے پہلے دعائے خیر فرمائی۔ آپ تین بار دعا فرماتے تھے یہی سُنّت طریقہ ہے اللہ تعالیٰ کے عیال بننے میں خیر ہی خیر ہے اس دربار میں جتنی التجا کی جائے جتنا مانگا جائے کم ہے۔ چشتی صاحب نے آگے بڑھ کر نعلین پہنائے۔ اس ادائے عاجزانہ سے نسبتِ شیخ اور محبتِ شیخ کے کئی ابواب کھل گئے۔

محبّتِ شیخ تو انعامِ الٰہی ہے" اگر صحبتِ شیخ میسر نہ ہو تب بھی خالی محبت سے شیخ کی توجہ سے بقدرِ ظرف بہرہ یاب ہوسکیگا لیکن صحبت یافتہ اور غیر صحبت یافتہ میں بڑا فرق ہے۔ بزرگوں سے سُنا ہے کہ فنافی الشیخ ہونا ہی فنا فی اللہ کا مقدمہ ہے"۔

"اقتباس از مکتوبات خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز"

بات شیخ سے عقیدت و محبّت کی ہے جب تک دل کے نہاں خانے میں عقیدت و محبّت شیخ کا چراغ روشن نہ ہوگا ظلمتیں ڈیرہ جمائے رہیں گی، دل کی سیاہی دور نہ ہوگی چراغِ محبّت و اخلاص کے روشن ہوتے ہی باطن کے در و بام جگمگا اٹھیں گے خلوتِ جاں میں چراغاں ہو جائے گا۔

ہم نے بارہا سُنا کہ کوئی مرید اپنے شیخ کی خدمت میں برسہا برس رہا مگر ہنوز روزِ

Marfat.com

اوّل کا معاملہ رہا۔ ایسا ہی ہوا کہ کوئی طالبِ حق شیخ سے بیعت ہوا۔ اسی روز خلافت سے سرفراز کر دیا گیا۔ چند روز کی روحانی تربیت کے بعد اسے صاحبِ ارشاد بنا دیا گیا۔ بات باطن کی صفائی، رُوح کی پاکیزگی اور اخلاصِ نیّت کی ہے۔ اگر لیمپ میں بتی اور تیل موجود ہو تو دیا سلائی دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ شیخ کی محبّت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ دنیا کے تمام رشتے دنیا تک ہیں۔ شیخ اگر کامل ہے صاحبِ مقام ہے تو آخرت میں بھی وسیلۂ شفاعت ہوگا۔

شیخ سے جتنی محبّت ہوگی اتنا ہی وہ شیخ کی توجّہ کا مستحق ہوگا۔ سلوک کی منزل میں تو ہر وقت ہر قدم شیخ کی توجّہ درکار ہے ورنہ بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔ سلوک کا راستہ ترکِ خواہشات کا راستہ ہے۔ دنیوی لذّات سے کنارہ کش ہوکر، دنیوی آلائشوں سے پاک صاف ہوکر، اللہ کی ذاتِ بابرکات کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہونے سے سلوک کی منزل روشن ہوتی ہے۔ بعض بزرگ اپنے مرید سے فرماتے تھے کہ تو جب گھر سے چلا تھا ہم تیرے ساتھ تھے۔ پھر گھر سے ان تک پہنچنے کے واقعات بیان کرنا شروع کر دیتے تھے۔ شیخ کی یہی توجّہ معرفت کی منازل میں رہنما ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ خان محمّد صاحبؒ رخصت ہوگئے۔ آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں۔ انسان روز احباب کو رخصت کرتا ہے۔ عزیز و اقارب کو الوداع کہتا ہے مگر پریشانی کا کوئی تأثر یا بچھڑنے کا کوئی ملال ظاہر نہیں ہوتا مگر اپنے مرشد اپنے مُربّی کی جدائی اشکوں میں ڈھل جاتی ہے۔ کسی کا کیا خوب شعر ہے ؎

انہیں دیکھو وہ رُخصت ہو رہے ہیں
مجھے دیکھو میں رُخصت کر رہا ہوں

حضرت خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ دوسری بار جامعہ چشتیہ تشریف لائے۔ اس بار باقاعدہ پروگرام کے تحت حضرت کی تشریف آوری ہوئی۔ عقیدتمند مقرّرہ وقت پر زیارت کرنے اور اکتسابِ فیض کے لئے پہنچ گئے۔ پہلی بار ان کی رخصت کے بعد فرطِ عقیدت و محبّت سے چشتی صاحب نے اس کمرے کو "کاشانۂ سلیمانی" سے منسوب

Marfat.com

کر دیا۔ خواجہ خان محمد قدس سرہ العزیز کی یاد کو منتشکل کر دیا۔ جب بھی اس کمرے پر نظر پڑتی ہے۔ تو حضرت کی یاد خوشبو بن کر دل کے ویرانے میں پھیل جاتی ہے۔

عقیدت کے مختلف مظاہر ہوتے ہیں، کوئی اپنی عقیدت کا اظہار منقبت اور قصیدے کی صورت میں کرتا ہے۔ کوئی آنسوؤں کے ذریعے قلبی تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی فرطِ حیرت سے چہرۂ انور کو دیکھ کر اپنی محبت کی ترجمانی کرتا ہے۔ کوئی نظریں جھکا کر، دوزانو بیٹھ کر ادب و احترام کے تمام قرینے پورے کر کے اپنی نسبت اور اپنی محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ مظاہر مختلف ہوتے ہیں۔ مقصود ایک ہوتا ہے۔ سب راستوں کے مسافر ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ سب کا مطلوب سب کا مقصود وہی ہوتا ہے۔

اس مجلس میں راقم الحروف نے اپنی تصنیف جمالِ حرمین (سفر نامۂ حجاز) حضرتؒ کی خدمت اقدس میں پیش کی۔ حضرت نے واسکٹ سے چشمہ نکالا۔ کتاب کے اوراق پڑھنا شروع کئے۔ چند اوراق مطالعہ کئے۔ چہرے پر پسندیدگی کے آثار نمایاں ہوئے مجھے اپنی کاوش کا اجر مل گیا۔ دس پندرہ منٹ تک کتاب پڑھنے کے بعد تعریفی کلمات سے نوازا۔ میرے لئے یہ کلمات مقدس سند بن گئے، دل سے دعا نکلی کہ اے ربّ العزّت یہ کتاب تیرے محبوبؐ تیرے گھر کے بارے میں ہے، ایک بزرگ نے، تیرے نیک بندے نے اسے پسند فرمایا ہے۔ اسے میرے لئے آخرت کا زادِ راہ بنا دیجیو۔ کتاب رکھ کر میری طرف محبت بھری نظروں سے دیکھا محبت و شفقت کے ہزار دروازے کھل گئے۔

اس بار حضرتؒ کا شب بسر کرنے کا پروگرام تھا۔ عشّاق کو ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا کافی موقعہ نصیب ہوا۔ حضرت کے ارشادات، توجّہ اور ان کی زیارت سے حاضرین محظوظ ہوئے۔

خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ سماع کے قائل تھے۔ عُرس کے موقع پر سماع کی محفل ہوتی ہے۔ یہ سماع کی محفل اپنے اندر چند خصوصیتیں رکھتی تھی۔ سماع کے آداب کا

Marfat.com

خاص خیال رکھا جاتا ہے جس جگہ سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ثناء کی جائے اور باری تعالیٰ کی حمد پڑھی جائے وہ مجلس پورے ادب و احترام سے، تقدّس کے تمام تقاضوں کے ساتھ منعقد ہونی چاہیئے۔ عام سماع کی مجالس میں دیکھا گیا ہے کہ ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں جو شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ انتخاب کلام کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ وہ کلام دین کی تعلیم کے منافی ہوتا ہے مگر ناسمجھ لوگ انہی اشعار پر سر دُھنتے اور اسے کمالِ معرفت جانتے ہیں۔

حضرت کی سماع کی مجلس مریدوں کی تربیت کا ایک حصّہ تھی۔ آدابِ محفل کی تعلیم کا ذریعہ تھی۔ میں نے گولڑہ شریف میں محفل سماع میں بارہا شرکت کی وہی آدابِ محفل تونسہ شریف میں دیکھے گئے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ موزوں ہے کہ تونسہ شریف کی محفل سماع کے آداب گولڑہ شریف منتقل ہوئے۔ کیونکہ روحانی فیوض کا سرچشمہ تونسہ شریف ہے۔ اسی مرکز روحانیت اسی چشمۂ فیوض و برکات سے خواجہ شمس الدّین سیالوی نوّر اللہ مرقدہٗ اور پیر مہر علی شاہ قدّس سرّہ العزیز فیضیاب ہوئے۔

صوفیا نے سماع کے لئے چند حدود و قیود متعیّن کی ہیں۔ محفل میں کوئی بے وضو نہ ہو۔ کوئی ننگے سر نہ ہو، کوئی مصنوعی وجد و حال کی کیفیت طاری نہ کرے۔ دوزانو ہو کر بیٹھا جائے۔ قلب کی طرف متوجہ رہے اور دھیان کا رُخ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی کی طرف رہے

تونسہ شریف میں سماع کے شروع ہونے سے پہلے خدّام زائرین کو ان کے مرتبے اور مقام کے مطابق بٹھاتے ہیں۔ حفظ مراتب کا خاص خیال رکھا جاتا عصا بردار حضرت کے اشارے کے منتظر رہتے تھے۔ برسوں کی تربیت، صحبت اور حضرت کے قرب سے انہوں نے اشاروں کی زبان سیکھ لی ہے۔ جُنبشِ ابرو کے مفہوم کو سمجھنا آسان کام نہیں۔ اس کے لئے عشق کی کئی منازل سے گزرنا پڑتا ہے۔ تاثیر مرحوم کا شعر ہے ؎

ہزار ہم سخنی سو ہزار ہم نظری | مقام جُنبشِ ابرو نکل ہی آتے ہیں

Marfat.com

حمد و نعت سے سماع کا آغاز ہوتا ہے ہزاروں کے مجمع میں سانس کی آواز نہیں۔ شیخ کی توجہ ہر قلب پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ اس توجہ کے اثر سے سوز و رقت کی شمعیں روشن ہو گئیں۔ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشکوں کی صورت اختیار کرلی۔ قوال اگر صاحب حال ہو تو مجلس کی اور ہی کیفیت ہوتی ہے۔ ہر جگہ کے فیوض و برکات ہوتے ہیں۔ ہر جگہ کا مرتبہ و مقام ہوتا ہے۔ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح کے آستانۂ عالیہ پر سماع کا اور ہی رنگ ہوتا ہے۔ شیخ نے بھی اپنی توجہ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح کی طرف کی ہوئی ہے۔ محفل میں عجیب رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ ہر زائر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اخذ فیض کر رہا ہے۔ سب مبدا فیوض و برکات محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دریوزہ گر ہیں۔ سب ان کے دربار میں جھولیاں پھیلائے ہیں۔ دائرہ خیال و فکر حرم نبوی سے باہر نہیں نکلتا۔ سماع کے دوران اس آستانۂ عالیہ کا خیال رہتا ہے۔ خدام نذرانے وصول کر رہے ہیں۔ سب اپنی اپنی جگہ سماع سے روحانی کیف حاصل کر رہے ہیں۔ خلاف شریعت کوئی شعر نہیں پڑھا جا سکتا۔ سماع کا اختتام بھی نعت پر ہوتا ہے۔ مقصود دربار رحمۃ للعٰلمین کی حاضری ہے یعنی ابتداء سے آخر تک اسی ذات اقدس کا تصور دل و دماغ پر چھایا رہے۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان شاہ تونسوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے مرشد و مربی حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ العزیز سے روحانی فیض حاصل کیا۔ بیعت سے سرفراز ہو کر خلافت کا اعزاز پایا۔ اس لئے خانوادۂ سلیمانی کے بزرگ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ کو پیر خانہ سمجھ کر اس خاندان کے ہر فرد کا انتہائی ادب و احترام کرتے ہیں۔ اپنی بزرگی عظمت اور درجات کی رفعت کے باوصف ان کے سامنے مؤدب بیٹھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام روحانی کمالات کا سرچشمہ تمام عظمتوں کا امین ادب ہی ہے۔ حرم نبوی کا جتنا ادب و احترام ہوگا اتنا ہی دامن دل گل مراد سے مہکتا رہے گا۔ گنبد خضریٰ کو محبت کی ایک نظر سے دیکھنا ساری کلفتیں دور کر دیتا ہے۔ ظلمتیں مٹا دیتا ہے۔ سرور و کیف کی ایک لہر قلب و روح پر چھا جاتی ہے۔

Marfat.com

نظر نے دیکھا تھا جس وقت گنبدِ خضرا
وہ ایک پل ہی تو کیفیت مدام کا ہے

اسی طرح شیخ کے چہرے کی طرف محبت سے دیکھنا ایمان و یقین کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔

تصوف ننگی تیغ بازی کا نام ہے۔ فقراء صوفیا اپنے اندر وہ قوت رکھتے ہیں کہ ایک نظر سے دلوں میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ دشمن جاں بن کر جو آتے ہیں جاں نثار بن کر لوٹتے ہیں۔ خواجہ معین الدین اجمیری خواجہ غریب نوازؒ سپاہ و لشکر لے کر نہیں آئے تھے۔ فقر کی تیغ فساں ان کے پاس تھی۔ سنتے ہیں کہ اٹھارہ لاکھ ہندوؤں نے ان کے دستِ حق شناس پر بیعت کی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ صوفیاء کی گفتگو واردات کے سانچے میں ڈھل کر نکلتی ہے اس لئے دلوں کو متاثر کرتی ہے۔ دردمند دل سے نکلے ہوئے الفاظ تاثیر کی خوشبو ساتھ لاتے ہیں۔ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

دردمنداں دے سخن محمدؔ دین گواہی حالوں
جس کنّی پھل بدّھے ہوون آوے باس رومالوں

اہل اللہ کا وجود ہی تبلیغ کا نشان ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کا ہر عمل درس ہوتا ہے۔ ان کی گفتگو ان کے دینی کردار، روحانی کیفیت اور قلبی واردات کا حصہ ہوتی ہے۔ اس میں ازلی صداقت اور ابدی حقیقت ہوتی ہے۔ ان کی گفتگو کا ہر لفظ ان کے مجاہدات و ریاضت کا نچوڑ ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ کی گفتگو بھی یہی تاثیر رکھتی تھی۔ ان کی گفتگو کا ہر لفظ دل میں ایمان کی شمعیں روشن کرتا چلا جاتا تھا

حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہٗ کی مجلس میں ذکر چلا کہ بعض بزرگ بہت کم گفتگو کرتے ہیں۔ لوگ ارشادات سننے کے لئے آتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص عطار کی دکان میں جا بیٹھے وہ عطر خریدے یا نہ خریدے عطر کی خوشبو تو اسے ضرور آئے گی۔ اسی طرح ایک شخص لوہار کی دکان میں جا بیٹھے بھٹی کی آگ سے اس کے کپڑے جلیں یا نہ جلیں دھواں اور تپش تو ضرور اسے پہنچے گی۔ حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ

Marfat.com

مرقدہ کم گفتگو فرماتے تھے مجھے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ خاموش درس کا آغاز ہو گیا ہے۔ انسان بزرگ کی ہر حرکت کو دیکھتا جائے تو یہ عملی درس ہوگا۔ اگر کسی بزرگ نے پانی پیا، جوتا پہنا، ان کا اٹھنا بیٹھنا ان کا ہر عمل ان کی ہر حرکت درس ہی تو ہوتی ہے۔ ایک کتابی علم ہے جو ظن اور شک پیدا کرتا ہے۔ دلیل چاہتا ہے یہ علم ذہن کو متاثر کرتا ہے۔ ایک توجہ کا علم ہوتا ہے جو قلب و روح کو متاثر کرتا ہے جو ایمان و یقین پیدا کرتا ہے جس سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ بزرگ خاموش رہ کر اپنی توجہ سے نوازتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ صوتی تبلیغ سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ قبلہ خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں قلب و روح کی تربیت ہوتی تھی۔ ان کی توجہ صفائی باطن کا موجب ہوتی تھی جو وعظ سے زیادہ افضل ہے۔

حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ سے تیسری ملاقات حضرت بابا فریدالدین شکر گنج قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک کے موقع پر ہوئی۔ آپ مخدوم علی احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ملحق حجرے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ مریدین حلقہ بنائے آپکی زیارت اور توجہ سے مستفیض ہو رہے تھے۔ آپ حسبِ معمول ذکر اللہ میں مصروف تھے۔ مجھے ان کی موجودگی کا علم ہوا۔ حاضرِ خدمت ہو کر دست بوس ہوا۔ فرمایا کہ "جمالِ حرمین" کہیں رہ گئی۔ اگر کوئی نسخہ موجود ہو تو قیمتاً مجھے دے دیں۔ یہ بزرگوں کی بات کرنے کا انداز ہے وہ تو حکم دے سکتے ہیں۔ یہ بھی درس تھا۔ میں نے عرض کی ابھی حاضر کرتا ہوں۔ خدا جانے میں جوتے کہاں رکھ کر بھول گیا، ننگے پاؤں خانقاہ سے تانگہ سٹینڈ تک آیا۔ میں ایک پرانے دوست چوہدری فرزند علی جو ریلوے میں گارڈ تھے ان کے ہاں مقیم تھا۔ کتاب خدمتِ اقدس میں پیش کی۔ دعاؤں سے نوازا۔ اس خدمت کا سرور آج تک محسوس کر رہا ہوں۔ ان کی زبان سے جمالِ حرمین کا ذکر ہی میری خوش بختی کی دلیل تھا۔

حضرت خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ نے آٹھ حج کیے۔ ایک بار کی حاضری میں بخت کی معراج ہوتی ہے۔ اس شخص کے علوِ درجات اور بخت کی یاوری کا کیا کہنا

Marfat.com

جس کو یہ سعادت عظمٰی آٹھ بار نصیب ہوئی ہو۔ ایک حج مجھ جیسے گنہگار کا ہوتا ہے جو احوال سے بے خبر، کیفیات سے نا آشنا، مقاماتِ نظر سے نابلد، حاضری کے آداب سے ناواقف، بیت اللہ کی عظمت سے بے علم ہوتا ہے۔ ایک حج مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کا ہوتا ہے ہر قدم پر جن کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ہر مقامِ سعادت پر ان کو رُوحانی بلندی نصیب ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف کی حاضری سے دامنِ قلب و نظر میں برکات سمیٹتے رہتے ہیں۔ وہ اگر طواف کرتے ہیں تو شیفتگی و وارفتگی کے دائرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر احرام باندھتے ہیں تو علائق دُنیا کے لباس کو اُتار پھینکتے ہیں۔ وہ حرمین شریفین کے فیوض و برکات سے شب و روز مستفیض ہوتے رہتے ہیں اور ان دو مراکز کرم سے جو سعادتیں، برکتیں سمیٹتے ہیں وہ واپس آکر اپنے مریدوں معتقدوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ کائنات میں خانہ کعبہ اور روضہ اقدس ہی دو سعادت کی منزلیں ہیں جن کا راہی محروم نہیں رہتا۔ یہ دونو کریموں کے آستانے ہیں جہاں ہر ایک کی جھولی بھری جاتی ہے۔ سائل جتنا مستحق ہوگا اس پر اتنا ہی کرم زیادہ ہوگا۔ جتنی نسبت سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پختہ ہوگی اتنی ہی خیراتِ کرم ملے گی۔ خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ جیسا اگر سائل ہو تو بارانِ کرم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ حضوُر کے آستانے پر ہر سائل معزّز ہو جاتا ہے۔ خانہ کعبہ اور روضۂ مطہّرہ تجلّیات کے دو مرکز ایسے ہیں جہاں دیدہ و دل منوّر ہو جاتے ہیں۔ ظلمتِ جاں کا نشاں مِٹ جاتا ہے، روح مجلّا اور مصفّا ہو جاتی ہے۔ بزرگانِ دین تو پہلے ہی قلب مصفّا اور رُوح مجلّی لے کر حاضر ہوتے ہیں، ان پر جب انوار کی بارش ہوتی ہے تو یہ ان کے مزید مراتب کی بلندی کا سبب ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ خان محمّد صاحبؒ درگاہِ نبوی، حرم پاک کے آداب ہر قدم پر ملحوظ رکھتے تھے۔ حدودِ مدینہ میں قدم رکھتے ہی اپنے مریدین کو ہدایت فرما دیتے تھے کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے سنجیدگی کا احساس ہو، وہ مدینہ منوّرہ کی گلیوں میں بھی ہاتھ باندھ کر چلتے تھے، حرمِ نبوی کی حاضری میں تو سراپا عجز بن جاتے تھے، نظریں

Marfat.com

جھکائے، ہاتھ باندھے رہتے تھے۔ ہر قدم پر غلامانہ آداب کا مظاہرہ کرتے۔ واقعی سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دربار ہی ایسا ہے جہاں جتنا ادب ملحوظ رکھے گا اتنا ہی اسے معرفت عطا ہوگی:

ے تیرے دربار کے آداب نظر سے گزرے
بجھکلا ہوں کی غلامانہ ادا دیکھتے ہیں

سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہر زائر کے احوال کی خبر ہوتی ہے وہ ہر ایک کی قلبی کیفیات سے واقف رہتے ہیں ے

کون کس منزلِ الفت کا ہے راہی حافظ
سب کی حالت کو حبیبؐ دوسرا دیکھتے ہیں

حرمین شریفین میں ان کی یہ غلامانہ ادائیں ہی حلقۂ مریدین کے لئے تبلیغ کا انداز ہے۔ ہر مجلس میں بزرگ اپنے مریدین کو درس دیتے ہیں۔ اگر کسی کو سرکارِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آستانۂ عالیہ پر حاضری کا سلیقہ آجائے تو یہ تمام عمر کی ریاضت وعبادت سے فضل و اعلیٰ ہے۔

حضرت خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ جنّت البقیع کے اندر نہ جاتے، باہر سے ایصالِ ثواب کہتے۔ فرمایا کرتے کہ یہ جگہ پاکان بارگاہ خداوندی کی قبورِ مبارکہ کی ہے اس میں صحابہؓ مدفون ہیں۔ یہ مشتاقانِ محبوبؐ خدا کی آرام گاہیں ہیں اس کے چپّے چپّے پر بزرگانِ دین، مقرّبانِ بارگاہِ الٰہی آسودۂ خواب ہیں۔ یہ انتہائی بے ادبی ہوگی۔ اگر کسی قبر مبارک پر پاؤں آجائے۔ یہیں تابعین بھی ہیں ازواجِ مطہرات بھی ہیں۔ شرم آتی ہے کہ ان کی قبورِ مبارکہ کو رستہ بنا لیا جائے۔ احترام کا یہ انداز، ادب کا یہ رُخ حضرت خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ سے مختص تھا۔ یہ صاحب بصیرت کا ہی انداز ہو سکتا ہے ورنہ ایک مخلوق جنّت البقیع کے اندر داخل ہو کر قبورِ مبارکہ پر حاضری دیتی ہے۔ یہ بھی اسی درس رشد وہدایت کا ایک تابندہ حصہ ہے۔ کسی بزرگ کے ساتھ سفر کرنے میں جو حجابات اُٹھتے ہیں جو تعلیم کے انداز میسّر آتے ہیں، جو آداب سے واقفیت ہوتی ہے وہ قیام میں ممکن نہیں۔

حضرت خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ کی زندگی کا ہر لمحہ تبلیغ دین، رشد وہدایت

Marfat.com

اور سُنّتِ مطہّرہ کی تلقین میں صرف ہُوا۔ آپ اس ضعیف العمری میں بھی فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہے۔ ان کا اندرونِ ملک سفر اسی غرض سے ہوتا تھا تاکہ وہ بندگانِ خدا جو تونسہ شریف حاضر نہیں ہو سکتے۔ اس درس سے محروم نہ رہیں۔ اگر زندگی میں ایک انسان کو بھی ہدایت کا راستہ دکھا دیا جائے تو اس کے اجر و ثواب کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ جس بزرگ ہستی نے اپنی ساری عمر ہی لوگوں کو خیر کی دعوت دینے، خیر کا راستہ دکھانے شریعتِ مطہّرہ پہ عمل پیرا کرانے میں صرف کر دی ہو اس کے اجر و ثواب کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ تمام عمر آخرت کا زادِ راہ اکٹھا کرتے رہے آخر ۴ مئی بروز جمعۃ المبارک ۱۹۷۹ء کو یہ مردِ بزرگ خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ انّا للّٰہ وَانّا الیہ راجعُون۔

محمّد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اولیاء کی پہچان کیا ہے انہوں نے فرمایا۔ اولیاء کی علامات یہ ہیں۔ لُطفِ لسان۔ حُسنِ اخلاق، بشاشتِ چہرہ، سخاوتِ نفس۔ قلّتِ اعتراضات، عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا۔ تمام مخلوقِ خدا پر شفقت کرنا خواہ نیکوکار ہوں یا بدکار ——— " محمّد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ کی یہ تعریف کر کے حضرت خواجہ خان محمّد نوّر اللہ مرقدہٗ کا سراپا بیان کر دیا ہے۔

Marfat.com

تیسرا باب

تاثرات :

از • خواجہ قمر الدین سیالوی رح

• چوہدری غلام رسول صاحب

• پروفیسر عبد المجید چشتی صاحب

Marfat.com

خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمتِ اقدس میں

نذرانۂ عقیدت

(از خواجہ قمر الدّین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سجّادہ نشین آستانہ مبارکہ سیال شریف)

"فی حد ذاتہٖ عادات و شمائل کے لحاظ سے،

صاف و شفاف طرز و روش کے لحاظ سے،

وسعتِ قلب اور کشادہ دلی کے لحاظ سے،

دلداری و صلح پسندی کے لحاظ سے، اور

کردار و مکارمِ اخلاق کے اعتبار سے،

آج میری نگاہ میں خواجۂ دلنواز

حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

جیسے جامع الصفات انسان کا کوئی نظیر اور

مثیل نہیں ہے۔"

Marfat.com

ملفوظاتِ خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از چودھری غلام رسول صاحب)

کاشانۂ سلیمانی فیصل آباد میں قیام کے دوران حضرت خواجۂ دلنوازؒ کے خادم نادر خان سے حضرتؒ کے معمولات پوچھے گئے تو اُس نے بتایا کہ: "صبح وقتِ مقررہ پر تہجد کے نوافل کے لئے بیدار ہوتے ہیں۔ فجر کی نماز جامع مسجد آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں باجماعت ادا کرتے ہیں۔ نماز کے بعد خطیب صاحب درسِ قرآن پاک دیتے ہیں۔ آپ درس باقاعدگی سے سنتے ہیں۔ درس کے بعد آپ تین بار دُعا کرتے ہیں۔ درس سے فراغت کے بعد روضۂ شریف میں حاضری اور دُعا و فاتحہ کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ زائرین و مریدین باہر مؤدبانہ کھڑے رہتے ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر عبادت خانہ میں نمازِ اشراق ادا کرتے ہیں۔ پھر دوبارہ روضہ شریف میں زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ پھر آستانۂ عالیہ کے قریب اپنی نشست گاہ میں بیٹھ کر وظائف و اوراد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ چائے کبھی گھر جا کر نوش فرماتے ہیں اور کبھی اپنی نشست گاہ میں۔ پھر نمازِ چاشت ادا کرتے ہیں۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب اندرونِ خانہ دوپہر کے کھانے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ ایک بجے قیلولہ فرماتے ہیں۔ دو بجے نمازِ ظہر مسجد میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ پھر اپنی نشست گاہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور اسی کمرہ میں آنے جانے والے بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہیں شام کی چائے نوش فرماتے ہیں۔ نمازِ عصر مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ نمازِ عصر کے بعد نشست گاہ میں کچہری لگتی ہے۔ عرائس مبارک کے ایّام میں نمازِ عصر کے بعد روضہ شریف کے سامنے مصلّٰہ پر تشریف رکھتے ہیں۔ تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور زائرین بھی سلام و قدم بوسی کرتے رہتے ہیں۔ دُعائیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ نمازِ مغرب سے ذرا قبل مسجد میں تشریف لے جا کر ختمِ خواجگان میں شمولیت فرماتے ہیں۔ نمازِ مغرب کے بعد اوابین کے نوافل اور دیگر معمولات سے فارغ ہو کر عبادت خانہ میں آ کر تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں سے اُٹھ کر درگاہ شریف کا طواف کرتے ہیں۔ طواف کے بعد کھانے کے

Marfat.com

لئے اندرونِ خانہ تشریف لے جاتے ہیں۔ کھانا کھا کر لنگر شریف کے قریب والے کمرہ میں آجاتے ہیں۔ پھر عشاء کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ واپس آکر دیر تک وظائف پڑھتے ہیں۔ کبھی اتنی دیر تک پڑھتے ہیں کہ تہجد کے نوافل کا وقت ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت میں تہجد پڑھ کر سو جاتے ہیں اور فجر کی اذان پر بیدار ہوجاتے ہیں۔" (جامع ملفوظات لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ معمولات حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمتِ عالیہ میں پڑھ کر سُنائے آپ نے سماعت فرما کر دُرست قرار دیئے)

(۲)۔ کاشانہ سلیمانی فیصل آباد میں قیام کے دوران حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ کے مزارِ مبارک کے قریب غربی سمت صفیں بچھائی گئیں اور اُن پر آپ کے لئے علیحدہ نشست بنا دی گئی مگر آپ نے پسند نہ فرمایا اور اپنی علیحدہ نشست کا سامان اٹھوا دیا۔ یہی دیکھا گیا ہے کہ آپ عوام النّاس میں اپنی برتری اور ظاہری نمائش پسند نہیں فرماتے۔ عوام میں گھُل مِل کر بیٹھنا آپ کو بہت پسند تھا کہ یہی سُنّتِ رسُول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

(۳)۔ کاشانہ سلیمانی میں قیام کے دوران "مناقب المحبوبین" کے ترجمہ اور اُس کی طباعت کا ذکر چلا (یہ ملفوظ پروفیسر چشتی صاحب نے اُردو میں ترجمہ کیا تھا) کرنل مقبول الٰہی صاحب، تاج دین بٹ صاحب۔ ڈاکٹر علی بھائی صاحب، حاجی محمد اقبال صاحب اور جملہ احباب موجود تھے۔ کرنل صاحب نے کہا کہ چشتی صاحب نے "مناقب المحبوبین" کا مکمل ترجمہ کیا ہے مگر جو کتاب چھپی ہے یہ تلخیص ہے۔ مکمل کتاب چھپنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ بہت سے اہل علم و سلسلہ نے یہی مطالبہ کیا ہے۔ میں نے ہی چشتی صاحب سے کہا تھا کہ ملخّص ترجمہ کریں اس لئے کہ ایسی کتب کے شائقین بھی کم ہیں، استعداد بھی کم ہے اور فرصت بھی کم۔ بہر حال یہ ملخّص ترجمہ بھی بہت مقبول ہوا ہے اور لوگوں کو اس سے فائدہ بھی پہنچا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ کسی وقت پورا ترجمہ بھی شائع کیا جائے گا۔

(۴)۔ کاشانہ سلیمانی میں دسترخوان بچھ گیا۔ کھانا چن دیا گیا۔ آپ نے کھانا

Marfat.com

کھاتے وقت فرمایا کہ ٹھنڈی روٹی کھاتا ہوں گرم کھائی نہیں جاتی۔ اور یہ سُنت کے مطابق بھی ہے اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے کہ گرم کھانے میں لذّت ہے مگر ٹھنڈے میں برکت ہے۔ پھر فرمایا کہ کھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دایاں گھٹنا کھڑا ہو اور بایاں گھٹنا بچھا ہوا ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر کھانے کے بعد خلال کیا جائے تو نیا وضو کرنا چاہیئے۔ احتمال ہے کہ خلال سے خون نکل آئے اور وضو ٹوٹ جائے۔ احتیاط لازمی ہے۔

(۵) کاشانۂ سلیمانی میں چشتی صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ کتاب مناقب المحبوبین کے دیباچہ میں چاروں سلسلوں کا ذکر آجائے تو بہت اچھی بات ہوگی۔ اسی گفتگو کے دوران فرمایا کہ ہمیں چشتی نظامی نسبت کے ساتھ ساتھ نقشبندی نسبت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ سے ملی ہے اور حضرت شاہ کلیم اللہؒ جہان آبادیؒ نے یہ فیض حضرت امیر محترم اللہ لاہوریؒ سے لیا ہے۔ آپ نے چشتی صاحب کو فرمایا کہ حضرت امیر محترم اللہ لاہوریؒ کے حالاتِ زندگی اور ان کے مزارِ مبارک کے بارے میں تفاصیل کی تحقیق کریں۔ اور اپنی کسی کتاب میں درج کریں۔

(۶) فیصل آباد کے قیام کے دوران آپ نے پیر بھائی محمد طفیل صاحب کو فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ پچھلی دفعہ حسب وعدہ آپ کے ہاں نہ جا سکا۔ اب جانا چاہتا ہوں بتاؤ کہ کب آپ کے گھر آئیں۔ فیصلہ ہوا کہ نماز عصر کے بعد ان کے گھر چلیں گے۔ چنانچہ آپ چند رفقاء کے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں محمد طفیل صاحب، نور احمد صاحب و دیگر پیر بھائی موجود تھے۔ وہاں آپ نے چائے نوش فرمائی۔ اور پھر واپس کاشانۂ سلیمانی تشریف لے آئے۔ وہاں حاضرین کی تعداد زیادہ تھی اور جگہ کم۔ آپ نے سرہانہ اور گاؤتکیہ وغیرہ کمرے سے نکال دینے کا حکم دیا تاکہ جگہ کھل جائے۔ ایک صاحب نے چائے بنائی۔ جب کچھ لوگ چائے

Marfat.com

پی چکے تو اُن ہی پیالیوں میں دوسروں کے لئے چائے بنانے کے لئے اُس صاحب نے ان پیالیوں کو پانی سے دھویا۔ اور پھر چائے بنا دی۔ اتنے میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے چائے ختم کی اور پیالی رکھ دی تو اُس صاحب نے بطور تبرک وہ پیالی اٹھائی اور اُس میں اپنے لئے چائے بنائی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اب اس پیالی کو پانی سے کیوں نہیں دھوتے۔ ارے میاں اُسی پیالی کو دھونے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مومن کے جوٹھے میں شفا ہے۔

(۷) کاشانہ سلیمانی میں قیام کے دوران جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا ذکر آیا۔ جناب چشتی صاحب نے اپنے اُستادِ محترم علامہ علاؤالدین صدیقی مرحوم کی مثال دی کہ انہوں نے گورنمنٹ کالج جھنگ میں جوتوں سمیت نماز پڑھی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ شریعت کے مطابق جوتا پاک ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ پلیدی ونجاست ذرا بھی نہ لگی ہوئی ہو۔ پھر فرمایا کہ دھوپ اور ہوا پھر جائے اور جگہ سوکھ جائے تو پاک ہے۔ نیز فرمایا کہ سجدہ میں سر کو زمین کی سختی محسوس ہونی چاہیئے۔ یہ شریعت کا حکم ہے۔ دُنبہ یا ہرن کی کھال میں سختی محسوس ہوتی ہے اس لئے جائز ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ بعض لوگ سجدہ کی جگہ رومال ڈال لیتے ہیں۔ نماز کے لئے صرف سجدہ کی جگہ نہیں بلکہ ساری جگہ پاک ہونی چاہیئے۔

(۸) جناب چشتی صاحب کے دولت کدہ فرحت منزل میں حضرت خواجہ صاحبؒ تشریف فرما تھے۔ حلقۂ احباب موجود تھا۔ روزنامہ سعادت کے ایڈیٹر جناب سیفی صاحب مرحوم نے ملکی وملّی حالات کے پیشِ نظر دُعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جب تک قوم میں نیک لوگ موجود ہوں۔ لہٰذا جب تک قوم میں نیک لوگ موجود ہیں اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر ہم قوم کو ٹھیک نہیں کر سکتے تو فرداً فرداً ٹھیک ہو جائیں۔ مزید فرمایا کہ "ربِّ اغفر

Marfat.com

وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ؁ پڑھا کریں۔ خود بھی کثرت سے پڑھتے رہیں اور رنگیوں کو بھی یہ وظیفہ پڑھنے کی ہدایت و تلقین کرتے رہیں۔ بہت مشکل وقت جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

(۹)۔ فرحت منزل میں قیام کے دوران فرمایا کہ ملفوظات کی کتابوں کو بطور تبرک خانقاہوں کے کتب خانوں یا اپنے ذاتی کتب خانوں میں سنبھال کر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ کتابیں عام مسلمانوں کے فائدہ کے لئے ہیں اور بالخصوص اہل سلسلہ کے مطالعہ اور فائدہ کے لئے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ فارسی کے قلمی یا مطبوعہ ملفوظات کے اردو ترجمے کئے جائیں اور پھر ان کی کثرت سے اشاعت کی جائے تاکہ مشائخ عظام کی تعلیمات لوگوں تک پہنچیں اور وہ اس پر عمل کر سکیں۔

(۱۰)۔ تونسہ شریف میں سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر فرمایا کہ عرس مبارک کے دنوں میں زائر عورتوں کی آمد میری طبیعت پر شاق گزرتی ہے۔ میں نے ہر قبیلہ والوں کو کہا ہے کہ عرس مبارک پر عورتیں نہ آیا کریں۔ اگر عورتیں زیارت کے لئے آنا چاہتی ہیں تو دوسرے دنوں میں آیا کریں۔ بلکہ میں نے یہاں تک بھی کہہ دیا ہے کہ جس قبیلہ کی عورت عرس مبارک پر آئے گی میں اُس قبیلہ کی دعوت قبول نہیں کروں گا۔

(۱۱) ایک عقیدت مند پٹھان کسی ذاتی حاجت کے لئے عرض کرتے ہوئے بار بار اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے رہا تھا۔ آپ نے کئی بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ نہ دو۔ جب وہ پھر بھی باز نہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کو تم نے اس قدر حقیر سمجھ رکھا ہے۔" آپ نے تنگ آکر یہ جملہ فرمایا۔ تب وہ شخص خاموش ہُوا۔

(۱۲) آستانہ عالیہ سلیمانیہ میں عُرس مُبارک کے موقعہ پر جب زائرین سلام و دست بوسی کر رہے تھے تو ایک بوڑھے پٹھان نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے

Marfat.com

پاؤں پکڑ لیئے۔ آپ نے منع فرمایا کہ یہ گناہ ہے۔ تم سفید ریش ہو یہ کیا کر رہے ہو۔ وہ کہنے لگا" میں آپ کے والدِ گرامیؒ کا مرید ہوں۔ میں تو آپ کے قدم مبارک اپنے سر اور کاندھوں پر رکھوں گا۔" آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ اسی دوران آپ نے ایک زائر پٹھان کو فرمایا" بھلے آدمی اب سفید ہوتے جا رہے ہو، داڑھی رکھ لو" کہنے لگا آپ دُعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا پہلے وعدہ کرو کہ داڑھی رکھو گے مگر وہ یہی کہتا رہا۔ دُعا فرمائیں۔ آپ نے حاضرین کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: دیکھو، یہی کہہ رہا ہے کہ دُعا کرو۔ یہ وعدہ نہیں کرتا کہ انشاء اللہ داڑھی رکھوں گا۔

(۱۳) تونسہ شریف میں سالانہ عُرس مبارک کے موقعہ پر آپ کی نشست گاہِ خاص میں زائرین موجود تھے۔ جناب چشتی صاحب، چشتی صاحب کے رفقا حاجی محمد یاسین دہلویؒ اور دیگر احباب موجود تھے کہ قوّالی کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہر قسم کے قوّال آتے ہیں میں نے کبھی کسی قوّال سے یہ نہیں کہا کہ یہ گا دو یا وہ گا دو کوئی فارسی کلام پڑھتا ہے کوئی پنجابی کوئی اُردو۔ کوئی پشتو۔ کوئی سندھی اور کوئی سرائیکی زبان میں پڑھتا ہے میں ہر ایک کو سُنتا ہوں اور جو ان کی قسمت کا ہوتا ہے انہیں مل جاتا ہے۔ پھر حاجی محمد یاسینؒ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ حاجی صاحب قوّالی کم سُنا کریں۔ کیونکہ آپ کے اور ہمارے پیر و مُرشد محب النّبی حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کا فرمان ہے کہ" زیادہ قوّالی سُننا دل کو مُردہ کر دیتا ہے۔"

(۱۴) عُرس مبارک کے اختتام پر جناب چشتی صاحب نے واپسی کی اجازت طلب کی۔ اور دُعا کے لیئے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ اجازت ہے۔ پھر دعا فرمائی کہ" اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسے کاموں سے باز رکھے جن سے "نسبت" کو ٹھیس پہنچے۔" اللہ اللہ "نسبت" کی اہمیت و حقیقت کو اولیاء اللہ ہی جانتے ہیں کہ یہ کس قدر نازک شے ہے۔ مولائے کریم سب کی

Marfat.com

نسبتوں کو پختہ فرمائے۔ آمین۔

(۱۵) جامعہ چشتیہ مسجد میں نماز کے دوران راقم الحروف کے گلے میں مفلر لٹک رہا تھا۔ فرمایا۔ کہ نماز پڑھتے وقت گلے میں مفلر نہیں لٹکانا چاہیئے راقم الحروف نے جلدی سے گلے سے اتار کر صف پر آگے رکھ دیا۔ فرمایا کہ سردی ہے گلے میں رہے مگر جبہ سی کے اندر کر لو۔ لٹکانے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔ ایک بار راقم الحروف نے نماز با جماعت کے دوران اپنی نوٹ بک صف پر آگے رکھ لی۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ اسے اُلٹا رکھو تاکہ عبارت سامنے نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ دوران نماز نظر الفاظ پر پڑے اور اگر الفاظ پڑھ لئے تو نماز میں خلل ہو جائے گا۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔

حَیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شُد
رُوئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شُد

Marfat.com

خواجۂ دلنوازؒ کی دو مجالس

(از پروفیسر عبدالمجید چشتی)

اندازِ تربیت:

جن خصائلِ نبویؐ کو ہم اپنی جہالت اور کوتاہ نظری کی بنا پر نعوذ باللہ چھوٹی خیال کرتے ہوئے نظرانداز کر دیتے ہیں، خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسویؒ نے ان سب کو اپنے اوپر نافذ و لازم کر رکھا تھا۔ آپ کے اس عمل سے واضح تھا کہ ہر ہر سنت نہ صرف قابلِ تقلید بلکہ اپنے اندر فیوض و برکات کا ایک خزینہ لئے ہوئے ہے۔ نیز ان کا چھوڑنا ہمیں گناہوں کی طرف بھی راغب کر سکتا ہے۔ اتباعِ داحیائے سنت کی ایک ایسی ہی مثال جو آپ کی تربیتِ خواص پر خصوصی توجہ کی بھی آئینہ دار ہے پیش ہے۔

اپنے خلیفہ مجاز اور محبِ خاص اسلامیات کے ریٹائرڈ پروفیسر، پروفیسر افتخار احمد چشتی صاحب جب ظہر کی نماز کی امامت کے لئے گلے میں مفلر لٹکائے پاس سے گزرتے ہیں تو عین سرگوشی میں ارشاد ہوتا ہے۔ "اسے آتار دیں"۔ حاضر احباب سبھی نے دیکھا مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ یہی تو ہے کہ مردِ کامل کا اندازِ تربیت مشفقانہ، شگفتہ اور پُراثر ہوتا ہے۔ کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تربیت ایک لامتناہی عمل ہے جس کی خواص کو دوہری احتیاج ہے۔ کیونکہ ان کا فعل ان کے متعلقین کے لئے حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مثال سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تربیت کے لئے صحبت علم سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

ایک یادگار ملاقات:

خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسویؒ جامعہ چشتیہ کی مسجد کے عقب میں واقع کمرہ بلکہ حجرہ (جسے بعد میں کاشانۂ سلیمانی کا نامِ نامی ملا) میں مصلے پر

Marfat.com

دونزانو تشریف فرما تھے۔ ہاتھ میں متحرک تسبیح۔ مجسم سکون و متانت۔ نمازِ مغرب میں کچھ دیر تھی۔ پروفیسر افتخار احمد چشتی دامت برکاتہ کے حسن انتظام اور التفات کی بدولت وقت کی قلت کے باوجود احباب و معتقدین باری باری تخلیہ میں حاضری دے رہے تھے اور اپنے اپنے ظرف اور بخت کے مطابق رحمت و حکمت کے اس بے پایاں خزینہ سے مستفیض ہو رہے تھے۔

پروفیسر خالد پرویز صاحب اور بندۂ ناچیز بھی حاضر ہوئے۔ آپ کی ایک پُر خلوص مسکراہٹ نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ ہمارے سلام کا جواب ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے اضافے سے دیا۔ اور نہایت خندہ پیشانی سے ہمیں بیٹھنے کی دعوت دی۔ ہم دونوں بیٹھ گئے۔ میرے قلب و فکر پر تو ایک سکوت سا طاری تھا۔ شاید آپ کی عظمت کا رعب تھا یا پھر اپنی سیاہ کاریاں سامنے آگئی تھیں۔ آپ کی حوصلہ افزائی اور رمزیدا استفسار پر پروفیسر خالد پرویز صاحب نے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کا کیا طریقہ ہے؟ برجستہ فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۳۱) آلِ عمران)

آپ اپنی بات کر رہے ہیں۔ خود اللہ ربّ العزّت آپ کو بخش بھی دیں گے اور آپ سے محبّت بھی کریں گے۔"

ایسے محسوس ہوا جیسے قرآنِ حکیم کی اس آیت کے بعد مزید بحث کی گنجائش ہی نہ ہو۔ کوتاہی اور دیر تو ہماری طرف سے ہے۔ وہ ذاتِ کریم تو اپنی آغوشِ مغفرت و رحمت وا کیئے ہر وقت بے تاب ہے۔

یوں ہماری یہ مختصر مگر حد درجہ معنی خیز ملاقات اختتام کو پہنچی۔

Marfat.com

حصّہ پنجم

منظومات

Marfat.com

Marfat.com

پہلا باب

مناقِب

Marfat.com

منقبت

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمدؒ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

(از نواب غازی الدین خانؒ)

شرحِ نورِ محمدؒ آں ہمہ نور
گر نویسم جہاں شود پُر شور

سالہا ماند در حریمِ حضور
گشت مانندِ اسمِ خود ہمہ نور

کارش از فخرِ دینؒ تمامی شد
وارثِ بیعتِ نظامی شد

ہم ز پیغمبرِ بزرگ جناب
حکمِ ارشاد یافت در پنجاب

شیخ در حقِ او چنیں فرمود
کیں ز ما ہرچہ بودہ است ربود

نیز ارشادِ آں شہِ دین است
کیں زماں قطبِ وقتِ خود این است

ہم بگفتا کزیں جہاں آرا
شدہ اُمیدِ مغفرت ما را

Marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ شاہ محمدؒ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از خواجہ شمس الدّین سیالویؒ)

مقیمِ کوئے آں شاہم کہ اعلیٰ آستاں دارد
ملوکش جملہ مفتون و ملائک پاسباں دارد

مثالِ عشقِ ما باآں شہِ خُوبانِ عبرانی
چوں آں زالے کہ در دستِ تنیدہ ریسماں دارد

○

Marfat.com

منقبت

شہبازِ طریقت حضرت خواجہ محمدؐ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از خواجہ غلام فخر الدین سیالوی)

زتصوّرِ جمالت بخدا شدآشنائی
زخیالِ خاکِ پایت بدو دیدہ روشنائی

چو نشانِ کنزِ مخفی زجمالِ تست پیدا
چہ شود کہ کُلّ یومٍ تو بہ شانِ دیگر آئی

چوں سگاں باستخوانے بنوازی ار گدا را
بخدا کہ ریزہ چیند زسعادتم ہمائی

چوں نسیم صبح گاہی بکشائی غنچۂ دِل
بمثالِ نکہتِ گُل بمشامِ جانِ مائی

زکمال توجہ گویم کہ بہ تو کمال نازد
یعنی اے شہ سلیمانؒ کہ تو فخرِ اولیائی

Marfat.com

منقبت

حضرتِ ثانی خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

○

سَرو بُستانِ سلیماںؒ، خواجہ اللہ بخشؒ
باغبانِ نخلِ ایماں، خواجہ اللہ بخشؒ
قُطبِ عالم، غوثِ اعظم، مظہرِ فیضِ اتم
آبِ حیوانِ غلاماں، خواجہ اللہ بخشؒ

○

Marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از محمد انور بابر چشتی)

تذکرہ صبح و مسا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا
نور پھیلا جابجا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

آفتاب خواجگانِ دودمانِ چشتیہ
مرتبہ کتنا بڑا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

آپ کا ہے جدِ اعلیٰ، شاہ سلیمان تونسویؒ
ہر ولی مدحت سرا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

تشنگانِ معرفت ہوتے جہاں ہیں فیضیاب
فیض کا وہ در کھلا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

سوئے تونسہ چل مریضِ لادوائے عشق چل
در یہی دارالشفا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

مرقدِ انوارِ خواجہ، قبلہ گاہِ کاملاں
بےکسوں کو آسرا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

آپ سا کس کو میسر ہے طریقت میں مقام
رتبہ عالم سے سوا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

دامنِ حاجات انورؔ بے گماں بھر جائے گا
بیکراں دستِ سخا ہے خواجہ اللہ بخشؒ کا

Marfat.com

منقبت
حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از عبدالمعبود معینی)

در لعلِ لبش دمِ مسیحا دیدم
آئینۂ رُخ چو دستِ بیضا دیدم
آں جلوہ کہ دوش دید بر طُورِ کلیم
امروز بشکلِ خواجہ مُوسیٰ دیدم

○

Marfat.com

منقبت

بدرگاہِ ممدوحِ گرامی مخدومی خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب حافظ لدھیانوی)

سلیمانی وراثت کے نشاں تھے خواجہ موسیٰؒ — ہر اک لمحہ اسی کے ترجماں تھے خواجہ موسیٰؒ

کھنچے جاتے تھے دل اس قطبِ دوراں کی طرف سب کے — دلوں کی دھڑکنوں کے رازداں تھے خواجہ موسیٰؒ

تھی اُن کی ذات ہر اک کے لئے آئینۂ شفقت — کمالِ لطف تھے، آرامِ جاں تھے خواجہ موسیٰؒ

کلامِ پاک کی حُسنِ تلاوت میں یگانہ تھے — عجب شیریں ادا، شیریں زباں تھے خواجہ موسیٰؒ

سُنی ہے گفتگو جس نے وہ گرویدہ ہوا اُن کا — دمِ گفتار کیا معجز زباں تھے خواجہ موسیٰؒ

شریعت کی ہر اک منزل میں انکی ذات رہبر تھی — طریقت کے امیرِ کارواں تھے خواجہ موسیٰؒ

مثالی انکا تقویٰ تھا مثالی انکی سیرت تھی — حضورِ حق میں سرگرمِ فغاں تھے خواجہ موسیٰؒ

رسول اللہ ﷺ کی الفت سے روشن ان کا سینہ تھا — حبیبِ کبریا ﷺ کے مدح خواں تھے خواجہ موسیٰؒ

وجود ان کا زمانے میں ہدایت کا تھا سرچشمہ — خدا کا فضل زیرِ آسماں تھے خواجہ موسیٰؒ

مقامِ معرفت ان کا کوئی جانے تو کیا جانے — کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کہاں تھے خواجہ موسیٰؒ

وہاں تک میری نظروں کی رسائی ہو نہیں سکتی
پہنچ سکتا نہیں کوئی جہاں تھے خواجہ موسیٰؒ

Marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ محمدؒ حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از خواجہ غلام فخر الدّین سیالوی)

چو شد تختِ سلیمانؑ مسندِ او
بمورِ ناتواں ہمدم بر آمد

برائے بیکساں و بے نوایاں
انیس و مشفق و محرم بر آمد

عزیزِ خاطرِ آشفتہ حالاں
برائے خستگاں مرہم بر آمد

ز وصفِ خواجہ حامدؒ چہ پُرسی
فرشتہ صورتِ آدم بر آمد

خوشا نسبت کہ تاریخِ وصالش
غلامِ قبلۂ عالم بر آمد
۱۳۴۹ھ

سلامت تا ابد بادا درِ دوست
ز دلِ فخر ایں دُعا ہر دم بر آمد

Marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ محمدؐ حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از عبد المعبود معینی)

○

یارب کرمت مرا رفیقِ رہ باد

کُنجِ لحدم ترا تجلّی گہ باد

از صدقہ صدقِ خواجہ حامدؔ یارب

درخاتمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ باد

○

Marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ حافظ سدید الدّین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از قمر یزدانی ساکن پنوانہ ضلع سیالکوٹ)

افتخارِ چشتیانِ باصفا
عظمتِ دینِ محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

لے گئے تشریف وہ مردِ خدا
دارِ فانی سے سُوئے دارِ بقا

حضرتِ خواجہ سدید الدّین ہیں
رہنمائے اصفیا و اتقیاءٔ

جن کو نجم الہند کہتے تھے قمرؔ
محفلِ عرفاں میں ہے اُن کی ضیاء

مرقدش از نُورِ حق معمور باد
ہے سنِ رحلت بالفاظِ دُعا

Marfat.com

حضرت خواجہ خان محمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

نذرانۂ عقیدت

(منجانب خواجہ غلام فخرالدین صاحب سیالوی)

قبلۂ دیں خواجۂ ما جانِ ما ۔۔۔ وا اسفا گشت نہاں ناگہاں

مہرِ رخش آہ چو شد زیرِ خاک ۔۔۔ وائے ازاں روزِ سیاہ الاماں

سیرتِ اُو مثلِ نیاگانِ خویش ۔۔۔ صورتِ اُو شاہِ سلیماںؒ عیاں

گرد رہش تاجِ سرِ اولیاء ۔۔۔ خاکِ درش تکیہ گاہِ عارفاں

ابنِ کریم ابنِ کریم آں کریم ۔۔۔ لطف و کرم فخرؔ بروں از بیاں

عُمرِ شریفش چو شدہ شصت و پنج ۶۵ ۔۔۔ گشت رواں سوئے جناں آں زماں

خواجۂ ما خان محمد بداں

۱۳۹۹ھ

سالِ وصال است ہمیں اسمِ آں

Marfat.com

خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمدؒ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب حافظ لدھیانوی)

یومِ وصال

آج کے دن جُدا ہُوا ہم سے
پیکرِ لُطف و صاحبِ اعجاز
آئینہ دارِ خُلق و مہر و وفا
خواجۂ دلنواز و بندہ نواز

Marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب حافظ لدھیانوی)

یہ اشعار حافظ صاحب نے مرتّب کتاب کی طرف سے پیش کئے

خواجہ خانِ محمدؒ مرشد و آقائے من
شیخِ من شیخِ طریقت رہبرِ راہِ نجات

خواجۂ شاہ سلیمانؒ کی وراثت کا امیں
ظلمتوں میں اک منارِ نور تھی اسکی حیات

مظہرِ صدق و صفا آئینۂ حسن و جمال
نرم خو، شیریں سخن، فرخندہ رُو قدسی صفات

قلبِ مضطر کا سکوں، چارہ گرِ رنج و الم
خُلق میں یکتا، محبّت میں یگانہ تھی وہ ذات

آپکی صحبت سے تھی ہر اک گھڑی وجد آفریں
ہیں درخشندہ نگاہوں میں کرم کے واقعات

آپ کا ارشاد تھا سرمایۂ کیف و سرور
آپ کا فیضان تھا قلب و نظر کی واردات

رُوح میں تابندگی تھی بارشِ انوار سے
عشقِ محبوبِ دو عالم سے تھی روشن کائنات

اتباعِ سرورِ عالم تھی مقصودِ حیات
داعیِ شرعِ پیمبر، پیکرِ صبر و ثبات

اِفتخار احمد بھی ہے اس آستانہ کا فقیر
اِس غلامِ بارگہ پر بھی ہو چشمِ التفات

Marfat.com

حضرت خواجہ دِلنواز رحمۃ اللہ علیہ

(از محمدؐ انور بابر چشتی سلیمانی)

تو جہاں کا ہادی و شیخ کبیر
سیّدی و مرشدی روشن ضمیر

کاروانِ عشق و مستی کا امیر
بادشاہ منگتے ترے، تو وہ فقیر

تیری عالم میں نہیں کوئی مثال
تُو ہے مثلِ آفتابِ لا زوال

پیروِ کارِ حضرتِ خیرالانامؐ
حق تعالیٰ نے ہے بخشا کیا مقام

حضرتِ خانِ محمدؒ تیرا نام
عارفانِ کاملاں کا تو امام

مرتبہ کون و مکاں میں ہے عیاں
مردِ کامل رہبر و قطبِ زماں

خانقاہِ تونسوی کی آبرُو
چشتیہ کے سلسلہ کی شان تُو

چاند سے بھی شکل تیری خوبرو
شہِ سلیمانؒ کی تو صورت ہُوبہُو

خواجہ اللہ بخشؒ کا نورِ نظر
حضرتِ حامدؒ کا تو لختِ جگر

تو نگاہوں کی ضیاء مثلِ قمر
دل کے آئینہ میں تُو ہے جلوہ گر

تو نظر آتا ہے دیکھوں میں جدھر
وِردِ تیرا ذکر ہے، شام و سحر

زندہ و جاوید تُو ہے بالیقیں
آج بھی تونسہ میں ہے مسند نشیں

حضرتِ خیر الوریٰ کے تو قریب
ہو معین الدین چشتیؒ کے حبیب

تُو شریعت کا طریقت کا نقیب
گلشنِ پیر پٹھانؒ کا عندلیب

بے گماں تو قاسمِ فیضان ہے
لطف انورؔ پر ترا احسان ہے

Marfat.com

دوسرا باب

اظہارِ حقیقت

(از طائر جعفری تونسوی)

Marfat.com

آگے خلد میں سجادہ نشین تونسہ کے والی
پھر شاہِ سلیمانؒ کی مسند ہوئی خالی
ششدر تھا بڑا کون لے یہ منصبِ عالی
بھائی کی جگہ خالی تھی بھائی نے سنبھالی
منصب ہیں ملی اپنے بزرگوں کی وراثت
اجداد سے ورثے میں ملی ان کو ولایت

یہ جان محمدؒ بھی سلیمانؒ کے جگر ہیں
موسیٰؒ کے یہ دلبند ہیں حامدؒ کے پسر ہیں
اور خواجہ الٰہ بخشؒ کے بھی نورِ نظر ہیں
حافظؒ کے برادر ہیں یہ کیا عالی گہر ہیں
حافظؒ کا جو قصہ ہے وہی ان کا فسانہ
وہ جانِ زمانہ تھی یہ روحِ زمانہ

Marfat.com

اک باغ کے دو پھول ہیں رنگ ایک ہے بو ایک
جذبات میں عادات میں ہر بات میں خو ایک
چشم ایک جبیں ایک دہن ایک ہے رو ایک
تن ایک بدن ایک جسد ایک لہو ایک
دو شیر ہیں اک شیر کی دھاروں سے پلے ہیں
اور ظل سلیمانی میں پھولے پھلے ہیں

سو بار سنا حضرت حافظ کی زبانی
اولاد نہ ہو بھائی کے بھائی کی نشانی
ایسی نہیں یہ بات ہے یہ بات قرآنی
فرما گئے ہیں شرع میں خود شرع کے بانی
ہارون کو ورثہ ملا موسیٰ کا برابر
حق دار برادر کا ہی ہوتا ہے برادر

Marfat.com

فرمایا ہے مخلوق کو یہ شاہِ مدینہ
یہ سلسلہ نہیں غیر ولایت کا خزینہ
یہ علم ہے وہ چلتا ہے جو سینہ بسینہ
ملتا ہے بزرگی میں بزرگوں کا قرینہ
گھر والوں کو گھر والے کا ملتا ہے زر و مال
ورثہ میں ملا کرتے ہیں سب عادت و اعمال

طینت میں یہ دو ایک ہیں اور ایک حقیقت
سیرت میں بھی یہ ایک ہیں اور ایک ہے صورت
اور ایک ہی ماں سے ہوئی دونوں کی ولادت
ماں باپ کی ان دونوں سے یکساں تھی محبت
آنکھوں کی ضیا وہ تھا تو یہ نورِ نظر ہے
وہ دل کا ہی ٹکڑا تھا تو یہ لختِ جگر ہے

Marfat.com

وہ ایک ہیں دو نہیں ہیں فرق ذرا بھی
جو ان کو جدا سمجھے ہے غلطی پہ سراسر
کیا غیر کی ہے تاب جو ہو ان کے برابر
بیشک یہی ہیں جو اوجن ہیں سلیمانؒ کے دلبر
ان دونوں کا دنیا میں نہ ہمسر نظر آیا
ان دونوں کے سر پہ ہے سلیمانؒ کا سایا

طاہرؔ یہ دعا مانگ کہ ہے وقت اجابت
سجادہ نشیں خان محمدؒ ہو سلامت
تا حشر رہے تخت سلیمانی کی زینت
ہے فخر رعایا کا رہے قوم کی عزت
یہ شاہ سلیمانؒ کے سجادہ نشیں ہیں
اب میں نہیں مانوں گا کہ ایسے بھی کہیں ہیں

Marfat.com

تیسرا باب

مرشدِ ملّت ۔ سفرِ آخرت

(از محمدؐ انور بابر چشتی سلیمانی)

Marfat.com

مُرشدِ ملّت

آئینہ دارِ رُوحِ شریعت کہاں گیا
وہ واقفِ رموزِ ولایت کہاں گیا

وہ خانقاہِ تونسہ کا بدرِ منیر تھا
پاکیزہ قلب و اہلِ بصیرت کہاں گیا

سُونے پڑے ہیں منزلِ عرفاں کے راستے
وہ رازدارِ سرِّ حقیقت کہاں گیا

اب جانشینِ حضرتِ حامدؒ نہیں رہے
وہ دیدہ ورِ معلّمِ حکمت کہاں گیا

روتے ہیں اسکی یاد میں خدّامِ غمزدہ
وہ چارہ گر، سکونِ طبیعت کہاں گیا

ہر ایک گام جس کے کرم سے بہار تھی
ابرِ کرم وہ بحرِ سخاوت کہاں گیا

ہوتا تھا جس کی دید سے دل کو سکوں نصیب
وجہ سکوں تھی جس کی زیارت کہاں گیا

کیا باکمال خان محمدؒ کی ذات تھی،
"خواجا ہمارا مُرشدِ ملّت کہاں گیا" ۱۹۷۹ء

مسند ملی تھی چشت کی، اہلِ بہشت کی
جسکی ادا تھی رُودکشِ جنّت کہاں گیا

پیر پٹھانؒ کے قدموں میں جسکو جگہ ملی
ایسا بلند مرتبہ حضرت کہاں گیا

نظریں تلاش کرتی ہیں آتا نہیں نظر
انور ہمارا پیرِ طریقت کہاں گیا

Marfat.com

حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کا سفرِ آخرت

ذکرِ حبیب کرتا ہوں حمد و ثنا کے بعد
مردِ خدا کی یاد ہے یادِ خدا کے بعد

ہوتا ہے فیض اور بھی جاری قضا کے بعد
دارِ بقا میں رہتے ہیں دارِ فنا کے بعد

قصّہ ہے خواجہ خان محمدؒ کی ذات کا
کیسے بیاں کرے کوئی ان کے صفات کا

دُھندلا گیا ہے کس قدر آئینۂ نظر
دُنیا سے خواجہ خان محمدؒ کا ہے سفر

اندوہناک کتنی ہے رحلت کی یہ خبر
کیا ذی وقار حضرت حامدؒ کا ہے پسر

کیسے کوئی نظیر ہو اُس بے نظیر کی
منظر ہے حشر کا کہ جدائی ہے پیر کی

رحلت ہے اس جہان سے فخرِ زماںؒ کی
روداد کیا بیان ہو معجز بیان کی

یہ رُخصتی ہے نائب پیرِ پٹھان کی
دیکھی نہیں ہے شکل کوئی ایسی شان کی

افسردہ تھیں فضائیں جہاں تک نظر گئی!
اک تیرگی سی قلب و نظر میں اُتر گئی

ناگاہ جب خبر ملی اُن کے وصال کی
ہر سمت لہر چھا گئی رنج و ملال کی

تفسیر اُن کی ذات تھی حُسن و جمال کی
کیا داستاں بیان ہو اُس باکمال کی

سُن کر خبر وصال کی آنسو نکل پڑے
جتنے بھی تھے مرید وہ تونسہ کو چل پڑے

تونسہ کی سمت طالب دیدار چل دیئے
چلنے کی کس کو تاب تھی ناچار چل دیئے

یہ کیا ہُوا کہ قافلہ سالار چل دیئے
سارے مُرید ہو کے دل افگار چل دیئے

حضرتؒ کے سارے لُطف و کرم یاد آگئے
بھولے ہوئے تھے جتنے بھی غم یاد آگئے

Marfat.com

سارے جہاں میں آپ کا فیضان عام تھا — شیریں شہد سے آپ کا لطفِ کلام تھا
عشاق کا ہجوم وہاں صبح و شام تھا — ہر باکمال آپ کے در کا غلام تھا

اللہ ایک پل میں زمانے کو کیا ہوا !
تونسہ کی سرزمین میں محشر بپا ہوا !

جمعہ کا روز سن تھا اُناسی مئی کی چار — رُخصت ہوا تھا چھوڑ کے ہم کو وہ ذی وقار
دامانِ صبر ہو گیا اک پل میں تار تار — خواجہؒ کی یاد اب ہے مری رُوح کی پکار

جن کے وسیلہ سے ہمیں رُشد و ہدیٰ ملی
اُن کو فنا کے بعد حقیقی بقا ملی

ہر ایک دل پہ رحمتِ حق کا ظہور ہے — وصلِ حبیب باعثِ لُطف و سُرور ہے
روشن اسی سے قبر میں قندیلِ نور ہے — گرچہ ہمیں فراق کا صدمہ ضرور ہے

واصل بحق ہوئے ہیں جو ہم سے جُدا ہوئے
راہِ عدم میں اور بھی رُتبے سوا ہوئے

سیراب کر دیا تھا ہر اک تشنہ کام کو — آتے تھے تاجدار بھی جس کے سلام کو
نسبت تھی جس کی ذات سے ہر خاص و عام کو — مستی عطا کی جس نے محبت کے جام کو

وہ میکدہ وہ بادہ وہ ساقی نہیں رہا
جو رُوحِ میکدہ تھا وہ باقی نہیں رہا

ہم سے ہمارا پیرِ طریقت جُدا ہوا — وہ پیکرِ لطافت و اُلفت جدا ہوا
آئینۂ کمالِ شریعت جُدا ہوا — انور وہ پاسدارِ شریعت جُدا ہوا

وہ پاک رُوح شاہ سلیمانؒ کے پاس ہے
موجِ بہارِ جانِ گلستاں کے پاس ہے

Marfat.com

اختتامیّہ

تعارفِ مرتّب

چشتیہ اکادمی

Marfat.com

افتخار احمد چشتی سلیمانی

نام والد صاحب : مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانی دینا نگری رحمۃ اللہ علیہ

مولد : دینا نگر۔ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب)

ولادت : ۲۱ رجمادی الثانی ۱۳۳۵ھ
۱۵ راپریل ۱۹۱۷ء

تعلیم : ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی) ۱۹۵۲ء

مصروفیت : صدر شعبۂ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد
۱۹۵۵ء تا ۱۹۷۵ء

بیعت : حضرت پیرجی خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فخری فریدی سلیمی دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۹۳۷ء

خلافت : خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی
سجادہ نشین خامس آستانۂ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف
۱۹۷۳ء

مطبوعات : اردو ترجمہ مناقب المحبوبین
قبلۂ عالمؒ سوانحی خاکہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ
شہباز طریقت سوانحی خاکہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ
آفتاب چشتیاں سوانحی خاکہ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ
عطائے موسویؒ سوانحی خاکہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ

Marfat.com

حامئ چشتیاں	سوانحی خاکہ حضرت خواجہ محمد حامد تونسویؒ
ماہتاب تونسوی	سوانحی خاکہ حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسویؒ
خواجۂ دلنواز	سوانحی خاکہ حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ
پیر کامل	سوانحی خاکہ حضرت خواجہ شاہ محمد عبد الصمد دہلویؒ
ذکر حبیب	سوانحی خاکہ حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ

تذکرہ خواجگانِ تونسویؒ — جلد اوّل

زیر ترتیب تالیفات :

۱۔ اردو ترجمہ مخزنِ چشت (شجرہ سلسلہ چشتیہ کی تشریح)
تالیف خواجہ امام بخش مہارویؒ

۲۔ تذکرہ خواجگانِ تونسویؒ — جلد دوم و جلد سوم

۳۔ خلقِ عظیم (سیرتِ طیبہ)

۴۔ اقبال کے مذہبی نظریات

۵۔ مفصل سوانح حیات قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ

۶۔ مفصل سوانح حیات حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ

۷۔ مفصل سوانح حیات حضرت خواجہ شاہ محمد عبد الصمد فخری دہلویؒ

۸۔ حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ کی تالیف رسالہ فخر الحسن کا اردو ترجمہ

پتہ : کاشانۂ چشتیہ۔ فرحت منزل۔ چنیوٹ بازار
فیصل آباد۔ پاکستان (گلی نمبر ۷ وکیلاں)
ٹیلی فون : ۲۸۸۵۵

Marfat.com

چشتیہ اکادمی

مشائخ چشت نے تبلیغ اسلام، احیائے ملت۔ نفاذ شریعت اور تزکیۂ نفوس کا اہم فریضہ جس موثر اور دل نشین انداز میں انجام دیا، وہ تاریخ میں سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ خواجۂ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے بعد تو اس ملک کی کایا ہی پلٹ گئی۔ لاکھوں غیر مسلم آپ کے دست مبارک پر اسلام لائے۔ آپ کی نظر جس فاسق پر پڑ جاتی وہ تائب ہو جاتا اور پھر گناہ کے قریب نہ جاتا۔ یہ آپ ہی کا احسان ہے کہ اس ملک میں مسلمانوں کو حکومت بھی ملی اور ولایت بھی۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رح حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رح حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رح اور حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالوی رح نے کار ہائے نمایاں انجام دیے۔ ان حضرات کی زندگیاں قرآن و سنت کا قابل رشک نمونہ تھیں۔ یہ حضرات روحانی ترقی کے لیے رہبانیت کو نہیں بلکہ اتباع شریعت کو لازمی قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رح نے فرمایا کہ :-

> " یہ راہ تو صرف وہی پا سکتا ہے جس کے سیدھے ہاتھ میں قرآن پاک ہو اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے۔"

یہ حضرات خود عالم و فاضل تھے۔ شریعت کے سختی سے پابند تھے اور اپنے ارادت مندوں کو بھی شریعت کی پابندی کی تاکید کرتے تھے۔ ان کی خانقاہیں ترویج و اشاعت دین، اصلاح و تربیت مریدین، تعمیر اخلاق اور خدمت خلق کے لیے وقف تھیں۔ حب جاہ و مال سے انہیں کوئی علاقہ نہ تھا۔ درحقیقت ان بزرگوں کی خانقاہیں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے آخری پیغمبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مضبوط قلعے تھے۔ یہ حضرات بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ ننگوں کو کپڑے پہناتے تھے۔ بیماروں کا علاج کرتے تھے۔ جاہلوں کو تعلیم دیتے تھے۔ بے دینوں کو دین سکھاتے تھے۔ گناہگاروں کو تائب بناتے تھے۔ تائب کو متقی بناتے تھے اور متقی کو ولی اللہ۔ عوام کی اصلاح بھی کرتے تھے اور بادشاہوں کی بھی۔ غرضیکہ ان کی مبارک زندگی کا ایک ہی مقصد تھا۔ دین اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی۔

مشائخ چشت کی قائم کردہ خانقاہیں آج بھی موجود ہیں ان میں مساجد، مدارس، کتب خانے اور مہمان سرائے آج بھی موجود ہیں۔ عرس مبارک کی تقاریب و اجتماعات آج بھی ہوتے ہیں مگر جس مقصد عظیم کے لئے یہ خانقاہیں قائم کی گئی تھیں اُس سے دُور ہوتی جاتی ہیں۔ مشائخ کرام کو اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے کہ یہ خانقاہیں تبلیغ اسلام، تزکیۂ نفوس، تعمیر شخصیت اور تعمیر اخلاق کا فریضہ از سر نو کما حقہ، ادا کرنے لگیں۔

میرا پختہ یقین ہے کہ عصر حاضر کے تمام امراض کا علاج حقیقی تصوف میں ہے لہٰذا ضروری ہے کہ حقیقی تصوف کو پھر سے ملت اسلامیہ اور اقوام عالم کے سامنے پیش کیا جائے۔

ہمارے مشائخ کے کارہائے نمایاں اور اُن کی اعلیٰ تعلیمات مختلف تصانیف، تالیفات اور ملفوظات کے صفحات میں بند مختلف خانقاہوں اور مشائخ کے کتب خانوں میں کرم ہائے کتابی کی خوراک بن رہی ہیں۔ مزید برآں یہ تصانیف زیادہ تر فارسی زبان میں ہیں جس کا آج رواج نہیں رہا۔

"آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین خامس مخدومی و مرشدی حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رح نے فرمایا تھا کہ "ہزاروں کتابیں خانقاہوں اور مدرسوں کے کتب خانوں میں کرم خوردہ ہو رہی ہیں مگر اہل خانقاہ و مدرسہ اسے تبرک جان کر کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ کتابوں کو باہر نکالا جائے محفوظ کیا جائے اور عام فہم اُردو زبان میں ان کتابوں کے ترجمے اور خلاصے شائع کئے جائیں۔"

"میری دلی خواہش ہے کہ کسی موزوں مقام پر سلسلہ چشتیہ کا ایک مرکزی ادارہ قائم کیا جائے جہاں تمام خانقاہوں کے کتب خانوں کی قلمی مطبوعہ کتابوں پر مشتمل ایک مرکزی

Marfat.com

کتب خانہ ہو۔ جہاں تصوّف پر تحقیقی کام ہو۔ جہاں تصوّف کی کتابوں کے اُردو ترجمے کیے جائیں اور جہاں اُردو زبان میں ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جو عصرِ حاضر کے گمراہ کن نظریات کا سدّباب کر سکے اور اور جس سے اسلامی تعلیمات اور مشائخِ چشت کے کارناموں کو فروغ حاصل ہو۔"

اِن مقاصد کے حصول کی خاطر ابتدائی طور پر فیصل آباد میں اس کارِ خیر کی ابتدا چشتیہ اکادمی کے قیام کی شکل میں کر دی گئی ہے، جس کا مختصر سا خاکہ پیشِ خدمت ہے۔ نیز ماہنامہ "روحانی پیغام" بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں، سجّادہ نشینوں اور اہلِ علم و صاحبِ ثروت حضرات کا فرض ہے کہ وہ عملی زندگی میں آ کر خدمت و اصلاح کا بیڑہ اٹھائیں۔ اور اس کی سرپرستی و معاونت فرمائیں۔

دستورِ چشتیہ اکادمی

نام۔ ۱۔ اس ادارے کا نام "چشتیہ اکادمی" ہوگا۔

مقام۔ ۲۔ چشتیہ اکادمی کا صدر مقام ابتدائی طور پر فیصل آباد ہوگا۔ اور اس کا دائرۂ کار سارا پاکستان ہوگا بلکہ وہ تمام ممالک بھی اس کے دائرہ کار میں شامل ہونگے جہاں چشتیہ سلسلہ موجود ہے۔

اغراض و مقاصد:۔ ۳۔ چشتیہ اکادمی کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہوں گے۔

(اوّل) سلسلہ چشتیہ کی تصانیف، تالیفات، مضامین، مقالات۔ مکاتیب اور مختلف تحریرات کو جمع کرنا۔ مرتب کرنا اور شائع کرنا۔

(دوم) مشائخ چشت کے حالات و سوانح اور افکار و ملفوظات کو ضبطِ تحریر میں لانا اور شائع کرنا۔

(سوم) مشائخ چشت کی علمی، ادبی، تحقیقی، ملّی اور دینی خدمات و خصوصیات کی اشاعت اور ان پر کام کرنے والوں کی ہر ممکن امداد و اعانت کرنا۔

Marfat.com

(چہارم) سلسلہ چشتیہ کی خانقاہوں میں موجود مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف، قلمی مسوّدات مکاتیب، تحریرات اور تبرّکات کو ایک مرکز پر جمع کرنا اور ان کے تحفّظ کی تدابیر اختیار کرنا۔

(پنجم) مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ہر وہ تدبیر اختیار کرنا جو چشتیہ اکادمی کی رائے میں مناسب ہو۔ اس سلسلہ میں ابتدائی طور پر ایک کتب خانہ۔ پریس اشاعتی ادارہ اور ایک سہ ماہی یا ماہنامے کا قیام و اجراء

رکنیت: -۴- ہر وہ شخص جو سلسلہ چشتیہ سے ارادت رکھتا ہو اور مالی و قلمی و عملی معاونت کر سکتا ہو، اس کا رکن بن سکتا ہے۔

انتظامیہ: - ۵- گیارہ افراد کی ایک مجلسِ مشاورت چشتیہ اکادمی کا انتظام چلائے گی۔

۶- یہ گیارہ افراد سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ، محبّین و متعلّقین اور ارکین میں سے ہوں گے

۷- ان ہی گیارہ افراد میں سے سرپرست۔ نگرانِ اعلیٰ، معتمد، خازن ہوں گے جو تمام امور کی نگرانی کریں گے۔

۸- تمام آمدنی منظور شدہ بنک میں جمع کرائی جائیگی۔ حسابات باقاعدہ رکھے جائیں گے جو ہر سال آڈٹ ہوں گے۔

۹- خازن چشتیہ اکادمی کے حسابات کا ذمہ دار ہوگا۔

۱۰- معتمد، چشتیہ اکادمی کے انتظامی معاملات کا ذمہ دار ہوگا۔

اجلاس:

۱۱- چشتیہ اکادمی کا اجلاس سہ ماہی میں ایک بار لازمی طور پر ہوگا اور ایک سالانہ اجلاس ہوگا۔ سالانہ اجلاس میں سالانہ رپورٹ و سالانہ حسابات بھی پیش کیے جائیں گے۔

نوٹ:- آغازِ کار میں چشتیہ اکادمی کے لئے مندرجہ بالا طریقِ عمل ہوگا۔ کام آگے بڑھنے کی صورت میں اس میں ترمیم و اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

ماہنامہ "روحانی پیغام"

والدی و مرشدی حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانی ؒ نے ۱۹۰۹ء میں پہلی دفعہ ماہنامہ "روحانی پیغام" جاری کیا۔ باقاعدہ ڈیکلریشن سے قبل آپ نے "روحانی پیغام" کے غالباً دس شمارے نکلے۔ بعدازاں جب حکومت ہند سے اجازت مل گئی تو باقاعدہ ماہنامہ کی صورت میں پہلا شمارہ غالباً فروری ۱۹۱۶ء میں جاری ہوا جس کے سرورق پر یہ عبارت درج تھی:

" اخلاق، تصوّف، روحانیت، طمانیت قلبی اور سرور ابدی کا

ماہوار رسالہ روحانی پیغام

یہ ماہوار رسالہ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو باقاعدگی سے شائع ہوتا تھا۔ سابقہ شماروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ بہت مقبول تھا۔ ہندوستان کے ہر گوشہ میں اور بیرون ملک بھی اس کے خریدار موجود تھے۔ غالباً ۱۹۲۸ء میں بعض ناگزیر حالات کی بنا پر اس کی اشاعت رک گئی۔ ۱۹۴۵ء میں دوبارہ اس کے اجراء کیلئے متحدہ ہندوستان کی مرکزی حکومت سے رابطہ پیدا کیا گیا۔ اگست ۱۹۴۷ء سے قبل دو یا تین شمارے نکلے مگر قیام پاکستان کے بعد اسے جاری نہ رکھا جا سکا۔

بیس برس گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے شعبۂ اسلامیات سے منسلک رہنے کے بعد جب میں ۱۹۷۵ء میں ریٹائر ہوا تو میں نے بقیہ حیات مستعار تصنیف و تالیف اور تبلیغ و اصلاح کے لئے وقف کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اسی مقصد کے پیش نظر اگست ۱۹۷۵ء میں ماہنامہ روحانی پیغام کے اجراء کے لئے درخواست دی۔ کاروانِ شوق اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے کن کن مراحل اور مقامات سے گزرا، یہ ایک طویل داستان ہے۔

ایک وقت ایسا آیا کہ میں نے ماہنامہ کے اجراء کا ارادہ ترک کر دیا اور یہ پروگرام بنا لیا کہ آزادانہ تصنیف و تالیف کے کام میں ہی مصروفِ عمل رہوں۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ انہی دنوں مخدومی و مرشدی خواجۂ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی ؒ کاشانۂ سلیمانی میں تشریف لائے۔ برادران و احباب نے "روحانی پیغام" کا بھی ذکر چھیڑ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

"دورِ حاضر میں اس رسالہ کی اشد ضرورت ہے لہٰذا اس کے فوری اجراء کے لئے کوششیں جاری رکھی جائیں۔"

چنانچہ ڈیکلریشن کے لئے ازسرِنو کوششیں شروع کر دی گئیں۔

دریں اثنا "روحانی پیغام" کے دو شمارے جناب برادرم اعجاز احمد چشتی صاحب مرحوم نے شائع کیے۔ ایک شہباز چشت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے حالات میں اور دوسرا شمس العارفین حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالوی کے حالات میں۔ دونوں رسائل اگرچہ اہلِ سلسلہ میں پسند کئے گئے مگر فیصلہ یہ کیا گیا کہ آزادانہ طور پر "روحانی پیغام" کا یہ سلسلہ فی الحال جاری نہ رکھا جائے جب حکومتِ پاکستان سے اجرار کی اجازت مل جائے تو پھر باقاعدہ اجرار کیا جائے۔ الحمدللہ کہ بزرگوں کی دعاؤں اور احباب کی کوششوں سے اس کے اجرار کی اجازت ۲۲ جولائی ۱۹۸۱ء کو مل گئی اور یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء سے اسے باقاعدہ ماہنامہ کے طور پر جاری کر دیا گیا۔

پاکستان میں مشائخِ چشت کے قافلہ سالار حضرت بابا فریدالدین گنج شکر تھے جنہوں نے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے بعد ملک کے اس حصہ میں جو آج پاکستان ہے شریعت و طریقت اور سلوک و معرفت کے وہ چراغ جلائے جن کی روشنی سے آج بھی پورا پاکستان منور ہے چشتیاں شریف تونسہ شریف، کوٹ مٹھن شریف۔ ملتان شریف۔ چاچڑاں شریف، مکھڈ شریف سیال شریف، جلال پور شریف۔ گولڑہ شریف اور دیگر مقامات کی خانقاہوں کے چراغ اُن ہی کے ذریعے روشن ہیں اور ان کی دلنشیں تعلیمات آج بھی روشن چراغ کی طرح ہمیں منزلِ مقصود تک پہنچانے میں ممد و معاون ہو سکتی ہیں۔

ماہنامہ "روحانی پیغام" کے اغراض و مقاصد میں بنیادی مقصد یہی ہے کہ اُن پاکیزہ تعلیمات کو عام فہم زبان میں دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا جائے اور کرامات و حکایات کے جو پردے ان کی اصلی زندگی اور اُن کے اصلی کارناموں پر پڑے ہوئے ہیں، انہیں نوکِ قلم سے ہٹا دیا جائے تاکہ اہل اللہ کی زندگیوں کے روشن پہلو عوام کے سامنے آسکیں

Marfat.com

عصرِ حاضر کا انسان علوم و فنون کی انتہائی ترقی کے باوجود اخلاقی و رُوحانی طور پر ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکا ہے۔ جدید گمراہ کن نظریات نے اسے انتہائی مادہ پرست بنا دیا ہے۔ حُبِّ جاہ، حُبِّ مال اور فکرِ معاش نے اسے نہ صرف حریص و مفاد پرست بنا دیا ہے بلکہ ظلمت و گمراہی میں مبتلا کر دیا ہے

انسانیت کو مادّی زندگی سے پھر رُوحانی کی طرف لانے کے لئے اسلامی تصوّف کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر اس رسالہ کا اجراء کیا گیا ہے تاکہ ہم پاکستان میں نظامِ اسلام کے قیام کی کوششوں کے ساتھ ساتھ اہلِ پاکستان کی رُوحانی و اخلاقی زندگی کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ تشکیلِ سیرت اور تکمیلِ اخلاق کے لئے صوفیائے کرام نے جو طریقۂ تعلیم و تربیت اختیار کیا تھا، ہماری نظر میں آج بھی وہی طریق زیادہ مؤثر و مفید ہے۔ اس یقینِ محکم کے ساتھ اس مقدس مشن کا آغاز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اس کارِ خیر کو صحیح طور پر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

ماہنامہ "رُوحانی پیغام" اب پانچویں سال میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کی اشاعت میں کبھی کبھی بے قاعدگی بھی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجوہات مالی بھی ہوتی ہیں اور انتظامی بھی۔ بہر حال یہ جاری ہے اور انشاء اللہ یہ جاری رہے گا۔ اہلِ سلسلہ اور مشائخِ عظام کا فریضہ ہے کہ وہ تعاون فرمائیں۔ تصنیف و تالیف کے دیگر کام بھی جاری ہیں دُعا فرمائیں کہ آخری سانس تک تبلیغِ اسلام اشاعتِ سلسلہ اور تذکرۂ مشائخ کا کام جاری رہے۔

مدیر: ماہنامہ روحانی پیغام
فرحت منزل چنیوٹ بازار
فیصل آباد (پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

حضرت پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ

"پنجاب میں حضرت شاہ فخر الدین صاحبؒ کا فیض اور چشتیہ نظامیہ سلسلہ کا نام شاہ نور محمد مہاروی کے ذریعہ پہنچا اور شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوئی۔ شاہ محمد سلیمانؒ بڑے برگزیدہ بزرگ تھے۔ ان کے ارشاد و تلقین سے پنجاب اور افغانستان کے ہزاروں گمراہانِ بادیۂ ضلالت نے ہدایت پائی۔ اُن کے خلفاء ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور رُشد و ہدایت کے وہ چراغ روشن کئے کہ ایک بار پھر صوفیائے متقدمین کی خانقاہوں کے نقشے آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ وہ سلسلۂ نظامیہ کے عظیم الشان بزرگ تھے۔ اُن کا تبحر، تقدس اور اسلامی سوسائٹی کی اصلاح کے لئے جد وجہد اپنی نظیر آپ تھی۔ اُن کی جلائی ہوئی اس شرع و سنت کی شمع کے گرد دُور دُور سے پروانے جمع ہوئے ان کے خرمنِ کمال سے ہزاروں نے فیض حاصل کیا۔ سنگھڑ اور تونسہ کا غیر معروف علاقہ علم و عرفان کا مرکز بن گیا، جہاں سے لاکھوں عقیدت مند تربیت پا کر ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔"

(پروفیسر خلیق احمد نظامی
مؤلف تاریخ مشائخ چشت)

چشتیہ اکادمی فیصل آباد۔ پاکستان

Marfat.com